اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف

و

تحفۂ قادریہ (منظوم)

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

بنا دیتی ہے خاک کو کیمیا
بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے

نام کتاب	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف وتحفۂ قادریہ (منظوم)
موضوع	تصوف، تذکرہ بزرگان دین
ترتیب واہتمام	افتخار احمد حافظ قادری
ناشر	بزم غلامان غوث اعظمؓ
حسب خواہش	حضرت قاضی رئیس احمد قادری
تاریخ اشاعت	شوال المکرم 1424ھ
	دسمبر 2003ء
تعداد اشاعت	1000 (ایک ہزار)
ہدیہ	250/- روپے

ناشر و ملنے کا پتہ

1- بزمِ غلامانِ غوثِ اعظمؓ

2- آستانۂ عالیہ قادریہ سلطانیہ
ڈھوک قاضیاں شریف / تخت پڑی
روات، راولپنڈی۔

اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف
و تحفۂ قادریہ (منظوم)

دعائے خصوصی

السید محمد خلیفه الحیزم الحسنی الحسینی

السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمهودی

المدینة المنورة

باجازت

شہزادہ غوث الثقلین السید محمد انور گیلانی قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سدرہ شریف

حسب خواہش

حضرت قاضی رئیس احمد قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ

ترتیب و اہتمام

افتخار احمد حافظ قادری، 2003ء

اللہم صل وسلم
علی سیدنا محمد
النبی الامی وآلہ
محمد ﷺ کی اُلفت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

فہرست

حمد باری تعالیٰ

از حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

تا ابد یا رب ز تو من لطفہا دارم امید ‏ — ‏ از تو گر امید برم از کجا دارم امید

ہم فقیرم، ہم غریبم، بیکس و بیمار ناتوان ‏ — ‏ یک قدح زان شربت دارالشفا دارم امید

نا امیدم از خود و از جملۂ خلقِ جہان ‏ — ‏ از ہمہ نومیدم اما از توئی دارم امید

ہر کسے امید دارد از خدا و جز خدا ‏ — ‏ لیک محی شد کہ از تو من ترا دارم امید

"محی" می گوید کہ خونِ من حبیب من بریخت ‏ — ‏ بعد ازیں کشتن ز تو من لطفہا دارم امید

★★★★★★★

۱۔ اے میرے رب کریم میں تجھ سے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔ اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں۔

۲۔ میں فقیر ہوں، میں غریب ہوں، بے کس اور ناتوان بیمار ہوں، میں آپ کے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں۔

۳۔ میں اپنی ذات اور جملہ مخلوقات سے ناامید ہوں۔ سب سے ناامید ہوں لیکن آپ سے امید رکھتا ہوں۔

۴۔ اے میرے پروردگار ہر شخص تجھ سے تیری اور تیرے علاوہ اور دوسری چیزوں کی بھی امید رکھتا ہے لیکن میں آپ سے صرف آپ ہی کی ذات کی امید رکھتا ہوں۔

۵۔ محی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے۔ اس خون کے بعد بھی اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔

از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

نسیما جانب بطحا گذر کن — ہوائے دیس محبوباں دے جائیں

ز احوالم محمد ﷺ را خبر کن — میرا احوال حضرت ﷺ نوں سنائیں

توئی سلطان عالم یا محمد ﷺ — کہیں اس بادشاہ نوں یا محمد ﷺ

ز روئے لطف سوئے من نظر کن — میرے ولے کرم دی جھات پائیں

ببر ایں جان مشتاقم در آنجا — ایہہ لے جا جان میری توں مدینے

فدائے روضۂ خیر البشر کن — کریں روضے توں صدقے اس دے تائیں

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش — اگے اٹھا اے جامی نے اوہ جلوہ

خدایا ایں کرم بار دگر کن — خدایا اوہ دوبارہ وی وکھائیں

سیدی یا ابا البتول ﷺ سؤال

من فقیر جوابه الاعطاء

اے میرے آقا و سردار، سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے بابا جان صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم، ایک فقیر کا سوال ہے جس کا جواب عطا ہے۔

حضرت علامہ یوسف اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ

منقبت

ولی کامل حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

از فضل الرحمن عظیمی

تو کہ اے قاضی حسن ہے ایک ولی باکمال
کر رہا ہے رحمتیں تجھ پر خدائے ذوالجلال

زندگی تیری درخشاں تھی مثال آفتاب
اور بعد مرگ لطف حق سے ہے تو بہرہ یاب

تو تلاش حق میں ہی ہر آن سرگرداں رہا
ہر گھڑی دشت طلب میں تو جنوں ساماں رہا

عمر بھر تو کاربند اسوۂ حسنہ رہا
پیروئ سنت محبوب حق ﷺ کرتا رہا

تیرا کردار و عمل حکم خدا کا پاسدار
حق نمائی، حق پرستی ہی رہا تیرا شعار

ہو رہی ہے تجھ پہ جو یہ رحمت رب جلیل
در حقیقت یہ ہے تیری حق پرستی کی دلیل

جو قدم اٹھا ترا وہ حق کی خاطر ہی اٹھا
حق کی خاطر ہی جیا تو، حق کی خاطر ہی مرا

تو جیا تو حق کا اونچا نام کرنے کیلئے
تو مرا تو حق پرستی عام کرنے کیلئے

تیرے دل میں دین حق کی تھی محبت اس قدر
مضطرب رہتا تھا پھیلانے میں اس کے بے خطر

اس تڑپ کا پھل گیا ہے آج تجھ کو یہ صلا
حق کی رحمت ہے، ہوا ہے تو شہوں سے آشنا

عمر بھر خلق خدا کو فیض پہنچاتا رہا
عمر بھر اپنے پرائے کا تو غم کھاتا رہا

بعد مرنے کے بھی لیکن فیض تیرا عام ہے
تیری حق کوشی کے باعث تیرا روشن نام ہے

سینہ ات معمور از حب خدا و مصطفیٰ ﷺ
وقف کردی عمر در پابندئ حکم خدا

اے کہ آرامیدہ در فردوس جان پاک تو
من درودے می رسانم بر روان پاک تو

اے حسن! اے مرد حق گو، اے فقیر ابن فقیر
از عظیمی بے نوا ایں ہدیۂ الفت پذیر

اولیائے ڈھوک
قاضیاں شریف
و تحفۂ قادریہ

اس کوشش کو

حضرت السید تبسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی

کے نام کرتا ہوں کہ جن کی دعائے خصوصی سے اس ناچیز کو یہ کام کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

افتخار احمد حافظ قادری

بزرگوں کی صحبت

اے دوست بیا زود بہ مجلس رومیؒ
خواہی کہ دلت پر شود از مخزن اسرار

(اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل اسرار الٰہی کا مخزن بن جائے تو اے دوست بہت جلد حضرت رومیؒ کی مجلس عرفان میں آجا)

اولیائے کرام اور بزرگان دین ہر زمانے میں موجود رہے ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے۔ بلکہ شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ کی جلد دوئم میں یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر زمانے میں اولیاء اللہ میں ایک ولی ایسا بھی ہوتا ہے جو قرآن پاک کی اس آیت "وھو القاھر فوق عبادہ" کے مطابق ہر چیز پر غالب اور متصرف ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت شیخ ابو عبداللہ السالمیؒ سے دریافت فرمایا کہ اولیاء اللہ کو کس طرح پہچانا جاسکتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ صفات حمیدہ (زبان کی لطافت اور نرمی، حسن اخلاق، کشادہ روئی، خندہ پیشانی، خلق خدا سے شفقت و محبت سے پیش آنا اور دنیاوی حرص ولالچ سے دوری) موجود ہوں وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ اس ضمن میں حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ حقیقی صوفی وہ ہے کہ جس نے اپنا ظاہر و باطن کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ کی متابعت میں کرلیا ہو۔ ایک اور بزرگ کا فرمان ہے کہ صوفی یا ولی وہ ہے جو طمع نہ کرے، جمع نہ کرے اور منع نہ کرے۔ تاجدار قونیہ شریف حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہے جو کہ راستہ دکھلا دے، ایسا راستہ کہ جس پر چلیں تو بادشاہ (اللہ تبارک وتعالیٰ) کے دروازے تک پہنچ جائیں۔

پیر آن باشد کہ نماید رہے
راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ نیکوں کی صحبت

میں بیٹھنا نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور بروں کی صحبت میں بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔اس نکتہ کو حضرت مولانا رومؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ خود فقیروں اور درویشوں کی خدمت میں حاضری دیتے، حضرت امام شافعیؒ جب بیمار ہوتے تو سیدہ نفیسہؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔

حضرت شیخ فرید الدین نیشاپوریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک اور حدیث نبویؐ کے بعد کوئی کلام بھی مشائخ عظام کے کلام سے بڑھ کر بہتر و افضل نہیں۔ کیونکہ ان کا کلام حال کا نتیجہ ہوتا ہے۔حضرت رومیؒ فرماتے ہیں

چون شدی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

(اگر تو عارفان حق کی صحبت سے دور ہو گیا تو پھر اچھی طرح سمجھ لے، کہ در حقیقت تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا)

چون تو پیوندی بداں شہ شہ شوی
ذرہ باشی ولیکن مہ شوی

(کہ جب تو اس بادشاہ یعنی مرشد کامل سے جا ملا تو سمجھ لے کہ اب تو بھی بادشاہ بن جائے گا۔اگرچہ ذرہ کی مانند حقیر ہے لیکن ان کی برکت صحبت سے چمکتا ہوا چاند بن جائے گا)

امیر تیمور گورگان جس طرح مشائخ عظام اولیاء کرام کا احترام کرتا تھا اس کی تفصیل تاریخی کتب میں موجود ہے لیکن وہ جب کسی شہر یا بستی کو فتح کرتا تو سب سے پہلے وہاں کے مشائخ اور مزارات مبارکہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا،اوران آستانوں پر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے استمداد بھی کرتا۔

قلندر لاہوری و عاشق رسول ﷺ حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا بھی یہ معمول تھا کہ وہ لاہور میں اور لاہور سے باہر بھی بزرگانِ دین کے مزارات مبارکہ پر حاضری دینے کے علاوہ اپنے اردو اور فارسی کلام میں ان عظیم شخصیات کو نذرانہ عقیدت بھی پیش کرتے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے حضور داتا گنج بخشؒ کی بارگاہ میں جس طرح اپنا ہدیہ عقیدت پیش کیا اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے سے آپ کی شدید محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

سیدِ ہجویر مخدومِ امم مرقدِ او پیرِ سنجر را حرم
عہدِ فاروقؓ از جمالش تازہ شد حق ز حرفِ او بلند آوازہ شد
خاکِ پنجاب از دمِ او زندہ گشت صبحِ ما از مہرِ او تابندہ گشت

علامہ محمد اقبالؒ کو حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ سے اس قدر الفت اور محبت تھی کہ انہیں اپنا روحانی مرشد اور پیر مانتے۔ ان کی بارگاہ میں اپنا ہدیۂ عقیدت اس طرح پیش فرماتے ہیں۔

پیرِ رومیؒ مرشدِ روشن ضمیر کاروانِ عشق و مستی را امیر
نورِ قرآن درمیانِ سینہ اش جامِ جم شرمندہ از آئینہ اش
پیرِ رومیؒ خاک را اکسیر کرد از غبارم جلوہ ھا تعمیر کرد
نکتہ ھا از پیرِ رومؒ آموختم خویش را در آتش او سوختم

بزرگوں کی خدمت میں حاضری کا طریقہ

بزرگانِ دین اور مشائخ عظام کی خدمت میں حاضری دینے کے طریقے واضح ہیں۔
طوالت سے بچنے کیلئے حضرت جامیؒ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں:۔

اے دوست بیا زود بہ کاشانہ جامیؒ
از حب نبی ﷺ گر طلبی سینہ سرشار

(اگر تو چاہتا ہے کہ حُبِّ نبی ﷺ میں تیرا دل سرشار ہو جائے تو اے دوست بہت جلد حضرت جامیؒ کی محفلِ عشق و محبت میں آ جا)

عظیم عاشقِ رسول ﷺ حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ھرات کے قریب ایک گاؤں "جغارہ" میں حضرت شیخ بہاؤالدین عمرؒ کی خدمت میں بغرضِ ملاقات حاضر ہوا، وہاں پر شہر سے کچھ اور لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ حضرت شیخؒ کا یہ طریقہ تھا کہ جو بھی شہر سے آتا، ہر ایک سے الگ الگ پوچھتے کہ تم شہر سے کیا خبر لائے ہو۔ ہر کوئی جواباً کچھ نہ کچھ عرض کر دیتا۔ حضرت جامیؒ فرماتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو انھوں نے مجھ سے بھی پوچھا کہ تم کیا خبر لائے ہو۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ فرمایا راستے میں کیا دیکھا، میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں دیکھا اس کے بعد وہ تمام حاضرین سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "کہ جو کوئی بھی درویش کے پاس آئے تو اسے ایسے آنا چاہیے کہ نہ تو اسے شہر کی خبر ہو اور نہ ہی وہ راستے میں کسی شے پر دھیان دے" جس کے بعد آپ نے حضرت شیخ سعدیؒ کا یہ شعر پڑھا ؎

دلارامی کہ داری ' دل در او بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

(کہ تجھے صرف اور صرف اپنے محبوب کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور اس کے بعد اپنی آنکھ کو ساری دنیا سے بند کرلے)

اور حضرت مولانا رومؒ نے اس موضوع کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن
دیدہ و دل جانبِ دلدار کن

(سینکڑوں کتابوں اور اوراق کو نذرِ آتش کر دے اور اپنے دیدہ دل کو اپنے دوستِ حقیقی کی طرف متوجہ رکھ)

مذکورہ بالا واقعہ کی روشنی میں ہمیں غور کرنا ہوگا کہ کیا ہم واقعی اسی طرح اپنے مشائخ اور بزرگوں کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں یا ہمارے تمام افعال و اقوال اس کے برعکس ہیں؟

قارئین! آج کے اس افراتفری اور بے سکونی کے پرفتن کے دور میں اس بات کی اشد

ضرورت ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور بزرگانِ دین کی زندگیوں، ان کے عملی کارناموں اور روحانی تصرفات کا مطالعہ کریں، اولیاء و صالحین کی صحبت اختیار کریں کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا ایک سو سال کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے۔ بقول پیر رومیؒ ے

صحبت نیکاں اگر یک ساعت
بہتر از صد سالہ زہد و طاعت

اور پھر اس رحمت و برکت سے بھی مستفید ہوں گے جو ان نیک لوگوں کی مجالس پر نازل ہوتی ہے۔

قارئین سچائی جزوِ ایمان ہے۔ اور اس کا انسان کی تکمیلِ شخصیت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے جب سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے اصولوں کی بنیاد کس چیز پر رکھی تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ "سچائی پر"۔

نیک اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کیلئے قرآن پاک کی یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ

"اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور نیک اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

اور پھر جب ان اللہ والوں کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی بھی اگر صدقِ دل سے کوشش کریں گے تو انشاءاللہ ہماری زندگی میں بھی ضرور تبدیلی آئے گی اور سکون کی زندگی نصیب ہو جائے گی۔

قارئین کرام اس مختصری تمہید کے بعد عرض ہے کہ کچھ عرصہ قبل آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ کے سجادہ نشین محترمی و معظمی جناب قاضی رئیس احمد قادری مدظلہ العالی نے اس بندہ سے ایک ملاقات کے دوران اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میرے جدِ امجد حضرت قاضی احمد حقؒ نے تقریباً ایک صدی قبل منشی الٰہی بخش کی حضرت دیوان حضوریؒ کے احوال و آثار و مناقب پر مشتمل پنجابی منظوم تصنیف بنام "تحفۂ قادریہ" دہلی سے شائع کروائی تھی۔ اب اسی تصنیف کو دوبارہ شائع کروانا چاہتا ہوں۔ جس پر اس ناچیز نے حضرت قاضی صاحب سے عرض کیا کہ ابھی تک اس

آستانہ کے متعلق کوئی مطبوعہ چیز سامنے نہیں آئی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اس آستانہ کے بزرگوں کے مختصر احوال و آثار بھی کتاب کے شروع میں دے دیے جائیں۔ جس پر حضرت قاضی صاحب نے بندہ کی تجویز سے اتفاق کیا اور یوں اس کتاب کو ترتیب دینے اور رنگین تصاویر سے مزین کرنے کی سعادت اس ناچیز کے حصہ میں آئی۔

بحمد اللہ زیرِ نظر کتاب **"اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف"** زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ان بزرگوں کے احوال پر کوئی مکمل کتاب نہیں بلکہ اس میں صرف ان بزرگوں کا مختصر تعارف ہے اور در حقیقت یہ ابتداء ہے اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف کی تعلیمات کو اجاگر کرنے اور ان کے احوال و آثار عام کرنے کی طرف پہلا قدم۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ مستقبل قریب میں اس پر بہت زیادہ کام کر کے ایک مکمل **"تذکرۂ اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف"** منظرِ عام پر لایا جا سکتا ہے۔ اس بندۂ ناچیز نے تو صرف آستانہ عالیہ کے مریدین، متوسلین اور عقیدت مندوں کو اس اہم موضوع کی طرف توجہ مرکوز کروانے کیلئے ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے۔ میری گذارش ہے کہ آپ تمام حضرات آگے بڑھیں اور ان اولیائے صالحین کی تعلیمات اور ملفوظاتِ مبارکہ کو عام کرنے کیلئے قاضی صاحب کے ساتھ مل جل کر خلوصِ دل سے اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ دعا ہے کہ یہ مختصر کام ان بزرگوں کے ہاں شرفِ قبولیت پا جائے اور ان کے فیض سے ہم سب مستفیض ہوتے رہیں۔

کتاب مذکورہ کی تکمیل میں جن احباب نے بھی کسی طور رہنمائی یا معاونت فرمائی، یہ بندہ صدقِ دل، خلوص و محبت سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن چند شخصیات کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔

مدینہ منورہ میں اپنے مرشد حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی کا تہ دل سے

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے مسجد نبوی ﷺ میں اس کام کی تکمیل کیلئے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ پیر طریقت شہزادہ غوث الثقلین حضرت سید محمد انور گیلانی قادری مدظلہ العالی کا بھی مشکور ہوں کہ جنھوں نے اس کام کی تکمیل کیلئے اس ناچیز پر خصوصی توجہ فرمائی۔ عظیم محقق و نامور اسکالر مشہور زمانہ ایرانی نژاد فارسی شاعر ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی اور عظیم و معروف نعت گو شاعر و تاریخ گو شخصیت محترمی عبدالقیوم طارق سلطانپوری بھی میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں کہ جنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب ھذا کیلئے منظوم قطعات و قصائد رقم فرمائے۔ اسی طرح آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین قاضی صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ اس کام کے دوران جن کی راہنمائی اور دعائیں ہمہ وقت اس ناچیز کے ساتھ رہیں اور کتاب مذکورہ پر اپنے تاثرات کا بھی اظہار فرمایا۔ کتاب میں موجود معلومات حضرت قاضی صاحب نے خود فراہم فرمائی ہیں۔ اسی طرح قاضی طارق محمود صاحب کھوئیہ، قاضی فاروقی صاحب (اراضی شریف) محمد علی اصغر، لالہ عبدالمجید، تنویر احمد، محمد فاروق، ناصر محمود اور خالد محمود کا بھی شکر گذار ہوں اگر میں کمپوزر حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ بھی زیادتی ہوگی۔ اس لئے محترمی سید شاہد محمود شاہ، سہیل قمر، محمد شبیر خان اور عاطف اقبال کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں۔

آستانۂ عالیہ کے حوالے سے اس کی عظیم و ضخیم لائبریری کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ گو کہ اس لائبریری کی بنیاد حضرت قاضی صاحب کے جدِ امجد نے رکھی تھی بعد میں آپ کے والد محترم نے بھی اس میں کتابوں کا اضافہ فرمایا۔ لیکن جب آستانہ کی ذمہ داری قاضی صاحب کے کندھوں پر آ پڑی تو پھر آپ نے اس لائبریری کو چار چاند لگوا دیے۔ دنیا کے ہر خطے سے ہر زبان اور موضوع پر کتابیں اکٹھی کیں۔ ان میں تفسیر، حدیث، سیرت، مدینہ شناسی، تاریخ، فقہ، تصوف وغیرہ غرضیکہ مختلف علوم و فنون پر کتابیں موجود ہیں جو عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی زبانوں میں ہیں۔ یہاں صرف اندرون ملک سے شائع ہونے والی کتابیں نہیں بلکہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، بیروت، امریکہ، برطانیہ، ایران اور دیگر غیر ممالک کی مطبوعات بھی یہاں موجود ہیں۔ اس لائبریری کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہاں قرآن کریم کے قلمی نسخے اور تقریباً

درجن بھر مخطوطات بھی ہیں۔ قرآنِ کریم کا ایک خطی نسخہ تین سو سال سے زیادہ پرانا ہے اور محفوظ چلا آرہا ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ لائبریری میں دینی موضوعات پر خاصی تعداد میں آڈیو، وڈیو اور سی ڈی کیسٹیں بھی موجود ہیں۔ آپ کو یہ جان کر انتہائی خوشی ہوگی کہ اب اس میں کتابوں کی تعداد 10,000 سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ جسمیں کئی قلمی نسخے 400 سال پرانے موجود ہیں۔ کتاب کی تکمیل کے دوران قادریہ سلطانیہ لائبریری کی فہرست سازی کا کام بھی مکمل ہوا۔ اس فہرست کی تکمیل پر محترمی محمد شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے ہمراہ کام کرنے والے تمام احباب بالخصوص محترمی چوہدری نور محمد، ملک محمد عمران، محمد کامران، محمد وقاص، محمد عمران، محمد ارشد، ظفر محمود اور منیر مغل صاحب میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان سب کو اور آستانہ کے جملہ مریدین اور عقیدت مندوں کو شاد و آباد رکھے اور وہ سدا مسکراتے رہیں اور قاضی محمد رئیس احمد قادری صاحب کا سایہ تادیر ان سب کے سروں پر قائم دائم رہے اور یہ آستانہ یوں ہی علم و ادب کی خوشبو بکھیرتا رہے۔

یارب العالمین ان بزرگانِ دین جن کا ہم نے ذکر کیا اور آگے کریں گے ان سب کے وسیلۂ جلیلہ سے ہم سب پر بھی رحم فرما اور اس نظرِ خاص سے ہمیں محروم نہ رکھنا جو ان بزرگوں پر رہتی ہے۔

آمین بجق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہنا صبا حضور ﷺ سے کہتا ہے ایک غلام
بس اک نظر ہو ایک نظر کا سوال ہے

نگاہے یا رسول اللہ ﷺ نگاہے

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی دعاؤں کا طالب

الفقیر الی اللہ ورسولہ

[signature]

افتخار احمد حافظ قادری

تصوف اور اس کی حقیقت

علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ چشتی سیالوی نے اپنی تصنیف "المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف تذکرہ چشتیہ قمیہ" (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور) میں تصوف کی تعریف کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا ہے۔

"ہم سمجھتے ہیں کہ انسانیت کی تکمیل صرف اور صرف اتباع رسول اقدس ﷺ ہی میں ہے قرآن وسنت کا یہی ارشاد ہے، اجماع امت کا یہی فیصلہ ہے اور قیاس سلیم کا یہی تقاضا ہے۔ اتباع سنت سے مراد سید کل ختم الرسل علیہ السلام کے اعمال و افعال کو ہو بہو مقدور بھر نقل کرنا ہے تو تصوف کی تعریف یہ ہوگی "تا حیات سید کل علیہ السلام کے اعمال و افعال کی نقل اتارنے کی کوشش میں رہنا" اسی جدو جہد کا ثمرہ محبت خداوندی کا ملنا ہے۔ قرآن حکیم نے اسے "یحببکم اللہ" کے جاں بخش الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ "گویا تو اللہ کریم کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس ذات اقدس کا مشاہدہ نہیں کر رہا تو اس کی نگاہ پاک تو تجھے دیکھ رہی ہے"...... کے مقدس جملے میں اس راحت بخش، روح افزا کیفیت کا اظہار با وقار فرمایا ہے۔

جب مدار تصوف اعمال محمدی ﷺ کی نقل کرنا قرار پایا تو ضروری ٹھہرا کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام کی اداؤں کو انسانیت میں بانٹنے کا اہتمام کیا جائے یہی وہ چیز ہے، جسے خدمت انسانیت، فلاحِ معاشرہ اور بشریت کی کامرانی کہا جاتا۔

اولیائے کرام نے دکھی انسانیت کی خدمت کی، وہ مسند پر بیٹھے تو سرکار علیہ السلام کی محفلِ اقدس کا نقشہ کھینچ دیا۔ ان کی محافل میں انوار محمدی اور اخلاق احمدی یوں بٹے کہ ساری انسانیت ان سے فیض یاب ہوئی۔"

آگے چل کر آپ یوں فرماتے ہیں۔

"طریقت نام ہی مخلوق کی خدمت کا ہے۔ ان حضرات میں وہ اپنائیت ہوتی ہے کہ

دیکھنے والا انہیں اپنی روح کے قریب پاتا ہے۔ ان کے آستانوں کو اپنا گھر یقین کرتا ہے ان کے انفاس قدسیہ کی گرمی سے عمل میں تیزی آتی ہے وہ سب کے ساتھ جس حسن سلوک کا محمدی برتاؤ کرتے ہیں، اس میں بلا کی کشش ہوتی ہے۔ محبت کے ستارے ان کی تاثیر بخش شمسی شعاؤں سے وابستگی ہی اپنے لئے معراج کمال تصور کرتے ہیں"۔

آپ مزید فرماتے ہیں۔

"اولیاء امت حضور سید المرسلین ﷺ کے نمائندے ہیں۔ یہ نمائندگی تبھی ہو سکتی ہے کہ قرآن و سنت پر وہ خود عمل پیرا ہوں اور قوم کو قرآن و سنت کی طرف دعوت دیں۔ اولیاء گرامی نے یہی کچھ کیا ہے"۔

حضرت امام غزالیؒ اپنی سرگزشت "**المنقذ من الضلال**" میں فرماتے ہیں۔

"ان الصوفية هم السالكون بطريق الله خاصة وان سيرتهم احسن السير و طريقهم اصوب الطرق واخلاقهم ازكى الاخلاق بل لو جمع عقل العقلاء و حكمة الحكماء و علم الواقفين على اسرار الشرع من العلماء ليغيروا شيئا من سيرهم و اخلاقهم و يبدلوه بما هو خير منه لن يجدوا اليه سبيلا فان جميع حركاتهم و سكناتهم فى ظاهرهم و باطنهم مقتبسة من نور مشكوٰة النبوة و ليس وراء النبوة على وجه الارض نور يستضاء بها"

ترجمہ:-

صوفیاء کرام کا گروہ ایسا گروہ ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی راہ پر چل رہا ہے ان کی سیرت بہترین اور ان کا طریق عمل راہ صواب سے قریب تر ہے۔ اخلاق کا یہ عالم کہ پاکیزگی کا نمونہ اور اس حد تک کہ اگر تمام عقلاء اور حکماء کی عقل و حکمت کو جمع کر لیا جائے اور واقفان اسرار شریعت کے علم کو یکجا کر لیا جائے تاکہ صوفیاء کی سیرت و اخلاق کو بہتر سیرت اور اخلاق سے تبدیل کیا جا سکے تو اس کی کوئی سبیل نظر نہ آئے کیونکہ ان کی تمام حرکات و سکنات ظاہر و باطن میں نور مشکوٰۃ نبوت سے

مستفیض ہیں اور نورِ نبوت سے بڑھ کر کوئی نور روئے زمین پر اس لائق نہیں کہ اس سے روشنی حاصل کی جاسکے"۔

آج کل بزرگوں کی حسی کرامات پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف کی زندگیوں میں ہمیں بے شمار ایسی ہی کرامات نظر آتی ہیں لیکن ہم نے ان میں سے محض چند ایک کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔ ہم نے ان اکابر کے طریق زندگی اور ان کے مشن کو اجاگر کرنے پر پوری توجہ مرکوز کی ہے۔ اس کتاب میں ان بزرگوں کے مختصر سے پیش کردہ تعارف کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ تمام نفوسِ قدسیہ مندرجہ بالا معیار پر پورا اترتے نظر آتے ہیں۔

الحاج فقیر عزّت شاہ وارثی، جنھوں نے ان اولیائے کرام کو انتہائی قریب سے دیکھا اور ان کی صحبتوں سے مستفیض بھی ہوئے، بجا فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا جب کہ تصوف کا ایک بحرِ بے کراں ان بزرگوں کی حسین وجمیل زندگیوں کی صورت میں ڈھوک قاضیاں سے ہو کر گزرا ہے۔ ان بزرگوں کی مساعیٔ جمیلہ کے فیضان کے نتیجہ میں آج بھی یہ آستانہ علاقے میں ایک زندہ اور فعّال روحانی مرکز کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہاں درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری ہے اور افراد کو روحانی تربیت بھی دی جارہی ہے۔ اس مرکز کی اصلاحی کوششوں کے نتیجے میں علاقہ میں دور دور تک لوگوں کو فضول رسوم ورواج اور خرافات سے نجات ملی ہے، بے شمار گم کردہ راہ نوجوانوں کی زندگیاں انقلاب آشنا ہوئی ہیں۔ اگر بداعمالیوں کی خزاں زوروں پر ہے تو یہاں اصلاح کی بہاروں کو بھی اسی طرح تیزی کے ساتھ پھیلانے کی کامیاب کوششیں کی جارہی ہیں۔ بالیقین یہ کہا جاسکتا ہے کہ ظلمات میں کھو جانے والے معاشرے میں یہ مرکزِ نور وعرفان بارگاہِ غوثیت کے فیضان کے نتیجے میں اجالوں کا نقیب بن کر سامنے آئے گا۔

صوفیا کا عمومی تعارف

اولیاء کرام اور صوفیاء عظام وہ برگزیدہ اشخاص ہیں، جنھوں نے رسول کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی خدمت کو اپنا مقصدِ زندگی بنایا۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے یوں خطاب فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (یعنی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم (واقعی) اللہ پاک سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اسی فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے اولیاء کرام نے اپنی تمام تر زندگیاں اتباعِ رسول (ﷺ) میں بسر کر دیں۔ پھر انھوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جا بجا روحانی مراکز قائم کیجئے جو لوگوں کی اصلاح کے لیے تربیتی مراکز کے طور پر خدمات انجام دے سکیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی بھر جادۂ مستقیم پر گامزن رہے۔ انہی لوگوں کی راہوں پر چلنے کی توفیق ہم بار بار اللہ تعالیٰ سے "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کے خوبصورت الفاظ کی وساطت سے طلب کرتے ہیں۔ یہی انعام یافتہ لوگ ہیں جن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں کہا گیا ہے "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" یہی وہ قدسی صفات لوگ ہیں، جن کی جانب "وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا" کے الفاظ میں اشارہ کرتے ہوئے توجہ دلائی گئی ہے کہ یہی لوگ اس قابل ہیں کہ انہیں اپنا رفیقِ سفر بنایا جائے، ان کی صحبتوں میں آیا جائے، ان سے نسبت استوار کی جائے۔ انہی ہستیوں کی جانب رجوع کرنے کا حکم یوں بھی ہوتا ہے کہ "وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ" (اور تو اس کے راستے پر چل، جو میری طرف متوجہ ہوا) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو گیا اس شخص کے نقوشِ پا پر چلنا ہی مطلوب و مقصود ہے۔ انہی نقوشِ قدسیہ کے بارے میں حکم ہے کہ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" یہی وہ لوگ ہیں جو "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" کی تعمیل کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو "مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" کی تعمیل میں اپنے تمام تر ظاہری اور باطنی حالات اور

معاملات کو رضائے مصطفیٰ (ﷺ) کے سپرد کرتے نظر آتے ہیں۔ انہی لوگوں کے فیضانِ نظر اور حُسنِ تربیت سے لاکھوں انسان سیراب ہوئے اور آج بھی فیضیاب ہو رہے ہیں۔ انہی کے چہرہ ہائے زیبا میں حُسنِ ذاتِ الٰہیہ کے انوار و تجلیات نظر آتے ہیں اور انہی کی زندگیوں میں اُسوۂ مصطفیٰ (ﷺ) کے اثرات نظر آتے ہیں۔ **" اولیاء ڈھوک قاضیاں شریف "** کا شمار بھی انہی مردانِ کامل میں ہوتا ہے، جن کا ذکرِ خیر یہاں مقصود ہے۔

اولیاء ڈھوک قاضیاں شریف کے اکابر

اولیاء ڈھوک قاضیاں شریف کے اکابر آج سے تقریباً چار صدیاں پیشتر سوھدرہ ضلع شیخوپورہ سے پرگنہ اکبر آباد کے پایۂ تخت بنام تخت پڑی میں تشریف لائے۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ بزرگ دہلی سے براہ راست تخت پڑی تشریف لائے تھے یہ گکھڑوں کا عہدِ حکومت تھا۔ سلیمان شکوہ عہدۂ قضاء پر فائز ہوئے اور **" عالم سلیمان "** کہلائے۔ پھر ان کے بیٹے حضرت قاضی فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ اس عہدہ پر فائز ہوئے۔ پھر ان کے فرزند حضرت قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور یکے بعد دیگرے ان کی اولاد کے افراد عہدۂ قضاء پر فائز رہے۔ آپکے پڑپوتے حضرت قاضی ھدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے۔ آپ پوٹھوار کے آخری گکھڑ تاجدار راجہ مقرم خان المعروف سلطان مقرب خان کے استادِ محترم بھی تھے۔ اسی دور میں آپ کے پڑوس میں آباد سادات علوی کے ایک گھرانے میں حضرت شاہ نہال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محبوبِ غوثِ اعظمؒ سید محمد عبداللہ شاہ المعروف حضرت دیوان حضوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ **" تحفہ قادریہ "** کے مصنف جناب منشی الٰہی بخش اور **" تذکرۂ حضرت دیوان حضوری "** کے مصنف سید خلیل احمد شاہ صاحب کی روایات کے مطابق 29 شعبان 974ھ کی شام آسمان ابر آلود ہونے کی بناء پر رمضان کا چاند نظر نہ آیا۔ تمام لوگ پریشان تھے۔ رات اسی پریشانی کے عالم میں بسر ہوئی۔ دوسری صبح کچھ لوگ ایک ولی کامل کے پاس حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا اس مردِ ولی نے کہا کہ آج رات شاہ نہال الدین کے گھر اللہ کے فضل و کرم سے

ایسا بچہ پیدا ہوا ہے، جو پیدائشی ولی ہے۔ اس بچے کی ماں سے پوچھو کہ بچے نے آج والدہ کا دودھ پیا ہے یا نہیں۔ اگر پیا ہے تو شعبان کا دن سمجھا جائے، ورنہ روزہ ہوگا۔ لوگوں کے استفسار پر پتہ چلا کہ بچے نے سحری کے وقت دودھ پیا تھا اور اس کے بعد والدہ کی کوشش بسیار کے باوجود بچے نے دودھ نہیں پیا۔ مشورہ دینے والے مرد فقیر حضرت قاضی حدایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ چنانچہ آپ نے فوراً اعلان کرا دیا کہ آج روزہ ہے۔ بعد میں دوسرے علاقوں سے بھی رمضان کا چاند نظر آنے کی تصدیق ہو گئی۔ بعد میں ادھر اُدھر رشتے ہونے کی بناء پر حضرت قاضی حدایت اللہؒ اور حضرت دیوان حضوریؒ ہر دو اولیاء کرام کے خاندان باہم ایک برادری میں منسلک ہو گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت دیوان حضوری رحمتہ اللہ علیہ تخت پڑی سے اپنے والدین کریمین کے ہمراہ چکڑالی، تحصیل گوجرخان تشریف لے گئے۔ آپ کے والدین کی قبور پُر انوار چکڑالی کے نواحی قبرستان میں اب بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہیں۔ اپنے والدین کی وفات کے بعد آپ بشندور کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت بشندور پانچ موضعوں پر مشتمل تھا اور حضرت دیوان حضوریؒ نے موضع کسوالاں میں رہائش اختیار فرمائی۔ آج کل بشندور شریف، تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم میں ہے اور اب بستی کو **" دیوان حضوری "** کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت قاضی غیاث الدّین رحمة الله علیه

ادھر جب زمامِ اقتدار گکھڑوں کے ہاتھ سے نکل کر سکھوں کے ہاتھوں میں آ گئی تو ان کی رنجشوں نے اپنے زیر اثر علاقوں میں تباہی و بربادی کا بازار گرم کر دیا۔ تخت پڑی کا علاقہ بھی اس بدامنی سے بچ نہ سکا۔ حضرت قاضی حدایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا بھی سارا خاندان تخت پڑی سے ہجرت کر کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہو گیا۔ انہی حضرت قاضی حدایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے حضرت قاضی غیاث الدین ابن قاضی محمد حنیفؒ اپنی ایک ہمشیرہ صاحبہ اور دو صاحبزادوں حضرت قاضی محمد محسنؒ (متوفی 8 شوال 1262ھ) اور حضرت قاضی محمد حسن کو ہمراہ لے کر چکی شریف (ضلع پشاور) چلے گئے۔ وہاں آپ نے دوسری شادی کی اور مستقل سکونت

حضرت قاضی محمد محسنؒ

اور حضرت قاضی محمد حسنؒ

کچھ عرصہ بعد حضرت قاضی غیاث الدین کے دونوں صاحبزادگان چکنی شریف سے اپنے ننھیال بھنڈوٹ شریف، تحصیل کہوٹہ تشریف لے آئے۔ یہاں سے کچھ عرصہ بعد حضرت قاضی محمد حسن سنگھوئی شریف، تحصیل جہلم چلے گئے۔ ان کی اولاد آج بھی وہیں آباد ہے انہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں سنگھوئی کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ آپ ہی کی اولاد میں سے حضرت حاجی وارث علی شاہؒ (دیوہ شریف، ہندوستان) کے فیض یافتہ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی آج کل حضرت فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار عالیہ میں رونق افروز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں فیض و کرم کی خیرات لٹانے کے لیئے انہوں نے اپنی زندگی وقف فرما رکھی ہے۔

حضرت قاضی محمد محسنؒ

حضرت قاضی محمد محسنؒ چراغ پنجاب نے بھنڈوٹ شریف سے اپنے ماموں قاضی محمد حفیظ قریشی کی صاحبزادی صاحبہ سے شادی کی اور اراضی شریف، تحصیل کہوٹہ میں مستقل سکونت اختیار فرمالی۔ آپ نے اویسی طور پر حضرت باباجی صاحب تیراہی رحمتہ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا اور ظاہری طور پر حضرت خواجہ فضل احمد معصومی المعروف حضرت جیو صاحب پشاوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 1232ھ) سے فیض حاصل کیا، جنہوں نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کو دستار خلافت عطا فرمادی۔ خانقاہ صدریہ، ہری پور، ضلع ہزارہ سے شائع ہونے والی کتاب "حیات صدریہ" کی روایت کے مطابق آپ حضرت جیوؒ صاحب کے خلیفہ اعظم شمار ہوتے تھے۔ کوٹلہ تحصیل راولپنڈی کے رہائشی حاجی سلطان محمد صاحب، جن کی عمر سوا صدی سے اوپر ہو چکی ہے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت جیو صاحب پشاوری نے پنجاڑ، تحصیل کہوٹہ میں اپنے قیام کے دوران آپ کو

حضرت قاضی محمد حسن قدس سرہٗ کے صاحبزادے حضرت حافظ رکن عالم جہلمی رحمۃ اللہ علیہ (1242ھ — 13 ربیع الاول 1317ھ / 23 جولائی 1899ء) حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے آپ کے صاحبزادے حضرت قاضی محمد عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور پوتے حضرت قاضی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ سے خلافت حاصل تھی۔ قاضی محمد یوسف کے برادر اکبر قاضی محمد رشید عالم المعروف فقیر اکمل شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیدنا وارث علی شاہ قدس سرہٗ سے نسبتِ وارثیہ حاصل تھی۔

بشارت دی تھی کہ آپ کو دیا جانے والا فیض بطریق فضل آپ کی اولاد میں سات پشتوں تک جاری رہے گا۔ ایک روایت میں گیارہ پشتوں کا ذکر ہے جبکہ بعد میں آنے والی نسلیں اگر محنت و ریاضت کرتی رہیں تو بطریق عدل سلسلہ ولائت اُن کے ہاں بھی چلتا رہے گا۔ حضرت سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری (مصنف تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول) کی روایت کے مطابق حضرت جیو صاحب پشاوری کا سلسلہ نسب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اپنے نانا شاہ محمد رسا رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر خلافت حاصل کی۔ طریقہ قادریہ چشتیہ میں شیخ عبداللہ بخاری الملقب بہ میر صاحبؒ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مریدین کو چاروں سلسلوں میں بیعت کیا کرتے تھے۔ لیکن ترجیح طریقہ نقشبندیہ کو دیا کرتے تھے۔ حضرت قاضی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ نے 8 شوال 1262ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار پُر انوار اراضی شریف نزد ساگری، تحصیل کہوٹہ میں واقع ہے۔ اب بھی تشنگانِ معرفت کی روحانی منازل آپ کے مزار اقدس پر حاضری کے نتیجے میں طے ہوتی ہے۔ آج کل حضرت قاضی مسعود الحسن، اراضی شریف میں رونق افروز ہیں۔ آپ کو حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 18 ربیع الثانی 1398ھ) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت حاصل ہے۔ آپ اپنے جدِ امجدؒ کے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں دن رات سرگرمِ عمل ہیں۔

حضرت قاضی احمد قادریؒ

حضرت قاضی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھوک قاضیاں شریف کے روحانی مرکز کے بانی ہیں۔ آپ 5 جمادی الثانی 1217ھ جمعۃ المبارک کو بوقت اشراق اراضی شریف میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تخت پڑی سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ڈھوک جنڈی میں کوڑھ کا مرض عام تھا۔ یہاں کے باشندوں کی استدعا پر حضرت قاضی محمد محسنؒ نے حضرت قاضی احمد کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور مخلوق کی نفع رسانی کے لیئے ان

کے ساتھ روانہ فرمادیا نتیجۃً آپ نے ڈھوک جنڈی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کے وجود مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے وہاں سے کوڑھ کا مرض ختم فرمادیا۔ آپ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے بستی ڈھوک جنڈی سے بدل کر ڈھوک قاضیاں سے موسوم ہوگئی۔ حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اخوند عبدالغفور عرف سیدو بابا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت اخوندؒ حضرت غلام محمد المعروف جی صاحب پشاوری متوفی 1175ھ کے شاگرد تھے۔ حضرت جی صاحب کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے جاملتا ہے "احوال العارفین" (مصنفہ غلام فرید) کی روایت کے مطابق حضرت سیدو باباؒ تلاش مرشد میں 1232ھ میں حضرت جی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آٹھویں دن شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارا فیض فقر میرے پاس نہیں مگر استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ پڑھتے رہا کرو اور حضرت شاہ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۸ھ) کی خدمت اقدس میں تورڈھیر شریف، تحصیل صوابی میں حاضری دو۔ آپ کو قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، کبرویہ اور مداریہ سلاسل طریقت میں خلافت حاصل تھی۔ حضرت سیدو باباؒ تورڈھیر شریف حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ اور مرشد نے آپ کو قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلاسل میں خرقۂ خلافت سے نوازا۔ آپ بچپن سے ہی تقویٰ و طہارت کی جانب اس قدر مائل تھے کہ جس گائے یا بکری کا دودھ خود پیتے اس کی رسی پکڑ کر اسے خود چرایا کرتے تھے تاکہ غیروں کے مزروعہ کھیتوں میں چرنے نہ پائے۔ آپ نے سیدو شریف میں ارشاد و تلقین، اصلاح معاشرہ اور تزکیۂ نفس کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ صرف ایک صوفی اور عالم ہی نہیں تھے بلکہ ایک مجاہد بھی تھے۔ آپ ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھی آپ پیش پیش رہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صورتحال یہ تھی کہ آپ غریب اور یتیم لڑکیوں کی شادیوں کا اہتمام کرتے اور تمام تر اخراجات خود برداشت

کرتے۔ طالبعلموں کو کپڑا اور نقدی بھی عنایت فرماتے۔ آپ کے ہاں لنگر کا اہتمام بھی ہوتا تھا، جہاں ہر کسی کو بغیر کسی امتیاز کے کھانا دیا جاتا تھا۔

حضرت اخوند قدس سرہ نے حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ کو چاروں سلاسل میں خلافت سے نوازا تھا۔* آپ نے مرشد سے خلافت پانے کے بعد اپنی ساری زندگی اعلاءِ کلمۃ الحق اور خدمتِ خلق میں گزار دی۔ آپ زندگی بھر اتباعِ رسول ﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری، عفو و درگزر، مہمان نوازی، جود و سخا، شفقت و محبت اور سادگی جیسے اوصافِ حمیدہ آپ میں بدرجہ واتم موجود تھے۔ آپ نے ڈھوک قاضیاں شریف میں ایک ایسے روحانی ترقی مرکز کی بنیاد رکھی، جس نے دور دور تک اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ایمان کے حقیقی تقاضوں سے آشنا کیا۔ آپ کی مساعیِ جمیلہ کے نتیجے میں لوگوں کو حسنِ عقیدہ کی خیرات بھی ملتی رہی اور وہ حسنِ عمل سے بھی مالامال ہوتے رہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات بذاتِ خود ایک ادارے کی حیثیت رکھتی تھی۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی آپ کے ہاں چلتا رہا۔ آپ نے بستی میں جس مسجد کی بنیاد رکھی، زندگی بھر وہاں امامت کے فرائض بھی خود ہی انجام دیتے رہے۔ آپ ایک عالمِ باعمل تھے۔ صوفیِ باصفا تھے اور ایک ایسے مجاہد کہ معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ دعاء حزب البحر کے عامل تھے۔ افادۂ خلق کے لیے آپ کے فرمودہ عملیات آپ کے خاندان میں رائج ہیں۔ آپ کا انتقال 4 ربیع الاوّل 1287ھ (بمطابق 1870ء) کو ہوا۔ آپ کی قبرِ اطہر مسجد کے پڑوس میں ہے اور آج بھی وہاں سے دولتِ ایمان و ایقان کی تقسیم کی صورت میں فیضان جاری ہے۔

*بعد ازاں آپ کو قاضی محمد حسن نے بھی چاروں سلاسل میں اجازت مبارک فرمائی تھی۔

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ

حضرت قاضی احمدؒ کے اکلوتے صاحبزادے قاضی فیض بخشؒ جوانی ہی میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ چنانچہ آپ اپنے بھتیجے قاضی غلام محی الدین ابن قاضی محمد احسن کو اپنے ہمراہ ڈھوک قاضیاں لے آئے۔ حضرت قاضی محمد احسنؒ انتہائی متقی اور سادہ مزاج بزرگ تھے۔ آپ عربی کے اچھے کاتب تھے۔ آپکے فرمودہ اکثر اوراد و وظائف آپ کے خاندان میں رائج ہیں

۔آپ 14 شوال 1313ھ (1893ء) کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی قبر انور اراضی شریف کے قبرستان میں ہے۔ اور آج بھی عوام وخواص کیلئے ذریعہ فیض ہے۔ حضرت قاضی احمدؒ نے اپنی صاحبزادی حضرت فیض بی بی ان کے نکاح میں دے دیں۔ حضرت قاضی غلام محی الدینؒ نے اپنے خانوادہ کے اسی بزرگ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یوں آپ کو چاروں سلاسل میں خرقہ خلافت بھی اپنے انہی خاندانی بزرگ نے عطاء فرمایا۔ آپ کی والدہؒ محترمہ خاندان کی دیگر خواتین کی طرح ایک پرہیزگار خاتون تھیں۔ ان میں انتہا درجے کی سادگی اور مسکینی پائی جاتی تھی۔ آپ کی قبر انور بکوالہ شریف، تحصیل سوہاوہ میں واقع ہے۔ حضرت قاضی محمد فقیرؒ کی روایت کے مطابق "آپ کو فقہ و میراث میں بہرہ وافر عطاء ہوا تھا۔ آپ حضرت سیدنا غوث اعظمؓ کے حضوری تھے۔ دعاء حزب البحر کے عامل تھے۔ نفع رسانیٔ خلق کی خاطر کیے جانے والے عملیات وتعویذات میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ باؤلے کتے اور سانپ کے کاٹے ہوئے کو پانی دم کر کے نہلا دیا کرتے تھے اور اسے شفاء حاصل ہو جاتی تھی۔ پرہیزگاری میں بھی آپ انتہائی اعلیٰ درجے پر فائز تھے" آپ کے دم کیے ہوئے پانی سے دیگر امراض سے بھی شفاء ہوتی تھی۔ لوگوں کو تعویذات آپ خود دیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ نے دم اور تعویذات کا سلسلہ مائی فیض بی بی کی وفات کے بعد شروع کیا۔ چونکہ حضرت مائی صاحبہؒ قاضی صاحب کے مرشد کی صاحبزادی صاحبہ تھیں۔ لہذا اُن کی ظاہری زندگی کے دوران روحانی علاج کا یہ سلسلہ خود چلانا انہوں نے خلاف ادب سمجھا۔

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ نے اپنے مرشد کی بناء کردہ خانقاہ کو مزید ترقی دی۔ درس و تدریس کا مقدس فریضہ بھی آپ انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ دور دراز کے علاقوں سے بھی طلباء اپنی تشنگی بجھانے آپ کے مرکز میں آتے تھے۔ آپ کی ایمان افروز مجلسیں ہمیشہ قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں سے گونجا کرتی تھیں۔ آپ بستی کی مسجد میں نماز پنجگانہ کی امامت خود کراتے تھے۔ علاقے میں اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا تو تشریف لے جاتے اور خود ہی

نماز جنازہ پڑھاتے۔ آپ کے ہاں لنگر عام تھا۔ خاص و عام ہر کسی کو حتیٰ کہ غیر مسلموں کو بھی بلا امتیاز کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ اہل محلہ کی صرف دینی خدمت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کا دستر خوان ان کیلئے بھی وسیع تھا۔ آپ پیکر جمال تھے۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ آپ کی شفقتوں اور محبتوں کے دروازے ہر خاص و عام پر کھلے ہوئے تھے۔ دکھ درد کے عالم میں بھی آپ لوگوں کو رہنمائی فراہم کرتے تھے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ کے دور میں ایک مرتبہ علاقہ طاعون کی وباء کی لپیٹ میں آ گیا۔ بستی کے لوگ بھی پریشانی کے عالم میں تھے۔ آپ نے ایک دن انہیں بتایا کہ آج رات میں نے عالم خواب میں اپنے مرشد کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنا عصاء لیے ہوئے بستی کے اردگرد چکر لگا رہے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ بستی آپ کی نگاہ کرم کے احاطے میں ہے۔ اس خواب کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے اہل دیہہ کو تسلی دی کہ مطمئن رہیں، انشاء اللہ گاؤں طاعون سے محفوظ رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ جس طرح زندگی بھر آپ نے حدود اللہ کی حفاظت فرمائی، اسی طرح اس بستی کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھتا رہا ہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ باہر سے کوئی چور ڈاکو ڈھوک قاضیاں میں کوئی واردات نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی بدنصیب ایسا کرنے کی کوشش کرے تو اس کی بصارت اس کا ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ حضرت قاضی غلام محی الدین قدس سرہ کو وصال پائے، آج نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن آپ کے وجود اقدس کی یہ خصوصی برکت آج بھی موجود ہے۔

حضرت قاضی غلام محی الدین قدس سرہ نے اہل محلہ کی تکالیف کے ازالہ کیلئے کنواں کھدوانے کا اہتمام فرمایا۔ اس کنوئیں میں پانی کی اتنی افراط ہے کہ شدید ترین گرمی میں بھی اس میں کمی نہیں آتی۔ چودہ برقی موٹریں مسجد، مدرسہ اور مختلف گھروں میں پانی کی فراہمی کیلئے کام کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں، اہل محلہ ڈولوں کے ذریعے بھی پانی نکالتے ہیں۔ اس کے باوجود پانی کی مقدار میں کمی نہیں ہوتی۔ روزمرہ کی ضروریات کیلئے کافی ہونے کے ساتھ ساتھ یہ پانی باعث شفاء بھی ہے۔ اس حوالے سے الحاج فقیر عزت شاہ وارثی مدظلہ العالی سے روایت کیا جاتا ہے کہ

حضرت قاضی احمدؒ کے شاگرد ایک دن اس کنوئیں کی کھدائی میں مصروف تھے، پانی نہیں آ رہا تھا۔
حضرت قاضی غلام محی الدینؒ جو ابھی کم عمر تھے، پھرتے پھراتے وہاں آ پہنچے۔ شاگردوں نے انہیں
کنوئیں میں اتار دیا اور ان سے دعا کے لیئے التجا کی۔ آپ کم سنی کی بناء پر گھبرا گئے، باہر نکالنے کو
کہا تو طلباء نے اصرار کیا کہ پانی آئے گا تو باہر نکالیں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے
ہوئے فرمایا کہ مجھے کنوئیں سے باہر نکالو، پانی میں تمہیں کشمیر سے لا دوں گا۔ رات کے دوران
اچانک اتنی وافر مقدار میں پانی آ گیا کہ پانی کنوئیں سے باہر نکل کر گاؤں کے گلی کوچوں میں بہنا
شروع ہو گیا۔ آپ ہی سے روایت ہے کہ ایک عرصہ تک علاقے کی مستورات کا یہ دستور رہا کہ ہر
جمعرات کو اپنے اپنے برتن لے کر آتیں اور حصول شفاء کے لیئے یہاں سے پانی لے جاتی تھیں۔
تخت بڑی میں آباد سکھوں کے ہاں بھی اگر کوئی مریض ہوتا تو وہ بھی یہاں سے پانی لے جاتے،
اللہ تعالیٰ اُن کے مریض کو بھی شفاء سے نواز دیتا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کو سیدنا غوث اعظمؒ کی بارگاہ
اقدس میں حضوری کا مقام حاصل تھا۔ علاقے بھر میں بارگاہ غوثیت کا فیضان پھیلانے میں آپ کی
خدمات بڑی نمایاں ہیں۔ آپ ہر سال ۱۱ ربیع الثانی اور ۱۷ ربیع الثانی کو حضرت غوث پاکؒ کی
روح مبارک کے ایصال ثواب کی خاطر لنگر کا اہتمام کرتے تھے۔ ان مواقع پر دور دراز سے لوگ
آتے اور انہیں بغیر کسی تفریق کے کھانا کھلایا جاتا۔

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کی نگاہیں اور دعائیں مردہ دل لوگوں کیلئے بھی شفاء کا
باعث بنتی تھیں۔ آپ کی توجہات کے نتیجے میں بیشمار لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا۔ آپ
نے لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں دین اسلام کی بالادستی کیلئے جو خدمات انجام دیں،
آج بھی ان کے آثار واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ آپ ایک روایت کے مطابق 150 سال
جب کہ دوسری روایت کے مطابق 164 سال زندگی گزار کر 24 ذی الحجہ 1367ھ (بمطابق
28 اکتوبر 1948ء) اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت پیر
محمد فضل شاہ جلالپوری قدس سرہٗ نے پڑھائی۔

حضرت قاضی احمد حسن المعروف

یکم محرم الحرام
1286ھ
بروز اتوار
بوقت سحر

حضرت قاضی احمد جیؒ

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کے ہاں حضرت قاضی احمد جیؒ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے تعلق رکھنے والے عظیم شیخ طریقت حضرت خواجہ غلام حیدر علی شاہ جلالپوریؒ کے اعظم خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے جدِ امجد کے روحانی مشن کی اشاعت کے لیئے اپنی ساری زندگی وقف کئے رکھی۔

حضرت جلالپوریؒ سے آپ کی بیعت کے حوالے سے الحاج فقیر عزت شاہ صاحب وارثی سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب حضرت قاضی احمد جیؒ جوان ہوئے تو قاضی غلام محی الدینؒ نے انہیں کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی نصیحت فرمائی۔ انہوں نے عرض کی حضرت! آپ کے ہوتے ہوئے میں کسی دوسری ہستی کے پاس کیسے جاسکتا ہوں؟ اس پر حضرت نے فرمایا کہ "مجھے حکم نہیں کہ میں تمہیں بیعت کروں، تاہم تم نمازِ استخارہ کے ذریعے رہنمائی طلب کرو"۔ حضرت قاضی احمد جیؒ نے استخارہ کیا۔ نتیجۃً آپ کو حضرت میاں محمد بخشؒ کے ہاں کھڑی شریف حاضری کا اشارہ ہوا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ رات وہیں ٹھہرے۔ حضرت میاں صاحب کی جانب سے فرمایا گیا، "قاضی صاحب! آپ خود بھی عالم و فاضل ہیں اور آپ کے بزرگ بھی، لیکن انہوں نے آپکو یہاں بھیج دیا۔ میں تو اس پوزیشن میں نہیں۔ البتہ آپ ایسا کریں کہ جہلم کو جانے والی سڑک پر ہولیں۔ پھر پنڈ دادنخان کا راستہ پکڑیں۔ پہاڑوں کے دامن میں جلالپور نامی بستی ہے۔ وہاں چلے جائیں۔ آپ کا فیض نہیں آئے گی بلکہ وہ خود آپ کے سامنے آجائیں گے۔ حضرت قاضی صاحبؒ جب جلالپور تشریف پہنچے تو حضرت خواجہ جلالپوریؒ آستانہ عالیہ کو جانے والے راستے پر کھڑے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی فرمانے لگے، قاضی صاحب! جلدی آئیں، میں آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں۔ اس طرح قاضی صاحب کی حاضری آستانہ شیخ پر ہوئی۔ آپ وہاں سے فیوض و برکات لے کے لوٹے۔ جب اپنا شجرہ طریقت اپنے والدِ گرامیؒ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو شجرۂ طریقت کو دیکھ کر حضرتؒ نے

پروفیسر مسعود الحسن صاحب کی روایت کے مطابق آپ کو حضرت میاں محمد بخش قدس سرہٗ نے بھی سلسلۂ قادریہ میں اجازت عطا فرمائی تھی اور آپ کے نانا حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو چاروں

فرمایا "احمد جی! تم تو بہت خوش نصیب ہو"۔ یہاں یہ بات حضرت عزت شاہ وارثی کے ہی حوالے سے قابلِ ذکر ہے کہ حضرت قاضی احمد جیؒ کو اپنے والدِ گرامی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ اس طرح چاروں سلاسلِ طریقت کا فیضان آپ کے ہاں موجود تھا۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کی وساطت سے آپ کا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ اخوند عبدالغفورؒ سے ہوتا ہوا بارھویں پشت میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔

حضرت قاضی احمد جیؒ کو اپنے شیخ سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ کوٹلہ، تحصیل راولپنڈی سے مائی بیگم جی صاحبہ، جو اب بھی بقیدِ حیات ہیں، بیان کرتی ہیں کہ آپ بارہ سال ننگے پاؤں پیدل اپنے گاؤں سے جلالپور شریف جاتے رہے ہیں۔ آپ پہلے اپنے گھر سے میرا شریف تحصیل راولپنڈی جاتے تھے۔ وہاں سے حضرت خواجہ غلام شاہؒ کو ساتھ لیتے۔ پھر جلالپور شریف کے لیے چل پڑتے۔ ایک مرتبہ کسی بناء پر آپ اکیلے ہی جلالپور شریف چلے گئے۔ وہاں پہنچتے ہی حضرت جلالپوریؒ نے خواجہ غلام شاہؒ صاحب کے بارے میں پوچھا۔ آپ انہی قدموں لوٹ کے میرا شریف آ گئے اور خواجہ غلام شاہؒ صاحب کو ساتھ لیکر بارگاہِ شیخ میں حاضری دی۔ حضرت شیخؒ کی جانب سے بھی انہیں بے حد شفقت و محبت حاصل تھی۔ اور آپ پر ان کی بڑی عنایات و نوازشات تھیں۔

حضرت قاضی احمد جیؒ نہایت متقی، دیندار، سادہ مزاج اور دریا دل تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ آپ اپنے دور کے صاحبِ عزم و خدمت ولی کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے، خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور مشکلات بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرماتا۔ آپ کی زبانِ مبارک سے جو بھی فرمان صادر ہوتا۔ اللہ پاک اسے پورا کر دیتا، کیونکہ آپ پر ربِ ذوالجلال کا فضلِ عظیم تھا۔

حضرت قاضی احمد جیؒ صوم و صلوٰۃ اور اوراد و وظائف کے سختی سے پابند تھے اور تقویٰ و طہارت میں اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اہل اللہ بالخصوص حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر

سلاسل میں اجازت حاصل تھی۔ علاوہ ازیں حضرت سیدنا ابراہیم سیف الدین گیلانی قدس سرہٗ نے بھی آپ کو نسبت قادریہ عطا فرمائی تھی۔ حضرت جلالپوری قدس سرہٗ سے بھی آپ کو چشتیہ نظامیہ کے ساتھ ساتھ قادریہ نسبت بھی حاصل تھی۔

جیلانیؒ کی عقیدت ومحبت آپ کے رگ وریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی۔کلمہ حق کی ادائیگی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔آپ بستی کی مسجد میں امامت خود ہی کراتے تھے۔آپ کے وصال کے بعد آپکے فرزند اکبر حضرت قاضی محمد شریف" امامت کراتے رہے۔ قاضی محمد شریفؒ پاکستان کی بڑی فوج میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔آپ نے اپنے دادا حضرت قاضی غلام محی الدینؒ سے فیوضاتِ کثیرہ حاصل کیے۔صاحب علم تھے۔صاحب معرفت تھے۔صاحبِ خُلق عظیم تھے۔حکیم حاذق تھے۔شاعر بھی تھے۔آپ نے اکثر تواریخ وفات کو نظم کے سانچے میں ڈھالا۔آپ 20 شوال 1395ھ بمطابق 26 اکتوبر 1975ء کو دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی قبرانور اپنے دادا صاحب کے مزار انور کے بیرونی احاطے میں واقع قبرستان میں ہے۔

حضرت قاضی احمد بخشؒ قرب وجوار کے دیہات میں کسی کی وفات کی صورت میں تشریف لے جاتے اور نماز جنازہ پڑھاتے۔آپ نے اپنے اکابر کی طرح درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔طلباء سے شفقت ومحبت سے پیش آتے۔اپنے شیخ کاملؒ کی طرح آپ نے بھی لنگر کا سلسلہ جاری رکھا۔جہاں سے ہرآنے جانے والے کو بغیر کسی امتیاز کے کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔آپ نے دم اور تعویذات وغیرہ کی روایات کو بھی حسب سابق جاری رکھا۔مختلف علاقوں سے مریض آتے یا ان کے متعلقین آتے۔ اللہ پاک آپ کے صدقے انہیں شفاء کی خیرات سے نوازتا۔جو لوگ الجھنیں لے کرآتے۔آپ انہیں رہنمائی فراہم کرتے۔مصیبت زدہ لوگوں کو تسلی دیتے اور صبر کی تلقین فرماتے۔محبت شیخ کا عالم یہ تھا کہ حضرت قاضی احمد بخشؒ نے مالی وسائل کی قلت کے باوجود **"نفحات المحبوب"**، **"مقامات المحبوب"** اور **"کرامات المحبوب"** کے عنوانات سے حضرت خواجہ جلالپوریؒ کے ملفوظات فارسی زبان میں تین جلدوں میں طبع کرائے۔ اسی طرح آپ ہی کے حوالے سے منظوم پنجابی میں **"گلزار حیدری"**، **"وصال حیدری"** اور **"انتقال حیدری"** کے ناموں سے بھی چھوٹے چھوٹے تین کتابچے چھپوائے۔ علاوہ ازیں غوث صمدانی، قطب ربانی شہباز

لامکانی حضرت شیخ سید نا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ساتھ محبت و عقیدت کا عالم یہ تھا کہ آپ زندگی بھر گیارہ اور سترہ ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظمؒ کی یاد میں وسیع پیمانے پر لنگر کا اہتمام کرتے رہے اور یہاں سے امیر و غریب کے امتیاز کے بغیر ہر کسی کو ان مواقع پر کھانا فراہم کرتے رہے۔ آپ نے مقرب بارگاہ غوثیت حضرت دیوان حضوریؒ کے احوال و آثار پر مشتمل کتاب بنام ''تحفہ قادریہ'' (منظوم پنجابی از تصنیف منشی الٰہی بخش) بھی شائع کروائی۔ یہ کتاب آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے۔

والد گرامی

آپ 82 سال کی عمر گزار کر 11 ربیع الثانی 1379ھ بمطابق 14 اکتوبر 1959ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کو اپنے مرشد پاکؒ کے پہلو میں تدفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے روضہ اطہر سے زائرین آج بھی خیر و برکت لوٹ رہے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت قاضی محمد ارشد رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی

حضرت قاضی احمد جی کی اولاد

حضرت قاضی احمد جیؒ کے انتقال کے بعد آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی صاحبہ نے تقریباً چالیس سال تک بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ آپ کے روحانی مرکز کی خدمت کا فریضہ بے مثال انداز میں انجام دیا۔ یوں تو حضرت کی ساری صاحبزادیاں ہی تقویٰ و پرہیزگاری میں اعلیٰ درجات پر فائز تھیں۔ لیکن آپ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ کا رنگ سب سے جدا تھا۔ آپ صاحب علم، صاحب تقویٰ، صاحب جود و سخا اور صاحب خلق عظیم تھیں۔ ہر کسی کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتیں۔ مہمان نوازی آپ کے مزاج کا حصہ بن چکی تھی۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے میکدۂ طریقت کی بہار کو قائم رکھنے کیلئے چالیس برس سے زائد کا طویل عرصہ بڑے دکھوں، تکلیفوں اور مشکلات میں گزارا۔ لیکن صبر و تحمل کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آپ سرد اور گرم موسموں کی شدتوں کو بھی مسکرا کر برداشت کرتی رہیں۔ اور نا سمجھ لوگوں کی جانب سے ہونے والی زیادتیوں کو بھی کمال درجہ کے صبر و تحمل کے ساتھ سہتی رہیں۔ آپ نے رضائے خداوندی میں اپنے آپ کو اس حد تک گم کر دیا تھا کہ بڑی بڑی تکلیفوں اور آزمائشوں کا سامنا کیا لیکن آپ کے پائے

ثبات میں بھی لغزش تک نہ آئی۔ آپ آنے جانے والوں کو دین پر عمل کی ترغیب بھی دیتی رہیں۔
مشکلات میں گھرے ہوئے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری رکھا، بیماروں
کو دم بھی کرتی رہیں اور تعویذ بھی دیتی رہیں۔اس طرح آپ کے در اقدس سے ہر خاص و عام کو
فیض و کرم کی خیرات ملتی رہی۔ آپ نے 11 اور 17 ربیع الثانی کو سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کی
یاد میں لنگر کا اہتمام جاری رکھا۔ بالآخر 17 ربیع الثانی 1418ھ بمطابق 22 اگست 1997ء
لنگر کے سارے انتظامات پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے
پیچھے میدانِ دعوت و عزیمت میں ایک عظیم مثال چھوڑ گئیں۔ آپ کی آخری آرام گاہ مسجد سے
ملحقہ قبرستان میں ہے۔

حضرت قاضی احمد دینؒ کی دوسری صاحبزادی صاحبہؒ کے ہاں قاضی محمد افضلؒ کی
ولادت ہوئی، اُن کی طبیعت پر سادگی غالب تھی۔ ان کے ہاں بھی پرہیز گاری انتہائی بلند درجے پر
تھی۔ آپ کی تیسری صاحبزادی صاحبہؒ، جن کے ہاں قاضی عزیز احمد المعروف حضرت عزت شاہ
وارثیؒ کی ولادت مبارکہ ہوئی، بھی تقویٰ، مجاہدہ و ریاضت، سادگی اور شفقت و محبت کے اعلیٰ
درجات پر فائز تھیں۔ آپ کی وفات 29 رجب 1386ھ (بمطابق 13 نومبر 1966ء) کو
ہوئی۔ آپ کی قبر انور ننگھوئی شریف، تحصیل جہلم میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عزت
شاہ وارثیؒ، آستانہ عالیہ وارثیہ، چھپڑ شریف، تحصیل گوجرخان میں رونق افروز ہیں، اپنے اسلاف کا
نمونہ ہیں، اندرون و بیرون ملک وسیع پیمانے پر فیضان بانٹنے میں مصروف ہیں۔ لاکھوں انسان
آپ سے فیضیاب ہو چکے ہیں۔ آپ بیشمار مساجد اور مدرسے بھی تعمیر کرا چکے ہیں جن میں جامعہ
قادریہ چشتیہ وارثیہ ڈھوک قاضیاں بھی شامل ہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی چوتھی صاحبزادی
صاحبہ، جن کی قبر پاک صاحب دھمیال، تحصیل کہوٹہ میں ہے، ایک شب زندہ دار خاتون
تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے دوران انتہائی سخت قسم کے مجاہدے کیئے۔ تقویٰ و طہارت،
سادگی اور جذبہ خدمت خلق میں انتہائی اعلیٰ مرتبے کی حامل تھیں۔ اُن کا بیشتر وقت تلاوت قرآن

کریم میں گزرتا تھا۔ دلائل الخیرات، درود مستغاث، دعا حزب البحر، قصیدہ غوثیہ وغیرہ آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ حضرت قاضی صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی صاحبہ، جو پروفیسر مسعود الحسن برلاس کی والدۂ محترمہ تھیں، کی زندگی بھی پرہیزگاری، شب بیداری، کثرتِ تلاوت قرآن کریم اور کثرتِ اوراد سے عبارت تھیں۔ آپ کی وفات 14 مارچ 1998ء (1418ھ) کو ہوئی۔ آپ کی تدفین بستی کی مسجد سے ملحقہ خصوصی قبرستان میں ہوئی۔

حضرت قاضی احمد حقؒ کے صاحبزادگان میں سے قاضی محمد شریفؒ کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے قاضی محمد رفیقؒ مادرزاد ولی تھے۔ عالم طفولیت ہی میں 4 شعبان 1327ھ بمطابق 21 اگست 1909 کو وفات پا گئے۔ ان کی قبر پاک گاؤں کے قدیمی قبرستان میں جنوب مغربی کونے میں ہے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے قاضی محمد حسنؒ 15 مارچ 1906ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا ذکر آگے آنے والا ہے۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے قاضی محمد سلیمان 30 ذالحجہ 1328ھ بمطابق 2 جنوری 1911ء کو پیدا ہوئے۔ اور 21 ذی قعدہ 1402ھ بمطابق 10 ستمبر 1982ء کو فوت ہوئے۔ ان کی قبر اپنے دادا صاحب کے روضہ اقدس کے بیرونی احاطہ میں ہے۔ صاحب علم تھے، صاحب ذوق تھے۔

حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

حضرت قاضی محمد حسنؒ کا سلسلہ طریقت حضرت سید علی حیدر شاہ آفندی بغدادیؒ کی وساطت سے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ نے دینی علوم اپنے خاندانی بزرگوں سے حاصل کیے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی، لاہور کا میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ایس این ہائی سکول، راولپنڈی سے 1924 میں پاس کیا۔ پھر آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ السنہ شرقیہ سے فاضل فارسی کا امتحان 1926ء میں پاس کیا۔ آپ نے "**پٹواو کورس**" کا امتحان راولپنڈی سے 1928ء میں پاس کیا۔ رزقِ حلال کی تلاش میں آپ نے ایک پٹواری کی حیثیت سے سرکاری ملازمت کا آغاز کیا۔

آپ کو اپنے والد گرامی اور دادا محترم سے بھی اجازت تھی حاصل تھی

آپ کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف تھا۔ اور آثارِ ولایت ابتداء ہی سے ہویدا تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا تعلق حضرت دیوانِ حضوریؒ کے خاندان سے تھا۔ آپ صاحب دھمیال، نزد ساگری، تحصیل کہوٹہ سے حضرت قاضی عبدالحکیمؒ کی بہن تھیں۔ آپ انتہائی پرہیزگار خاتون تھیں، یہاں تک کہ ان کی وفات نمازِ فجر کے دوران حالتِ سجدہ میں ہوئی تھی۔ حضرت قاضی محمد حسن بچپن سے ہی پاکیزہ اخلاق و عادات کے حامل تھے۔ اتباعِ شریعت کا اہتمام تھا۔ اس دور میں بھی نماز کے پابند تھے۔ اوراد و وظائف کی پابندی بھی آپ کے ہاں موجود تھی۔ دیگر اعمالِ صالحہ کا اہتمام بھی تھا۔ لہو ولعب اور کھیل کود سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ آپ شروع سے ہی انتہائی خوددار اور بردبار تھے۔ ہمہ وقت حصولِ علم کی تگ و دو میں رہنا آپ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ صفائی اور پاکیزگی کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ آپ کے والد گرامی کی آپ پر خصوصی عنایات تھیں۔ الحاج حضرت فقیر عوث شاہ وارثیؒ کی روایت ہے کہ حضرت قاضی احمد جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ "ہمارے خاندان کا چراغ محمد حسن کے ذریعے روشن ہوگا"۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ آپ نے بطور پٹواری ملازمت کا آغاز کیا، ترقی کرتے کرتے نائب صدر قانونگو، پھر صدر قانونگو کے عہدے پر جو کہ ضلعی سطح کا منصب تھا، فائز ہوئے۔

اس وقت کا صدر قانونگو آ جکل کے نائب تحصیلدار کے مساوی ہوتا تھا۔ دوران ملازمت آپ کو تحصیلدار کے عہدے پر تعیناتی کی پیشکش کی گئی۔ جسے آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ دینِ اسلام بندہ مومن کیلئے ایک ضابطہ اخلاق پیش کرتا ہے۔ جس کے تحت وہ مادی اور روحانی ہر دو قسم کے تقاضہ ہائے زندگی کے مابین توازن قائم کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ قاضی محمد حسنؒ نے ملازمت کے میدان میں اس تقاضے کو کما حقہٗ مدِ نظر رکھا۔ آپ اس اصول پر کاربند رہے کہ "دست بکار دل بہ یار دل"۔ آپ کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بدعنوان افسرانِ بالا سے بھی واسطہ پڑا۔ گھر میں فاقہ کشی تک کی نوبت آئی لیکن آپ کے پائے ثبات میں ایک لمحہ کیلئے بھی لغزش نہ آئی۔ کیونکہ آپ اچھی طرح اس حقیقت سے شناسا تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کیلئے ایسے جاں سوز مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ قرآن کریم کی وساطت سے ربِ کائنات ہمیں خبردار کرتے ہوئے فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ چونکہ اللہ کریم ہمیں ہدایت فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ لہٰذا آپ نے ہمیشہ صبر و استقامت سے کام لیا۔ بطور مثال جب آپ کیمبل پور، جسے اب اٹک کہا جاتا ہے، تعینات تھے تو وہاں کے ڈپٹی کمشنر کرنل (ریٹائرڈ) اشرف نے ایک ایسی خصوصی ذمہ داری تفویض کی، جس کی اچھے انداز میں تکمیل کیلئے اچھا خاصا وقت مطلوب تھا۔ ڈپٹی کمشنر دراصل آپ کی دیانتدارانہ روش سے نالاں تھا لہٰذا وہ آپ سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے چند ایام کے بعد کارکردگی کی رپورٹ طلب کر لی۔ ایک اجلاس کے دوران جب یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو افسرِ اعلیٰ نے آپ کو نااہلی کا طعنہ دیتے ہوئے آپ پر اظہارِ ناراضگی کیا۔ آپ نے واضح فرمایا کہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کا تعلق عوام کے حقوق سے ہے، کام پیچیدہ ہے لہٰذا عوام الناس کے حقوق کی حفاظت کے پیشِ نظر اسے حسن و خوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ مجھے اس مقصد کیلئے مزید عرصہ

درکار ہے۔ جب آپ اپنے افسر بالا کے سامنے یہ وضاحت پیش کر رہے تھے، تو چوہڑ ہڑپال، راولپنڈی کینٹ کے رہائشی جناب شہنشاہ حسین، ایچ۔وی۔سی (HVC) نے جو آپ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے، پیچھے سے آپ کی قمیض کو پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی اور ناصحانہ انداز میں کہا کہ قاضی صاحب! ڈی۔سی صاحب کے سامنے اس انداز میں گفتگو مناسب نہیں، آپ نے بڑی جرأت و بیباکی کے ساتھ کہا کہ "چھوڑو شاہ جی! میرا روزی رساں ڈپٹی کمشنر نہیں بلکہ مجھے رزق عطا فرمانے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے"۔ ڈپٹی کمشنر اس جوابی ردِ عمل سے ناراض ہوا۔ اس نے، ایک نیم سرکاری مراسلے (D.O. Letter) کے ذریعے ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈز (DLR)، پنجاب کو آپ کے خلاف رپورٹ ارسال کر دی اور سفارش کی کہ اس صدر قانونگو کے خلاف نااہلی کے الزام میں تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اس نے قانونی کارروائی کے نتیجے میں ملازمت سے آپ کی برطرفی کی تجویز دی۔ "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ" کے قرآنی وعدہ کے مطابق ہوا یہ کہ ڈائریکٹر نے آپ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی بجائے ڈپٹی کمشنر کو لکھا کہ صدر قانونگو ریٹائرمنٹ کی عمر یعنی ساٹھ (60) سال کے قریب ہیں لہذا اُن سے پوچھا جائے کہ وہ چھٹی لینا چاہتے ہیں یا ریٹائرمنٹ لینا چاہتے ہیں۔ نتیجۃً آپ نے لکھ کر دے دیا کہ انہیں ایک سال کی رخصت قبل از ریٹائرمنٹ دے دی جائے۔ آپ کے حق میں رخصت منظور کر لی گئی۔ آپ 1965ء میں رخصت لے کر گھر آ گئے اور ایک برس بعد باعزت طریقے سے آپکو ریٹائرمنٹ بھی مل گئی۔ اس کے برعکس چند سال بعد کرنل (ریٹائرڈ) اشرف کی تعیناتی بطور ڈپٹی کمشنر، راولپنڈی ہو گئی۔ اس وقت کی وفاقی حکومت نے ایک حکم کے تحت 313 افسروں کو بدعنوانی کے الزامات کے تحت ملازمت سے برطرف کر دیا۔ کرنل (ریٹائرڈ) اشرف کا نام بھی ان افسروں کی فہرست میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ صرف یہی نہیں ہوا بلکہ وہ اپنا ذہنی توازن بھی کھو بیٹھا۔

دورانِ ملازمت آپ کی دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی سرکاری دورے پر کہیں جاتے تو اپنے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور کسی کے ہاں سے پانی تک نہ پیتے۔ قیام

مسجد میں ہوتا۔ جب بھی سفر کرنا ہوتا تو کسی بھی صورت دوسرے ساتھی کو موقع نہ دیتے کہ وہ آپ کا کرایہ ادا کرے۔ اسی طرح کوئی ساتھی اگر آپ کے کھانے کا بندوبست کرتا تو آپ باقاعدہ کھانے کے اخراجات کی اسے ادائیگی کرتے۔ آپ کی دیانتداری اتنے اونچے درجے کی تھی کہ جب آپ 1941-42 میں نیلی بار کالونی میں فیلڈ قانونگو کے طور پر تعینات تھے تو

P.M. HUBBARD، افسر بندوبست (Settlement Officer)

نے 13.06.1942 کو آپ کی سالانہ رپورٹ میں درج ذیل تاثرات درج کیے: "He has an un-usual reputation for honesty and piety and now carried the title "Sufi". He is generally respected by the public". جب آپ 1945-46 میں نائب صدر قانونگو، راولپنڈی تعینات تھے تو K.M.HANDERSON، ڈپٹی کمشنر نے 24.10.1946 کو آپ کی خفیہ رپورٹ میں لکھا: "He has earned an excellent report for honesty and capability". اسی طرح اسی عہدے پر تعیناتی کے دوران C.L.Coats، ڈپٹی کمشنر، راولپنڈی نے 11.06.1947 کو آپ کی خفیہ رپورٹ میں لکھا: "He has earned excellent report this year". دوران ملازمت جہاں کہیں بھی نئی تعیناتی ہوتی، آپ وہاں پہنچ کر پہلے پتہ کرتے کہ مسجد کہاں ہے۔ نیز یہ کہ کیا یہاں کوئی ظاہری زندہ بزرگ موجود ہیں یا کسی ولی کا مزار ہے؟ اگر کسی زندہ بزرگ کا پتہ چلتا تو ان کی صحبت میں حاضری دیتے۔ اگر کسی علاقے میں کسی زندہ بزرگ کا مزار ہوتا تو آپ صاحب مزار کے ہاں حاضری دیتے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد میں ہی ہوتا۔ فرائض ملازمت خود بھی دیانتداری سے انجام دیتے اور اپنے ماتحتوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین فرماتے۔ دفتری اوقات کے دوران، جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ پابندی سے خود بھی نماز ادا کرتے اور اپنے ماتحتوں کو بھی ادائیگی نماز کی تلقین فرماتے۔ اگر کوئی غیر مسلم ہوتا تو اسے آپ ترغیب دیتے کہ وہ اپنے

مذہب کے مطابق عبادت کی پابندی کیا کرے۔

آپ حقوق العباد کی حفاظت کا اہتمام سختی کے ساتھ کرتے تھے۔ آپ کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ محکمہ مال کی دستاویزاتِ اراضی میں اندراجات اتنی احتیاط سے ہوں کہ کسی بھی زمیندار کے حقوقِ ملکیت پامال نہ ہونے پائیں۔ ماتحتوں کو بھی یہی ہدایت دیا کرتے تھے۔ آپ کو اس امر کا شدت سے احساس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے حقوق ہمارے ہاتھوں میں بطور امانت ہیں لہذا حدیث پاک "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَہٗ" (جسے امانت کی اہمیت کا احساس نہیں، اس کا کوئی ایمان نہیں) پر عمل بھرپور انداز میں آپ کی زندگی میں موجود تھا۔ ملازمت سے فراغت کے بعد آپ نے ذکر و فکر اور اشاعتِ دین کے لیے زندگی وقف کر دی۔ آپ کو تلاوتِ قرآنِ کریم سے غیر معمولی شغف تھا۔ علاوہ ازیں درود مستغاث، دلائل الخیرات، دُعا حزب البحر اور قصیدہ غوثیہ آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ آپ روزانہ ختمِ خواجگان شریف، ختمِ مجددیہ اور ختمِ معصومیہ بھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ دورانِ ملازمت بھی زیادہ تر روزے سے رہا کرتے تھے۔ بعد ملازمت بھی آپ نفلی روزے رکھتے رہے۔ نمازہائے تہجد، اشراق اور اوابین وغیرہ پر بھی مداومت تھی۔ خصوصی فضیلت والی راتوں میں نوافل کا زیادہ اہتمام ہوتا تھا۔ بعض راتوں میں آپ سو سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ آپ ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں ضعیفی کے باوجود آپ کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتے رہے اور آپ نے نفل نمازوں اور روزوں کو یہاں تک کہ اوراد و وظائف کو بھی ترک نہیں کیا۔ آپ کی زندگی سیدنا غوث اعظمؓ کے اس فرمان کی تعبیر تھی:

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

(میرے مرید موسم گرما میں روزہ رکھتے ہیں۔ وہ اس عبادت کی روشنی کی بدولت راتوں کی تاریکی میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں)۔ دن کا بیشتر حصہ آپ تلاوتِ قرآنِ کریم میں گزارتے تھے۔ آپ کو قرآن مجید سے محبت تھی۔ اگر قرآنِ کریم ایک سمندر ہے تو یوں سمجھیے کہ آپ نے اپنے آپ کو اس

سمندر میں ڈبو رکھا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "قرآن حکیم میری غذا ہے"۔ آپ قرآن پاک محض رسمی طور پر نہیں پڑھتے تھے بلکہ آپ کے ہاں تلاوت اجتہاد رہے کی خشوع وخضوع اور غور وفکر کی کیفیات میں ڈوبی ہوا کرتی تھی۔ آپ نے اپنی تمام تر زندگی کو اس حد تک اس صحیفہ وسماوی کے سپرد کر رکھا تھا کہ قرآن حکیم نے اپنے مفاہیم کے دروازے آپ پر کھول دیئے تھے۔ آپ جب کوئی آیت کریمہ بار بار تلاوت فرماتے تو ہر بار ایک نیا مفہوم آپ کے سامنے آ جاتا۔ قرآن پاک کے جو فیوض وبرکات آپ کو ملتے، آپ انہیں حتی الامکان حد تک دوسروں تک پہنچانے کی کوشش بھی کرتے۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ آپ ایک چلتے پھرتے قرآن تھے۔

آپ کی زندگی "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ" کی تعمیل سے عبارت تھی۔ آپ نے بچپن میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور مرتے دم تک اپنے آپ کو ایک طالبعلم بنا کر رکھا۔ آپ کو اس حقیقت کا اچھی طرح احساس تھا کہ:

بے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

حضور سید غوث اعظم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ علم کی اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰى صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِيْ

(میں علم کو درست پڑھ کر قطب ہو گیا۔ یہ سعادت میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل کی) زندگی کے آخری ایام میں موٹے حروف والا قرآن کریم تو آپ عینک کی مدد سے پڑھ لیا کرتے تھے لیکن دینی کتب آپ اپنے بچوں سے پڑھوا کر سماعت فرمایا کرتے تھے قرآن پاک کے حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ کوئی بھی ماہر امراض چشم کسی ایسے مخصوص نمبر کا شیشہ تجویز نہ کر سکا جو کامیاب ہو سکتا۔ لیکن آپ مختلف نمبروں کے شیشوں کی حامل تین چار عینکوں کو دھاگے کی مدد سے جوڑ کر پہن لیتے تھے اور انتہائی آسانی کے ساتھ دن بھر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے تھے۔ یہ قرآن

کریم کا اجازت نہیں تو کیا ہے؟ کم کھانا، کم سونا، اور کم بولنا حضرت قاضی محمد حسنؒ کے معمولات کا ایک اہم جز تھا۔ آپ کھانا انتہائی قلیل مقدار میں کھاتے تھے۔ غذا سادہ تھی۔ کدو مرغوب تھا۔ ذبیحہ کے حوالے سے آپ بہت محتاط تھے۔ جب تک یہ اطمینان نہ ہوتا کہ ذبح کرنے والا نمازی ہے، آپ گوشت ہرگز استعمال نہیں فرماتے تھے۔ اسی لیے زندگی بھر بازار کا گوشت استعمال نہیں فرمایا۔

کھانے کے حوالے سے احتیاط کا عالم یہ تھا کہ آپ جب 1971ء میں خشکی کے راستے بذریعہ بس حج کے لیے تشریف لے گئے۔ راستے میں قافلہ ٹھہرا۔ کچھ عورتوں نے کسی کھیت میں ساگ دیکھا تو لے آئیں۔ انہوں نے ساگ پکایا تو آپ کو بھی پیش کیا لیکن آپ نے کھانے سے اس لیے انکار فرما دیا کہ یہ مالک کی اجازت کے بغیر کھیت سے لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ صرف اسی شخص کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا تناول فرماتے تھے، جو پابند نماز ہو۔ آپ بے مقصد گفتگو سے پرہیز فرماتے تھے۔ آپ کی زبان مبارک قیل وقال محمد (ﷺ) ہی کے حوالے سے کھلا کرتی تھی۔

آپ انتہائی کم سوتے تھے۔ ایک سادہ اور معمولی سی چارپائی آپ کے زیرِ استعمال رہا کرتی تھی۔ دوپہر کو آپ سنت کی پیروی میں تھوڑی سی دیر کے لیے آرام فرماتے۔ آپ کے لیٹنے کا طریقہ ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ آپ دائیں کروٹ پر لیٹتے، ٹانگوں کو اکٹھا کر لیتے، دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اس طرح اسم محمد (ﷺ) کی صورت بن جاتی۔ رات کو جب بھی گھر والوں نے آپ کو دیکھا تو جاگتے پایا اور محوِ ذکر پایا۔ رات کو آپ کا طریقِ عبادت یہ تھا کہ آہستگی سے ذکر کرتے تھے۔ نمازِ تہجد کے لیے اٹھتے تھے تو وہ بھی اس انداز میں کہ گھر کے کسی فرد کے آرام میں خلل نہ آنے پائے۔ وضو تک خود کر لیا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں کمزوری کے باوجود کسی کو تکلیف نہ دیتے تھے کہ آپ کو وضو کرائے۔ آپ کا لباس بہت سادہ ہوتا تھا۔ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ آپ نیا کپڑا ہمیشہ دھلوا کر پہنتے تھے۔ زندگی کے آخری چند سالوں کے سوا آپ عمامہ کی پابندی بھی کرتے رہے۔ آپ نے زندگی بھر زیادہ قیمتی لباس نہیں پہنا۔ زیادہ سردی میں کمبل اوڑھ لیا کرتے تھے۔

آپ اخلاقِ کریمانہ سے متصف تھے۔ ہر کسی کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے

پیش آتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ اپنے بزرگوں کا جاری کردہ لنگر آپ نے بھی حسب استطاعت جاری رکھا۔ جو کوئی بھی گھر میں آتا، آپ وقت اور موسم کے تقاضے کے مطابق کوشش کرتے کہ اسے کھانا، چائے یا شربت فراہم کیا جائے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اہتمام غریب اور امیر کی تمیز کے بغیر ہوتا تھا۔ جو کوئی بھی آپ سے ملاقات کے لیئے آتا، فیض یاب ہو کر لوٹتا۔ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ مادی لنگر کے ساتھ ساتھ روحانی لنگر بھی فراہم کیا جائے۔ آپ بالعموم آنے والے سے کہا کرتے تھے کہ آپ آئے ہیں، تو دین کی کوئی نہ کوئی بات سُن کر جائیں۔ آپ جب کسی کو دین کی بات بتاتے تھے تو موقع ومحل کے مطابق بعض اوقات کئی کئی گھنٹوں تک بات چیت چلتی رہتی تھی۔ آپ کا انداز گفتگو متاثر کن ہوتا تھا، عام لوگوں سے عام فہم انداز میں بات ہوتی تھی۔ ستر سال سے اوپر عمر کے دوران بھی آواز کی توانائی کا یہ عالم تھا کہ محسوس یوں ہوتا تھا کہ شاید کسی نوجوان کی آواز ہے۔ صبر وتحمل اور استقامت کا عالم یہ تھا کہ بڑی سے بڑی مشکلات کے دوران بھی آپ اپنے نرم رویے کو برقرار رکھتے۔ کئی لوگوں کی جانب سے آپ کی بلاوجہ مخالفت ہوئی۔ آپ کو دکھ دیئے گئے۔ آپ کے ساتھ زیادتیاں بھی ہوئیں۔ زیادتیوں کے یہ سلسلے آپ کے بزرگوں کے ساتھ بھی چلتے رہے لیکن ضبط وتحمل کی جو کیفیات آپ کے اکابر کے ہاں تھیں، وہی آپ کے ہاں بھی موجود تھیں۔ آپ نے زندگی بھر کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔

ذاتی طور پر آپ رافت ورحمت کا پیکر تھے۔ لیکن دین کے حوالے سے آپ کے ہاں اس قدر غیرت وحمیت وحیا کی تھی کہ جہاں بھی کوئی خلاف شرع معاملہ دیکھا، وہاں صورتحال درست کرنے کے لیئے آپ نے ہمیشہ آواز بلند کی۔ اس حوالے سے آپ اپنے یا بیگانے کی، رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کی تمیز نہ کرتے کیونکہ آپ کے نزدیک "اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہ" کا اصول کارفرما تھا۔ آپ جس کسی سے محبت کرتے تھے اللہ پاک کی خاطر کرتے تھے۔ اور جس کسی سے نفرت کرتے تھے، وہ بھی اللہ ہی کی خاطر۔

آپ سے زیادہ کوئی کیا جان سکتا تھا کہ تصوف نام ہی ہے اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی ہر دو لحاظ سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے لیئے وقف کر دینے کا۔ اگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضاء کے مطابق اپنے ظاہر کو سنوارنے کا نام شریعت ہے تو باطنی طور پر اسی انداز میں اپنے آپ کو سنوارنا طریقت ہے۔ آپ زندگی بھر تقویٰ پر کار بند رہے۔ یہانتک کہ خلاف احتیاط اور مشکوک معاملات سے بھی پرہیز کرتے رہے۔ کھانے پینے کی نیز دیگر استعمالی چیزوں کے معاملے میں بھی آپ کمال درجہ کی احتیاط فرماتے تاکہ طہارت کے تقاضے قائم رہ سکیں۔ کھانا پکانے کے برتن، چائے اور پانی کے برتن اور وضو کا لوٹا ہر طرح سے پاک وصاف ہوتے۔ ہر قسم کے برتن آپ کے لیئے الگ رکھے جاتے۔ کسی غیر محتاط شخص کو برتنوں کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ جن لوگوں کا پاک وصاف ہونا یقینی ہوتا، صرف وہی شخص آپ کے استعمال کی چیزوں کو اٹھاتے یا چھوتے تھے۔ آپ کھانا بھی اسی شخص کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاتے تھے جو پابند نماز ہو۔ تاہم آپ کی جانب سے بارہا یہ وضاحت ہوتی تھی کہ اس احتیاط کے پس منظر میں کسی سے نفرت کارفرما نہیں بلکہ یہ رویہ زیادہ سے زیادہ پاکیزگی اور صفائی کے اهتمام کے لیئے ہے کیونکہ از روئے حدیث پاک " اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ " یعنی پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔ آپ مزید وضاحت فرمایا کرتے تھے کہ عام دنیادار لوگوں کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ لہذا وہ اس حد تک صفائی کا اهتمام نہیں کرسکتے۔ کنوئیں سے پانی بھرتے وقت ڈول میں ہاتھ ڈالنے سے بھی منع فرماتے۔ اسی طرح آپ اس بات کو بھی ناپسند فرماتے کہ جہاں پاؤں رکھے جاتے ہوں، وہیں ڈول بھی رکھا جائے۔

طہارت کے حوالے سے آپ کی یہ خوبی بھی تھی کہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ علاوہ ازیں باوجود باوضو ہونے کے آپ ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کرتے تھے۔

آداب کے حوالے سے آپ بہت محتاط تھے۔ یہ احتیاط آپ کو اپنے اکابر سے ورثے میں ملی تھی۔ آپ کے والدِ گرامی قاضی احمد حق کے بارے میں حاجی سلطان محمد ساکن کوٹلہ بیان

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رفع حاجت کے لیئے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ واپس آ گئے۔ جیب سے تسبیح نکال کر گھر رکھ دی۔ پھر چل پڑے میرے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ "راستے میں مجھے اچانک خیال آیا کہ تسبیح جیب میں ہے۔ تسبیح چونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا وسیلہ ہے۔ لہذا میں نے خلاف ادب سمجھا کہ تسبیح کے جیب میں ہوتے ہوئے رفع حاجت کروں"۔ قاضی محمد حسنؒ بھی تسبیح کا ادب کرتے تھے۔ آپ تسبیح کا استعمال یوں کرتے تھے کہ تسبیح پاؤں کے ساتھ یا پاؤں والی جگہ مَس نہ ہونے دیتے۔ آپ پاؤں کے ساتھ یا جوتی کے ساتھ مَس ہونے والے ہاتھ تسبیح، قرآن کریم کے لیئے، دینی کتابوں کے لیئے تبرکات کے لیئے استعمال نہیں کرتے تھے۔ اسی بناء پر اگر کہیں پاؤں سے ہاتھ چھو جائیں یا جوتوں کو ہاتھ لگانے پڑیں تو ہمیشہ ہاتھ دھو لیتے تھے۔ جہاں پاؤں رکھے جاتے ہیں، ایسی کسی بھی جگہ آپ کوئی بھی قابلِ احترام چیز نہیں رکھتے تھے۔

بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) کے حوالے سے آپ انتہائی محتاط تھے۔ آپ کے نزدیک ایمان محبت وادبِ رسول (ﷺ) ہی کا دوسرا نام ہے۔ آپ مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والی ہر شے کا ادب واحترام ضروری سمجھتے تھے۔ دراصل اس شہر پاک کی ہر چیز متبرک اور مقدس ہے۔ یہاں تک کہ اس کے غبار میں بھی شفاء رکھی گئی ہے۔ ابن نجار سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو چند ساتھی مدینہ منورہ سے باہر آپ ﷺ کے استقبال کے لیئے تشریف لائے۔ ان کے آنے سے غبار اڑی۔ چند صحابہ کرام نے غبار سے بچنے کے لیئے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ حضور ﷺ نے انکے چہروں سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا:

"**والّذی نفسی بیدہ انّ فی غبارھا شفاءً مّن کلّ داء**" (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بیشک مدینہ پاک کے گرد وغبار میں بھی شفاء ہے)۔ آپ مدینہ منورہ کے باشندوں کا، اس شہر پاک کے بازاروں کا، در و دیوار کا، مٹی تک کے احترام کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ شریف کی باسی روٹی کو بھی باسی نہ کہا

جائے۔ غرض یہ کہ وہاں کی کسی شے میں نقص نہ نکالا جائے۔ آپ بالعموم فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مدینہ پاک کے دہی کو کھٹا کہہ دے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے اس شخص کو تیس درے مارنے کا حکم صادر فرمایا تھا جس نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی ناقص ہے اس کو قید کرنے کا حکم بھی دیا اور فرمایا کہ یہ شخص قتل کے قابل ہے۔ حضرت امام مالکؒ کا اپنا یہ حال تھا کہ زندگی بھر ادب و احترام کی وجہ سے مدینہ شریف کی حدود میں گھوڑے پر سواری نہیں کی، ان حدود میں پیشاب پاخانہ نہیں کیا۔ آپ مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والی ہر ہر شے کا ادب و احترام ضروری سمجھتے تھے۔ آپ کا عقیدہ یہاں تک تھا کہ اگر کوئی مدینہ پاک کے دہی کو کھٹا کہہ دے تو وہ بھی دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

آپ ہر قمری مہینے کے کسی نہ کسی سوموار کو اپنے بچوں کو بٹھا کر ذکر رسول ﷺ کی محفل کا انعقاد کیا کرتے۔ ربیع الاول کے مہینے میں یہ محفل دو مرتبہ ہوتی۔ آپ ہر جمعۃ المبارک کو نماز ظہر کے بعد مدینہ منورہ کی جانب رخ کر کے سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے۔ بالعموم قصیدہ بردہ شریف کے اشعار آپ کی زبان مبارک پر رہتے۔ آپ دوسروں کو بھی درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ حج کے لیے گئے تو راستے میں نمونیہ ہو گیا۔ بعض ساتھیوں نے وطن واپسی کا مشورہ دیا لیکن آپ نے اس خیال سے مشورہ مسترد فرما دیا کہ دیار حبیب ﷺ کے راستے میں موت آ جائے تو گوارا ہے لیکن وطن واپسی گوارا نہیں۔

آپ راسخ العقیدہ تھے۔ اس دور میں جبکہ عقائد کا فساد بڑے بڑے علمی گھرانوں کو بھی لپیٹ میں لے رہا ہے، آپ عقائد کی حفاظت کی سختی سے تاکید فرمایا کرتے تھے۔ تاہم آپ بلا تحقیق محض مخالفت برائے مخالفت کے جذبے میں آ کر کسی کو بدعقیدہ کہہ دینے کے سخت مخالف تھے۔ بات بات پر فتویٰ عائد کر دینا بھی آپ کے مسلک و مشرب کے خلاف تھا۔ آپ کے نزدیک رسول کریم ﷺ دیگر تمام انبیاء کرام اور رسولان عظام (علیہ السلام) حضور ﷺ کے اصل ہیت،

آپ کے صحابۂ کرام اور تمام اولیاء و شہداء و عظام کا ادب اور ان کے ساتھ محبت، درست عقیدے کی بنیاد ہے بلکہ صحیح عقیدے کی جان ہے۔ آپ عقیدۂ صحیحہ کی تعلیم لوگوں کو دیا کرتے تھے لیکن عالمانہ انداز میں۔ اس ضمن میں فرقہ وارانہ انداز اپنانا آپ کے نزدیک دین کی خدمت کے منافی تھا۔ یہ بھی ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ نبیِ اُمّی ﷺ اور آپ کے محبوبوں کی شان میں گستاخی کا مظاہرہ کرنے والا آپ کے نزدیک کسی بھی رو رعایت کا مستحق نہیں تھا، خواہ وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، عامی ہو یا عالم کہلانے والا ہو۔

آپ عجز و انکسار کا پیکر تھے۔ تکبر کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ آپ تحمل اور بردباری کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ ایک داعیانہ طبیعت کے مالک تھے لہٰذا آپ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے قائل نہیں تھے۔ آپ مجموعی طور پر خاموش مزاج کے حامل تھے۔ لیکن حق گوئی و بیباکی کا جذبہ آپ کے ہاں اس حد تک غالب تھا کہ ہر خلافِ شرع امر کو دیکھ کر اس پر نکیر فرماتے تھے۔ دین پر عمل کے حوالے سے ذرا سی بھی غفلت آپ کو گوارا نہ تھی۔ روایت کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ دورانِ ملازمت آپ نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد اپنے کسی شناسا افسر کے ہاں چلے گئے۔ جو اس وقت کمرۂ عدالت میں مصروف تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی صاحب! کیا آپ نماز پڑھ آئے ہیں۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ بھی نماز ادا کر چکے ہیں۔ مذکورہ افسر نے جواب دیا ابھی تک تو نہیں پڑھی۔ قاضی صاحب نے بھری عدالت میں فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا کہ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ نَجْعَلْ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی یعنی جو میرے ذکر سے روگردانی کرے گا، ہم اس کیلئے اس کی معیشت کو تنگ بنا دیں گے۔ اور قیامت کے روز اسے اندھا ہونے کی حالت میں اٹھائیں گے۔ متعلقہ افسر پر آپ کی گفتگو کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے کہا کہ "صوفی صاحب! مجھے یہ آیتِ قرآنی دوبارہ پڑھ کر سنایئے۔ آپ زندگی بھر اسی طرح لوگوں کو دینِ حق کی پیروی کی تلقین فرماتے رہے۔

آپ قُربِ الٰہی اور قُربِ مصطفےٰ ﷺ کی جستجو میں اپنی زندگی گزار کر 28 صفر 1404ھ (بمطابق 4 دسمبر 1983ء) اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ قاضی رئیس احمد، آپ کے چھوٹے بیٹے ان دنوں بسلسلہ ملازمت راولپنڈی میں رہائش پذیر تھے۔ جمعرات کی شام اپنے آبائی گاؤں میں آتے تھے اور ہفتہ کی صبح راولپنڈی کے لیئے روانہ ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحبؒ نے اپنی وفات سے چند یوم قبل 30 نومبر بروز جمعہ انہیں بھی اور اپنی اولاد کو بلا کر وصیت فرمائی کہ ان کی وفات کی صورت میں اُن کے طریقۂ زندگی جو کہ طریق سنت ہے، کی پیروی جاری رکھی جائے۔ عقائد اہلِ سنت والجماعت پر سختی کے ساتھ قائم رہا جائے۔ دنیا سے رخصت ہو جانے والوں کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لیئے اُن کا روزمرہ کا معمول اُن کے بعد بھی قائم رکھا جائے۔ ماہانہ محفلِ میلاد اور ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں دو مرتبہ محفلِ میلاد کا معمول برقرار رکھا جائے۔ آپ نے سختی کے ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ کا کوئی گستاخ اُن کی نمازِ جنازہ کی امامت کے لیئے آگے نہ آنے پائے۔ آپ نے قاضی رئیس احمد کو نمازِ جنازہ کی امامت کیلیئے وصیت فرمائی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایسا کرنا ممکن ہو تو تدفین کے بعد قبر کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیئے یکے بعد دیگرے کسی نہ کسی بندے کے بٹھانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہانتک کہ جمعرات کا سورج غروب ہو جائے یعنی جمعۃ المبارک کی ساعت کا آغاز ہو جائے۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ زندگی بھر نماز کھڑے ہو کر پڑھتے رہے۔ تاہم آپ کی زندگی کی آخری نماز اس سے مستثنیٰ ہے۔ وفات سے چند یوم پہلے آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ وفات سے پہلے آپ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے پوچھنے پر جب آپ کو بتایا گیا کہ نمازِ ظہر کا اوّل وقت ہو چکا ہے تو آپ نے لیٹے ہونے کی حالت میں اشاروں سے نمازِ ظہر پڑھی نماز سے فراغت کے بعد آپ کی روحِ مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی گویا کہ بارگاہِ ربوبیت سے آپ کو یہ پیغام آ پہنچا: يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ اے نفسِ مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی

طرف اس حال میں کر تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جائے۔

آپ کا مزار اقدس بستی کے عام قبرستان سے متصل واقع ہے اور سر چشمہ فیض کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ آپ کے مستور الحال رہنے کی آرزو کا نتیجہ تھا کہ آپ کی ظاہری زندگی کے دوران لوگ اس انداز میں آپ کے مقام و مرتبہ کو پہچان نہ سکے، جس طرح کہ آپ کے وصال کے بعد لوگوں کا رجحان آپ کی شخصیت کی جانب ہوا۔ آپ کے مزار اقدس پر جو سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے، اس میں شرکاء کی تعداد کا عالم یہ ہوتا ہے کہ ہر برس اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ عام دنوں میں بھی زائرین کی آمدورفت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ آپ کے وصال کے بعد فیضان کی صورتحال کچھ یوں ہے کہ دن بدن انوار و برکات کا نزول بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور آستانہ عالیہ کے دینی مشن میں روز بروز نکھار آ رہا ہے بالخصوص نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ حضرت قاضی محمد حسن کی اہلیہ محترمہ بھی خاندان کی دیگر خواتین کی طرح ایک پاکباز، پرہیز گار اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ آپ کا شجرہ نسب چھتیسویں (۳۶) پشت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے او پینتیسویں (۳۵) پشت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے جبکہ آپ کا نسبی سلسلہ حضرت حافظ محمد عبداللہ المعروف دیوان حضوری قادری رحمتہ اللہ علیہ کے چچا حضرت جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ سے گیارھویں پشت میں جا ملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ طریقت حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے حضرت حافظ محمد فیض سلطان رحمتہ اللہ علیہ کی وساطت سے بائیسویں (۲۲) پشت میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ تیئیسویں (۲۳)

آپ نے اپنی زندگی انتہائی سادہ انداز میں گزاری۔ جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی، گھر کے تمام کام کاج مثلاً گھر میں جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چکی پیسنا آپ خود ہی انجام دیتی تھیں۔ معاشی حالت ناساز گار ہوتے ہوئے بھی آپ کے ہاں سخاوت و ایثار کا جذبہ موجود

تھا۔ آپ غرباء اور مساکین کا خصوصی خیال رکھا کرتی تھیں۔ جب آپ خود کھانا پکانے کا اہتمام کرنے کے قابل نہ رہیں، تو اس عرصے میں بھی اپنی صاحبزادیوں کو ہدایت کیا کرتی تھیں کہ ترکاری اور روٹی پکاؤ تو اپنے گھر کی ضرورت سے کچھ زیادہ پکاؤ وہ شاید کوئی ضرورتمند آجائے۔ مہمان نوازی کا جذبہ آپ کے ہاں بدرجہ اتم موجود تھا۔ جب بھی گھر میں کوئی فرد آجاتا تو آپ کی پوری کوشش ہوتی کہ وقت کے تقاضے کے مطابق وہ لازمی طور پر کھانا کھا کر یا چائے پی کر جائے۔ آپ کی زندگی میں ارشاد ربانی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَر کی عملی تعبیر بھرپور انداز میں موجود تھی۔ آپ کبھی بھی کسی سائل کو جھڑکتی نہیں تھیں۔ کسی بھی ایسے شخص سے تغافل کا رویہ آپ اختیار نہیں فرماتی تھیں۔ جو کوئی بھی غم میں گھرا ہوا آپ کی خدمت میں آتا، لوٹتے ہوئے آپ کی دعاؤں اور تسلی آمیز کلمات کے نتیجے میں اپنی جھولی سکون کی خیرات سے بھر کے لے جاتا۔ دراصل آپ ہر کسی کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتیں۔ آپ صاحب علم تھیں۔ صاحب تقویٰ تھیں۔ صاحب خلق عظیم تھیں آپ صاحب حلم تھیں۔ بعض لوگوں کی جانب سے ایذا اور سازشوں کے باوجود انتقامی کاروائی تو درکنار، آپ کی جانب سے کبھی اُف تک نہیں ہوتی تھی۔ صبر و تحمل اور برداشت کا جذبہ پورے کمال کے ساتھ آپ کی ذات میں موجود تھا۔ آپ کی جانب سے دوسروں کیلئے بھی ترغیب یہی ہوتی تھی کہ ناسازگار حالات میں صبر سے کام لیا جائے اور مخالفین کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے مواقع پر انہیں برا بھلا نہ کہا جائے، اُن سے انتقام لینے کا تصور بھی نہ کیا جائے بلکہ معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کیئے جائیں۔ اگر کسی موقع پر کسی ایسے شخص کو بھی آپ سے واسطہ پڑ جاتا، جس نے زندگی کے کسی مرحلے پر آپ کو کوئی دکھ دیا ہوتا تو آپ کا طریقہ یہ ہوتا کہ اس کی سابقہ غلطیوں اور کوتاہیوں کو جتلایا نہ جائے بلکہ تصور تک بھی نہ ہوتی کہ آپ اس کے ساتھ بھی عفو و درگزر کا رویہ اختیار فرماتے۔

آپ کے دل پر خوف الٰہی کا بھرپور غلبہ تھا۔ اسی طرح عذاب قبر اور عذاب دوزخ کا خوف بھی شدت کے ساتھ آپ پر غالب تھا۔ آپ دوسروں کو بھی اس جانب متوجہ کیا کرتی تھیں۔

آپ ترغیب دیا کرتی تھیں کہ قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا بھی کرتے رہنا چاہیے اور عملی طور پر بھی حفاظت کی تدابیر اپنانا چاہیں۔ آپ فضول گفتگو نہیں کرتی تھیں۔ اس حوالے سے آپ کا نکتہ نظریہ تھا کہ گفتگو بہت کم کرنی چاہیے اور وہ بھی مناسب حد تک، اس لیئے کہ انسان اپنی زبان سے جو کچھ بھی کہتا ہے فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں۔ نمازِ پنجگانہ کے ساتھ ساتھ آپ نوافل کی پابند بھی تھیں۔ ذکرِ الٰہی اور درود پاک کی کثرت نیز تلاوت قرآن کریم اور دیگر اوراد و وظائف آپ کے معمولات میں سے تھے۔ آپ دوسروں کو بھی ایسا ہی طرزِ عمل اپنانے کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیئے محبت آپ کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی۔ پرندوں اور جانوروں کی خدمت کا جذبہ بھی آپ کے ہاں موجود تھا۔ آپ نے گھر میں مرغیاں بھی رکھی تھیں۔ اُن کے لیئے کھانا اور پانی کا اہتمام بڑی پابندی کے ساتھ کرتی تھیں۔ اسی طرح زندگی بھر آپ کا یہ معمول رہا کہ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیا کرتی تھیں اور پرندوں کو ڈال دیا کرتی تھیں۔ حضرت قاضی محمد حسنؒ کی وفات کے بعد آپ نے اپنی باقیماندہ پندرہ سالہ زندگی کو کلی طور پر خدمتِ خلق کے لیے وقف کیئے رکھا۔ آپ اپنی پُر سوز دعاؤں کے ذریعے اور رُوحانی علاج کی وساطت سے وسیع پیمانے پر دکھی انسانیت کی خدمت انجام دیتی رہیں۔ آپ کی راتیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرتیں تو دن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت میں بسر ہوتے۔ آپ نے زندگی میں دکھ سہے، تکلیفیں اٹھائیں، فاقے برداشت کیے، بے آرامی اور بے سکونی برداشت کی لیکن، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کبھی کسی سائل کو، کسی شکستہ دل کو اپنے آرام کی خاطر نالا نہیں۔ جو سائل بھی آپ کی خدمت میں پہنچا اور جس وقت بھی پہنچا، خود تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی اُس کی داستانِ الم کو شفقت سے، محبت سے اور پوری توجہ سے سُنا۔ اُسے دعاؤں سے بھی نوازا، حسبِ ضرورت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اُسے تعویذ اور دم وغیرہ کے ذریعے اسے روحانی علاج بھی فراہم کیا، پابندی نماز کی، دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کی اور گناہوں سے پرہیز کی تلقین کی۔ جو جو لوگ آپ سے قریب ہوئے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ نے مصائب و آلام میں

گھری ہوئی مخلوق کا دُکھ بانٹنے اور ان میں سکون کی دولت لُٹانے کے لیئے اپنی زندگی وقف کیئے رکھی۔

حضرت قاضی محمد حسنؒ کی اہلیہ محترمہ کی وساطت سے جن افراد نے فیض و کرم کی خیرات سے اپنے اپنے دامن کو مالا مال کیا، اگر اُن کے مشاھدات اور تاثرات کو قلمبند کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب کی جاسکتی ہے۔اسی قسم کی ایک سرگزشت جناب فضل الرحمان عظیمی، جو اُس وقت نظامت تعلیمات ،مری روڈ، راولپنڈی میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھے، نے 17 جنوری 1997ء کو تحریر کی۔ آپ بتاتے ہیں کہ 1993ء میں اُن کی اہلیہ شدید بیمار ہوگئی۔ ابتداءً انہیں نجی طور پر کام کرنے والے ڈاکٹروں سے اُن کا علاج کرایا جاتا رہا جبکہ بالآخر پریشان ہو کر انہیں کنٹونمنٹ بورڈ ہسپتال راولپنڈی صدر میں داخل کروادیا۔ باہر سے ادویہ کی خریداری اور مختلف قسم کے ٹیکوں (یعنی طبی معائنوں) پر تقریباً پانچ ہزار روپے یومیہ خرچ ہانے لگا لیکن مرض میں افاقہ نہ ہوا۔تقریباً چھ سات ماہ کا عرصہ یونہی گزر گیا۔ بعد مشکل مرض کی تشخیص ہوئی کہ ٹائیفائیڈ (یعنی طویل المیعاد) بخار ہوگیا ہے قیمتی سے قیمتی دوائیں استعمال کرانے کے باوجود شفاء نہ ہو رہی تھی۔ مریضہ کا کھانا پینا چھوٹ گیا تھا۔ جسمانی کمزوری کا عالم یہ تھا کہ حرکت کرنا تو در کنار بات کرنا بھی دشوار ہو چکا تھا۔ عظیمی صاحب کا کہنا ہے کہ اگرچہ مایوس ہونا گناہ ہے لیکن حالات و واقعات نے انہیں مایوس کر دیا تھا۔ مریضہ جن ڈاکٹر صاحب کے زیرِ علاج تھی اُن کا بیان تھا کہ وہ اپنے چالیس سالہ تجربے کو پوری طرح آزما چکے ہیں۔لیکن نجانے پھر بھی مریضہ تندرست کیوں نہیں ہو رہی تھی۔ ایک شام صورتحال کی نزاکت کے باعث جب عظیمی صاحب، شدید حد تک پریشانی میں مبتلا تھے تو انہیں اس کیفیت میں دیکھ کر ایک نرس ان کے قریب آئی اور کہنے لگی کہ بھائی جان میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ اتنے عرصے سے ان کا علاج کروا رہے ہیں مگر افاقہ نہیں ہو رہا۔ اگر آپ میری ایک بات مانیں تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل و کرم کرے اور ان کی صحت بحال ہو جائے۔ روات کے قریب تخت پڑی ایک مقام ہے وہاں سے تھوڑے فاصلے پر ڈھوک قاضیاں

نامی ایک گاؤں ہے، جس میں ایک بہت بڑے بزرگ قاضی صاحب ہوئے ہیں۔ وہ تو اب اس دنیا میں موجود نہیں لیکن اُن کی اہلیہ اور اُن کے بچے بڑے اللہ والے لوگ ہیں۔ آپ ایک چادر لے جائیں اور اُن سے دم کروا کر مریضہ کے اوپر ڈال دیں، انشاءاللہ ٹائیفائیڈ جاتا رہے گا۔ ورنہ یہاں ہسپتال میں تو آپ ایک سال تک بھی انہیں رکھیں تو کوئی افاقہ نہیں ہوگا" عظیمی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ عقیدے کے لحاظ سے دم وغیرہ کے قائل نہیں تھے۔ لیکن سوچا کہ چلو، اگر دم وغیرہ سے مریضہ کو صحت ملتی ہے تو کیوں نہ اسے آزما لیا جائے۔ عظیمی صاحب پر کیا بیتی؟ وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں:۔

2 مئی 1993ء کو صبح سویرے ایک چادر ساتھ لیکر میں روات کی طرف چل پڑا۔ روات پہنچ کر تخت پڑی جانے کے لیے ایک سوزوکی پر بیٹھا۔ سوزوکی میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب سے ڈھوک قاضیاں کا پتہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ تخت پڑی سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں بیٹھی ہوئی ایک خاتون نے کہا آپ فکر نہ کریں میں آپ کو پہنچا دوں گی۔ آہستہ آہستہ سورج بلند ہو رہا تھا اور گرمی میں شدت آ رہی تھی۔ گرمی اور گھٹن سے سواریاں پسینے سے شرابور تھیں۔

تخت پڑی میں سوزوکی سے اُتر کر میں اس خاتون کے ہمراہ چل پڑا۔ ایک گہری کھائی عبور کرنے کے بعد ایک جنگل سا شروع ہو گیا۔ ہم دونوں اس جنگل میں چلتے جا رہے تھے۔ جنگل میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور گرمی کا نام ونشان نہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ادھر اُدھر اُگی ہوئی تھیں۔ مجھے یہ فضا بہت بھلی معلوم ہوئی۔ بہن نسیم اختر نے بتایا کہ ان کا کنبہ آج کل راولپنڈی صدر کے علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ لیکن دراصل وہ ڈھوک قاضیاں ہی کی رہنے والی ہیں۔ جہاں کے ایک بڑے ولی اللہ قاضی محمد حسنؒ ہوئے ہیں۔ وہ اسی گھرانے کی مرید ہیں۔ قاضی صاحب دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں اور اب ان کی بیوہ اور اولاد موجود ہے، جو بے حد نیک لوگ ہیں اور صحیح معنوں میں اللہ والے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مائی جی اور اُن کی اولاد کی دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جاتی ہے۔ اور ٹائیفائیڈ کا جو مریض بھی چادر دم کروا کر لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ

اُسے ضرور شفا دیتا ہے۔ لہذا انشاء اللہ آپ کی زوجہ کی بیماری بھی دُور ہو جائے گی آپ بالکل فکر نہ کریں۔

جنگل کے ساتھ ہی ڈھوک قاضیاں کی حدود شروع ہو گئی۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی کہ ڈھوک قاضیاں کی حدود شروع ہوتے ہی میرے ذہن پر تفکر اور پریشانی کا جو غبار تھا وہ فوراً ختم ہو گیا۔ بلکہ طبیعت میں ایک قسم کا سرور پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ جوں جوں نزدیک پہنچتے گئے، میری طبیعت ہشاش بشاش ہوتی گئی۔ دل نے کہا کہ واقعی یہ ولی اللہ ہیں۔

ان شاء اللہ اب میری اہلیہ کی بیماری دُور ہو جائے گی۔ جب گاؤں کے قریب پہنچے تو بہن نسیم اختر نے مشرق کی جانب اشارہ کر کے بتایا کہ وہ قاضی صاحب کا روضہ ہے۔ میرے ہاتھ بے اختیار اُٹھ گئے اور میں چلتے چلتے فاتحہ پڑھنے لگا۔ فاتحہ کے بعد چند اشعار اس بزرگ کی تعریف میں میری زبان پر جاری ہو گئے۔ لیکن چونکہ میرے پاس کاغذ قلم نہیں تھا اس لیے ضبط تحریر میں نہ لا سکا۔ جن میں سے اکثر اب بھول چکا ہوں۔ لیکن جو چند ایک یاد رہ گئے ہیں وہ یہاں درج کرتا ہوں ۔

واقعی قاضی حسن تُو ہے ولی باکمال — ملتی ہے بہت کم دہر میں تیری مثال
تیرے روضے سے عیاں تیرا فقیرانہ جلال — دہر میں ملتی ہیں ایسی ہستیاں تو خال خال
عمر بھر تو کار بند اُسوۂ حسنہ رہا — پیروی سنتِ محبوب ، حق کرتا رہا
سیدات معمور از حُبِّ خدا و مصطفےٰ — وقف کر دی عمر در پابندیٔ حکمِ خدا
صورتِ پروانہ گرد شمع حق رقصاں بدی — در مصافِ زیست باسعی و عمل پویاں بدی

ای کہ آرامیدہ در فردوس جانِ پاکِ تو
من درودے می رسانم بر روانِ پاکِ تو

جب ہم گاؤں میں پہنچے تو بہن نسیم اختر مجھے ایک سادہ سے مکان کے دروازے پر کھڑا کر کے یہ کہہ کر اندر چلی گئی کہ "ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں"۔ چند لمحوں میں واپس آ کر مجھے اپنے ساتھ اندر لے گئی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اندر گیا تو دیکھا کہ سادہ سا

بیٹھک نما ایک کمرہ ہے۔ جس میں ایک دری بچھی ہوئی ہے۔ میں فرش پر دری کے اوپر بیٹھ گیا اور بہن اختر اندر چلی گئی۔

یہاں میں ایک اور چھوٹا سا واقعہ بیان کروں گا جس سے ولی کی کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ جب بہن اختر مجھے بٹھا کر اور مجھ سے چادر لے کر اندر چلی گئی تو میں اکیلا چند لمحے بیٹھا رہا۔ اہلیہ کی بیماری کی پریشانی کے باعث میں نے کئی مہینوں سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا بھوک بالکل نہیں لگتی تھی۔ اگر ایک دو نوالے کھانے کی کوشش کرتا تو حلق سے نیچے نہیں اترتے تھے۔ اب جو میں بیٹھک میں بیٹھا تو پریشانی دور ہونے سے دفعتاً میری بھوک چمک اٹھی اور اتنی شدت کی بھوک محسوس ہوئی کہ میں خواہش کرنے لگا کہ کسی طرح مجھے کھانا مل جائے۔ میں سوچنے لگا کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد مجھے دو تین کلومیٹر پیدل چلنا پڑے گا اور میری حالت یہ ہے کہ میں بھوک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اس وقت دوپہر کے 12 بجے تھے۔ میں بھوک کی شدت سے بیتاب تھا۔ پیٹ الجوع الجوع پکار رہا تھا۔ گاؤں کے ماحول میں کوئی چیز ملنے کی توقع نہیں تھی۔ شہر قریب نہیں تھا کہ کسی ہوٹل سے کھانا کھا لیتا۔ شرم دامنگیر تھی کہ کھانا کسی سے مانگوں۔ سوچا کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد بہن نسیم اختر سے بے تکلفی کے ساتھ کہوں گا کہ مجھے کھانا کھلا دو۔ میں اسی اُدھیڑ بن میں تھا کہ یک لخت کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک فرشتہ خصلت نحیف و نزار بزرگ خاتون کمرے میں داخل ہوئیں۔ چہرے پر ایسا تقدس تھا کہ؎

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

میں نے بڑی بڑی عزت مآب اور پاکیزہ سیرت خواتین کو دیکھا ہے لیکن اس مادرِ محترم کے مقابلے میں مجھے کوئی نظر نہیں آئی۔ دل نے کہا۔ یہی وہ ماں جی ہیں جن کا ذکر بہن اختر نے کیا تھا میں بے ارادہ ایک انجانی سی کیفیت میں اُن کے احترام میں بجلی کی سُرعت سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے آتے ہی اپنا دستِ شفقت و محبت میرے سر سے کمر تک پھیرا۔ کیا بتاؤں کہ اُس دستِ شفقت نے مجھے کیسا سکون اور سُرور عطا کیا۔ آج ساڑھے تین سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے

باوجود میں اُس وسیع شفقت کی لذت محسوس کر رہا ہوں۔ وہ فوراً میرے پاس ہی فرش پر بیٹھ گئیں اور میں نے مختصراً اپنی اہلیہ کی بیماری کی داستان بیان کی۔ انھوں نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مریضہ پر رحم فرمائے اور مجھے تسلی دی۔ پھر بتایا کہ اُن کے خاوند جناب قاضی محمد حسن صاحبؒ کا انتقال ہو چکا ہے جن کا گاؤں کے ساتھ ہی روضہ بھی بنا ہوا ہے۔ اور یہ کہ ان کے صاحبزادے قاضی رئیس احمد صاحب جو نیکی و شرافت میں اپنے باپ کی تصویر ہیں، وہ کمشنر راولپنڈی کے دفتر میں ملازم ہیں اور آج وہ اپنے دفتر گئے ہوئے ہیں۔ میرا جی قاضی رئیس احمد صاحب سے ملنے کو چاہ رہا تھا۔ سوچا کہ چلو واپسی پر انھیں دفتر میں مل لوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ماں جی اُٹھیں اور کہا کہ ٹھہریئے ابھی آپ کے لیے کھانا بھجواتی ہوں۔ میں حیران رہ گیا کہ ماں جی کو میری بھوک کا کیسے احساس ہو گیا ہے سوچا کہ یہ واقعی ایک ولی کی بیوی ہیں اور خود بھی ولی ہیں، جنھیں میری بھوک کا احساس ہو گیا ہے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک سادہ سی خاتون کھانا لے کر آ گئی۔ شاید آپ کی کوئی مرید ہو گی۔ وہ کھانا رکھ کر چلی گئی کھانا کیا تھا ایک پلیٹ آلو کا سالن اور تین چار موٹی موٹی روٹیاں تھیں۔ سلاد کے طور پر تھوڑے سے پیاز کترے ہوئے پلیٹ میں پڑے تھے۔ کھانا رکھ کر وہ خاتون چلی گئی اور میں نے کھانا شروع کر دیا میں دو روٹیاں کھا چکا ہونگا کہ وہی خاتون پھر آئی اور مجھ سے پوچھا کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ میں نے بلا تکلف کہہ دیا کہ تھوڑا سا سالن اور دے دیں۔ وہ اور لے آئیں۔ میں نے تیسری روٹی بھی کھالی۔ اور سیر ہو گیا۔ کھانا اتنا لذیذ تھا کہ کام و دہن آج تک اُس کی لذت محسوس کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ جس بزرگ ماں جی کو میری بھوک کا حال معلوم ہو گیا ہے وہ واقعی ولی اللہ خاتون ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ماں جی پھر کمرے میں داخل ہوئیں اور مجھے دم کی ہوئی چادر دیکر ہدایت کی کہ یہ مریضہ پر ڈال دیں اللہ رحم کرے گا۔ اگر چہ مجھے چادر لے کر اہلیہ کے پاس جانے کی جلدی تھی لیکن ساتھ ہی ماں جی کے حضور سے اُٹھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ کافی وقت گزارنے کے

بعد بادلِ نخواستہ اٹھا اور اجازت چاہی۔ ماں جی نے بہت سی دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ بہن اختر پہلے ہی اجازت لیکر اپنے گھر چلی جا چکی تھی۔ میں اکیلا ہی وہاں سے چل پڑا۔ جب میں حضرت قاضی محمد حسنؒ کے روضے کے سامنے پہنچا تو دلی کیفیت پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو چکی تھی سامنے تقریباً ایک ڈیڑھ فرلانگ پر روضہ تھا اور میں کھیتوں کی منڈیروں (بنے بنے) چل رہا تھا۔ فاتحہ پڑھتا جاتا تھا۔ تھوڑی دور جاتا اور پھر پہلی جگہ پر واپس آ جاتا۔ اسی آمد و رفت میں بہت دیر گزر گئی۔ مجھے مکمل یقین ہو چکا تھا کہ اب میری اہلیہ کی بیماری دُور ہو جائے گی۔ قلب پر ایک سرور کی کیفیت طاری تھی۔ وہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ اسی حالت میں قاضی صاحبؒ کو مخاطب کر کے نہ جانے اُردو اور فارسی زبان میں کتنے شعر کہے۔ افسوس کہ وہ سب حافظہ سے محو ہو چکے ہیں۔

عصر کے وقت اہلیہ کے پاس ہسپتال میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اسی طرح پڑی ہوئی ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگی آپ نے بہت دیر کر دی ہے۔ آپ کے جانے کے تین چار گھنٹے بعد میری حالت پہلے سے قدرے بہتر ہے اب مجھے یقین ہے کہ میں انشاءاللہ ٹھیک ہو جاؤں گی۔ میں نے فوراً وہ چادر اس پر ڈال دی اور خود بازار میں دودھ لینے کے لیے نکل پڑا۔ میں ہر روز رات کو دودھ اور ڈبل روٹی لا کر رکھ دیتا تھا کہ شاید وہ کسی وقت مانگ لے۔ اگرچہ صبح تک وہ چیزیں یونہی پڑی رہتیں۔ ایک دو نوالے میں لے لیتا اور باقی ڈبل روٹی اور دودھ کسی دوسرے مریض کو دے دیتا۔ میں جان بوجھ کر اِدھر اُدھر گھومتا رہا کہ اہلیہ ذرا آرام کر لے تو جاؤں گا۔ نماز مغرب کے کچھ دیر بعد میں پہنچا تو دیکھا کہ اہلیہ چادر لئے بدستور پڑی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے چہرے سے چادر ہٹائی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ پسینے سے شرابور ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگی کہ آپ کے جانے کے بعد میں سو گئی تھی، خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ مجھ پر پھیرا اور کہا کہ انشاءاللہ اب تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ دیکھ لیں میرا بخار اُتر گیا ہے اور اب میں ٹھیک ہوں۔ مجھے بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ تھوڑا سا دودھ اور ڈبل روٹی دیں۔ چنانچہ اس نے ڈبل روٹی

کا ایک پیس کھایا اور تھوڑا سا دودھ پیا۔ صبح ہوئی تو اس کی حالت بہت بہتر تھی۔ جب ڈاکٹر صاحب دیکھنے کے لیئے آئے تو اسے بہتر حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ تھوڑی دیر میں بہت سے دوسرے ڈاکٹر صاحبان بھی کمرے میں داخل ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی مریضہ ٹھیک ہو گئی ہے۔ تین چار دنوں کے اندر ہی ہسپتال سے چھٹی مل گئی اور میں اہلیہ کو گھر لے آیا۔

اس حیرت انگیز واقعہ کے بعد مجھے قائل ہونا پڑا کہ واقعی دنیا میں ایسے درویش لوگ ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہونگے جن سے خلقِ خدا کو فیض پہنچتا ہے۔

آٹھ دس ماہ پہلے مجھے میرے دفتر کے ایک ساتھی برادر عزیز راجہ محمد شریف صاحب نے بتایا کہ وہ صاحبزادہ صاحب سے نسبت رکھتے ہیں اور ان کے اخلاقِ کریمانہ کی بہت تعریف کی۔ تو میں نے یہ واقعہ ان سے عرض کیا۔ وہ اس بات سے بہت متاثر ہوئے اور فرمائش کی کہ میں یہ واقعہ اپنے الفاظ میں انہیں تحریر کر دوں۔ چنانچہ میں نے اُن کی فرمائش پر یہ واقعہ تحریر کر دیا ہے۔ ورنہ اس واقعہ جیسے نہ جانے اور کتنے واقعات گزرے ہوں گے۔ کیونکہ کہ ولی اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا ہوتا ہے اور انہیں اپنی مخلوق کی خدمت کا فریضہ سونپا ہوتا ہے۔ وہ ہر آن مخلوقِ خدا کی بھلائی سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فیض سے مستفیض کرتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

حضرت قاضی محمد حسنؒ کی اہلیہ محترمہ کے ہاں دوسروں کے لیئے محبت کا جذبہ بڑی شدت کے ساتھ موجود تھا۔ آپ کے ہاں دوسروں کی خیر خواہی کا جذبہ تھا۔ اخلاص کی دولت موجود تھی۔ آپ کے ہاں دوسروں کے مال و دولت، اُن کی شہرت اور ان کی مادی سطح پر بلند معیار زندگی کو بھی اہمیت نہیں دی گئی گویا آپ کو اللہ تعالیٰ نے شانِ استغناء مرحمت فرما رکھی تھی۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا، آپ کے ہاں ذکر اللہ کی کثرت تھی۔ جس کے نتیجے میں آپ کو تبتل اِلی اللہ کی کیفیت بھی

حاصل تھی۔ آپ کے ہاں تعلق باللہ دیگر ہر قسم کے تعلقات پر غالب تھا۔ آپ اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کی قائل تھی اور اس پر عامل تھیں۔ یہی تعلیم آپ دوسروں کو بھی دیا کرتی تھیں کہ مصائب و آلام میں مبتلاء ہو جانے کی صورت میں گھبرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کیا کرو کیونکہ وہ نِعْمَ الْوَكِيل ہے، بہترین کارساز ہے۔ آپ کو صبر کی دولت بھی میسر تھی اور آپ اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی صبر کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔ آپ کے ہاں اَلصَّبْرُ عَلَی الْمُصِیبَۃِ بھی تھا۔ آپ کو زندگی میں دکھوں، تکلیفوں، پریشانیوں، فاقوں اور دوسروں کی جانب سے زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے ہمیشہ صبر سے کام لیا اور ربِّ کریم کی رضاء کے آگے ہمیشہ ہی سرِ تسلیم خم کیا۔ آپ کو اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ کی دولت بھی اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمار کھی تھی وہ اس طرح کہ تقاضائے شر پر صبر کیا جائے۔ آپ نے زندگی بھر اپنے اللہ پاک کی رضاء مندی کی خاطر ہمیشہ خیر کو شر پر ترجیح دی۔ آپ کو اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَۃِ کی خیرات بھی ودیعت ہوئی تھی۔ آپ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ ہر حال میں طاعات و عبادات پر مداومت تھی۔ آپ کی جانب سے ترغیب بھی یہی ہوتی تھی کہ طاعات و عبادات کا جو سلسلہ شروع کیا جائے، پھر اُسے چھوڑا نہ جائے۔ آپ کا نکتہ نظر یہ تھا کہ جب بھی کسی کی جانب سے کوئی زیادتی ہوتی ہے تو اس میں بھی ہمارا کوئی نہ کوئی نفع ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں نہ تو شکوہ و شکایت کی راہ اپنانی چاہیے اور نہ ہی انتقامی کاروائیوں میں الجھنا چاہیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو **هَجْرَانِ جَمِيل** (یعنی خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جانا) جیسا پسندیدہ رویہ بھی عطاء فرمار کھا تھا۔ دراصل جسے اپنے اللہ تعالیٰ کی **رفاقت** مل جاتی ہے، اس کے پاس اتنا فالتو وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ مخلوق کے ساتھ الجھتا رہے۔ اگر کسی کی جانب سے زیادتی ہو جائے تو ایسا شخص معاملہ اپنے مولا کے سپرد کر دیا کرتا ہے۔

آپ معرفت کا ایک بے کنار سمندر اپنے سینے کے اندر لیے ہوئے تھیں۔ لیکن کمال خاموشی اور صبر و ضبط سے کام لیتی رہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا، خود ظاہری دکھوں اور بیماریوں سے پُر زندگی گزارتے ہوئے بھی آپ اپنے پاس آنے والوں کو فیضان کی، رحمتوں کی،

دعاؤں کی اور سکون کی خیرات بانٹتی رہیں۔ انسانیت کی خدمت آپ کا مقصدِ زندگی تھا۔ آپ کا دن رات دوسروں کی سلامتی کے لیے دعائیں کرنا، ان کے دکھوں کی وجہ سے آپ کا اضطراب میں مبتلا ہو جانا، سارے معاملات کی درستی کے باوجود حق بندگی یوں ادا کرنا کہ عذابِ قبر اور عذابِ دوزخ کا ذکر کرتے رہنا، ان عذابوں سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہنا، ایمان پر خاتمہ کی دولت حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے رہنا اور دوسروں کو بھی ایسی ہی ترغیب فراہم کرتے رہنا غرضیکہ آپ کی کس کس ادا کا، کس کس صفت کا ذکر کیا جائے۔

انہی صفاتِ جمیلہ کو اپنے دامن میں سمیٹ کر آپ 23 ذی قعدہ 1419ھ بمطابق 12 مارچ 1999ء بروز بدھ بوقت نمازِ مغرب اس جہانِ فانی سے تشریف لے گئیں۔ آپ کی تدفین قاضی محمد حسنؒ کے روضہ اقدس کے برآمدے میں شرقی جانب کو عمل میں لائی گئی۔ آپ کی نمازِ جنازہ

حضرت عزت شاہ وارثیؒ سے روایت ہے کہ حضرت قاضی محمد حسنؒ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ سکھوئی شریف سے حضرت قاضی محمد یوسفؒ آپ کو اپنے ہمراہ حضرت سلطان باھوؒ کے دربار شریف لے گئے۔ اس وقت کے سجادہ نشین حضرت امیر سلطانؒ نے دربار شریف میں آپ کو ساتھ لے جا کر دعا فرمائی۔ اللہ پاک نے یہ دعا قبول فرمائی اور شادی کے چودہ برس بعد آپؒ کے ہاں اولاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپؒ کے دو بڑے بیٹے قاضی محمد عابد حسین اور قاضی محمد اشفاق حضرت سلطان باھوؒ کی اولادِ پاک میں سے حضرت حبیب سلطانؒ سے بیعت تھے۔ جب کہ حضرت کی اہلیہ محترمہ، آپ کی دونوں بیٹیاں اور آپ کے بیٹے قاضی نسیم احمد اور قاضی رئیس احمد حضرت سلطان العارفین کی اولاد ہی میں سے حضرت حافظ محمد فیض سلطانؒ سے بیعت ہیں۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس گھرانے میں ایک جانب حضرت حافظ فیض سلطانؒ کی وساطت سے سلسلۂ طریقت کے حوالے سے بارگاہِ غوثیت کا فیضان چل رہا ہے تو دوسری جانب آپ کے خانوادۂ سلطان العارفینؒ کا فرد ہونے کی بنا پر حضرت سلطان باھوؒ کی بارگاہِ عالی کا خصوصی فیضان بھی چل رہا ہے۔

حضرت قاضی صاحبؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے قاضی رئیس احمد کو حضرت حافظ محمد فیض سلطانؒ نے 4-اپریل 1983ء کو بیعت میں لیا اور پہلی ہی نشست میں خلافت بھی عطا فرما دی۔ شہزادہ غوث اعظم حضرت پیر سید محمد انور شاہ گیلانی قادری نے 14 ستمبر 2003ء کو آپ کو قادریہ رزاقیہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، منصوریہ اور قلندریہ میں خلافت عطا فرمائی۔ بعد ازاں حافظ فیض سلطانؒ کے صاحبزادہ حضرت محمد نجیب سلطان نے بھی 25-اکتوبر، 2003ء کو سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا فرما دی۔ حضرت فیض سلطان کا سلسلۂ طریقت حضرت سیدنا محمد جمال الدینؒ کی وساطت سے حضرت غوث اعظمؒ تک جا پہنچتا ہے۔
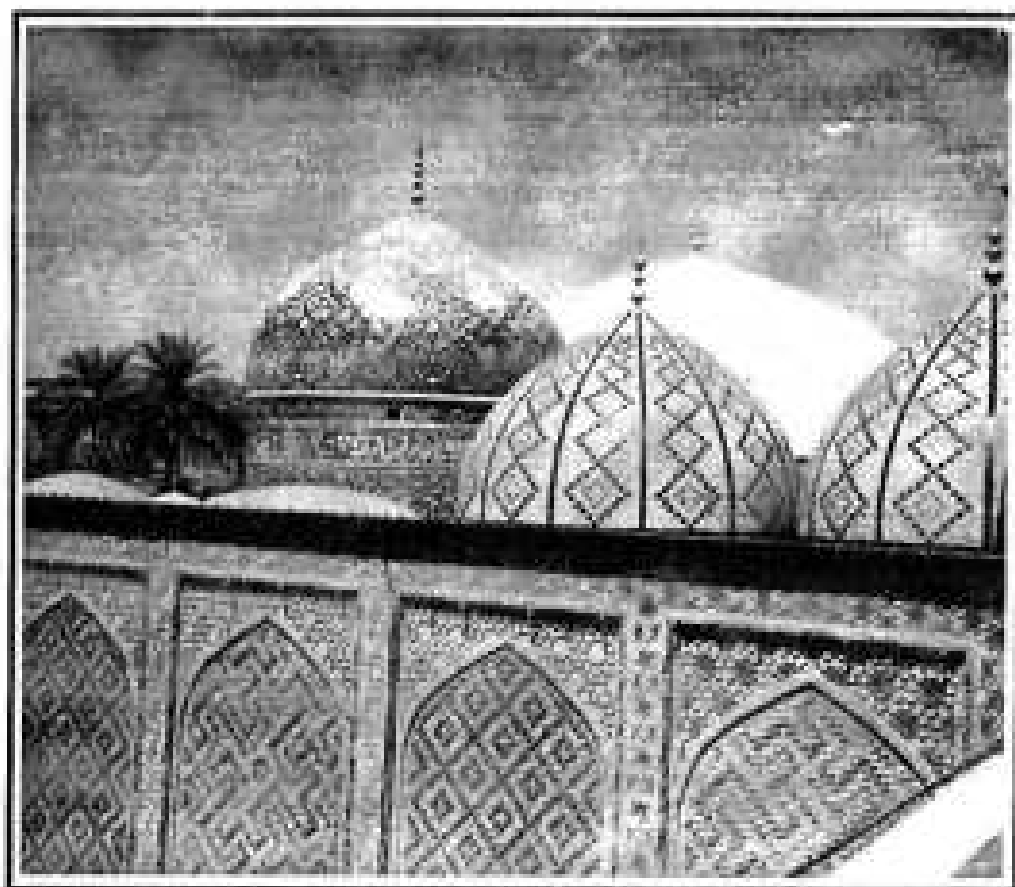
مزار مبارک حضرت غوث اعظمؒ

حضرت قاضی محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

معلومات سال ولادت، عمر شریف اور سال وصال

سال ولادت 1906 (عیسوی)
بہ الفاظ بحساب ابجد "زینِ خورشید طریقت"

سال ولادت 1324 (ہجری)
بہ الفاظ بحساب ابجد "سطوتِ فقر و عرفانِ نبی"

عُمر شریف 77 سال (بحساب سن عیسوی)
بہ الفاظ بحساب ابجد "یا نبی" "اللہ ھو" "جہادِ دین"

سال وصال 1404 (ہجری)
بہ الفاظ بحساب ابجد
"مسعود شہر طریقت"
"عاشق خیر الانام"
"حسن و جمال ریاض صدق"
"صاحب بستان معرفت"
"درخشاں محفلِ زندگی"
"قاضی محمد حسن، مہر و ماہ آگہی"

سال وصال 1983 (عیسوی)
بہ الفاظ بحساب ابجد
"جمال سراپا فیض طریقت"
"نیر فیض بخش ہدا"

طارق سلطانپوری

قاضیان نامہ

بہ مناسبت چاپ و نشرِ دو کتاب مستطاب اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف و تحفۂ قادریہ

جام مِی برلب بنوش از اولیای قاضیان — مست و شادان در طریق اوصیای قاضیان

عشق حق در دل شده روشنگر نور خدا — قاضی عرفان محمد رهنمای قاضیان

جلوۂ حق وعظمت در دلش رخشان شده — آمده رخشندگی صلح و صفای قاضیان

کاشف احوال و آثار و تحول می کند — قاضی ما این رئیس احمدنوای قاضیان

قاضی احمد قادری را داده نور معرفت — چون که باشد محور پیک و صدای قاضیان

در قضاوت هرکس پیمانگر حرف وفا — این بود عهد محبت از وفای قاضیان

محیی‌دین قادری، قاضی امیر کاروان — شهسوار عاشقی شد خاک پای قاضیان

یکّه تاز دشت معنی، عارف عشق اَلست — سبزه زاران بهار و دلربای قاضیان

قاضی احمد جی نظامی چشتی عرفان حق — مشعل راه حقیقت دلگشای قاضیان

تحفۂ مِهر و وفا از قادری مطبوع شد — واقف راز خدا و هم جدای قاضیان

قاضی حُسنِ عمل آمد محمد قادری — آن که همنام حسن شمس الضحای قاضیان

این رئیس احمد محمد قادری شیخ الشیوخ — دوحۂ علم واَدب بدرالدّجای قاضیان

افتخار احمدکہ باشد حافظ قرآن حق — همدل دانا رئیس احمد فدای قاضیان

درکه ڈھوک قاضیان تخت پری گلشن شده — چون روات از پندی آمد خاک جای قاضیان

یک دل و یکسان ببین جمله مرید قاضیان — لنگر ڈھوک قاضیان شیرین ادای قاضیان

بلبلان نغمه سرایند وگلستان خوش گوار — رهرو راه وفا حرف دعای قاضیان

دلگشا این آستان عالیه سلطانیه — قادریه از رئیس احمد عطای قاضیان

کوشش این افتخار احمد شده سرمشق ما — او که در سیر و سفر شد همنوای قاضیان

تحفهٔ نور خدا از قادری گوهر نشان   افتخار احمد زده نقش وفای قاضیان

شهرک ڈهوک قاضیان شد محفل شعر وسخن   هر گلستان جلوه گاه اولیای قاضیان

در حروف ابجد آمد جمله تاریخ کتاب   شاعر شیرین سخن در راستای قاضیان

«بحر عرفان قادریه تحفه» آمد دلگشا (۱۴۲۴ه ق)   هم به تاریخ دیگر هجری نمای قاضیان

«بوستان گل قادریه تحفه» تاریخ آمده (۱۳۸۲ه ش)   این به هجری شمسی آمد از صدای قاضیان

«قادریه تحفه فرزند قمر طلعت» بود (۲۰۰۳م)   گوهر آسای صداقت التفات قاضیان

«قادریه تحفهٔ آثار فتح» مطبوع شد (۲۰۰۳م)   افتخار احمد که باشد رهنمای قاضیان

«صبح نوروز اولیای ڈهوک قاضیان» تاریخدان (۱۴۲۴ه ق)   هجرت پاک محمد(ص) شد هوای قاضیان

«اولیای قاضیان ڈهوک کارساز بی نیاز» (۱۴۲۴ه ق)   مردم مومن همه در التقای قاضیان

«جلوه گاه انوار ڈهوک قاضیان اولیا» (۱۳۸۲ه ش)   آزمایشگاه عشق حق شفای قاضیان

«مسکن مألوف اولیای ڈهوک قاضیان» (۱۳۸۲ه ش)   ساکن درگاه عرفان بیت العطای قاضیان

«قاضیان اولیای ڈهوک کاخ دلفروز» (۲۰۰۳م)   چشمهٔ جوشان بدان هر آشنای قاضیان

«شرح شوق اولیای قاضیان ڈهوک دار» (۲۰۰۳م)   رشتهٔ محکم شده در حلق وثنای قاضیان

من همی خوانم دعا و تو همی آمین بگو   نورحق، قرآن حق، فیض ضیای قاضیان

روز و شب باشد «رها» نغمه سرای عاشقان   گلشن فارسی بخوان یاهوی و های قاضیان

سرودهٔ:- ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رہا"

ڈائریکٹر "گنج بخش لائبریری"

مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد۔

("منہاج فیض حضور" 2003 عیسوی)

("تذکرہ اولیائے خدا" 2003 عیسوی)

کتاب ایمان پرور ہے یہ بے شک
رئیس احمد کا ہے یہ معتبر کار
حقیقت آشنا ہے خود بھی، اس نے
حقیقت کا کیا ہے خوب اظہار
مشرف فیض باہُو سے وہ خوش بخت
نمائندہ اخبار کرم گار
معاون افتخار احمد ہے اُس کا
کتب تحریر کیں جس نے لگاتار
انہیں ہم داد دیں بھرپور طارق
وہ تحسین و ستائش کے ہیں حق دار
کتاب خوب کا سال اشاعت
کہا ہے، "دلنواز اذکار ابرار"

1424

ارمغان نیاز منجانب "سگ باب پاک شہ بغداد" (1424 ہجری)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

"مظہرِ اخیارِ طیبہ" 1983 (عیسوی)

قاضی محمد حسن قادری (قطعہ تاریخ سالِ وصال)

نہیں محروم فیضِ اہلِ حق سے — جہانِ آب و گِل کا کوئی گوشہ

یہ ارضِ پاک یہ خوش بخت دھرتی — خدا و مصطفیٰ ﷺ کا ہے عطیہ

ضیائے فقر و نورِ عشق سے ہے — مزین اس وطن کا چپہ چپہ

قریب و دور سے موجود اس میں — کسی مردِ خدا کا آستانہ

یہیں ہے مرکزِ حق "قادیاں ڈھوک" — جہاں تھا جلوہ گر وہ حق کا بندہ

فرشتوں کی طرح تھی روح اس کی — حسین و حق نما تھا جس کا چہرہ

محبّ و عاشقِ محبوبِ یزداں — کلامِ پاک کا شیدا و والہ

خدا کی یاد اس کا مایۂ زیست — ولائے مصطفیٰ ﷺ اس کا اثاثہ

عزیز از جاں درود و نعت اس کو — یہی اس کا پسندیدہ وظیفہ

بہ ہر حالت عمل پیرائے سنت — اطاعت کیش سلطانِ مدینہ

نشانِ عظمتِ اسلاف لاریب — وہ نقشِ احتشامِ فقرِ زندہ

دکھایا عمر بھر خلقِ خدا کو — صداقت، راستی، نیکی کا رستہ

وجود اس کا زمانے کی سعادت — خدا کا تھا وہ عبدِ برگزیدہ

سحابِ لطفِ حق اس کی لحد پر — بحقِ مصطفیٰ ﷺ برسے ہمیشہ

وصالِ قادری "قاضی حسن" کا

کہا سن "مظہرِ اخیارِ طیبہ"

1983

طارقؔ سلطانپوری

کتاب اولیائے ڈھوک قاضیاں پر
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ کے تاثرات

زیرِ نظر کتاب اولیائے ڈھوک قاضیاں کا ایک مختصر سا تذکرہ ہے۔ عرصہ دراز سے اہل محبت و عقیدت کی یہ آرزو تھی کہ اس مرکز سے تعلق رکھنے والے بزرگوں پر کچھ لکھا جانا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان نفوسِ قدسیہ کی زندگیوں اور ان کے مشن سے شناسائی حاصل ہو نیز مستقبل میں آنے والی نسلیں بھی رہنمائی حاصل کر سکیں۔ میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ جناب حافظ افتخار احمد قادری نے یہ سعادت عظیم حاصل کرنے کا بیڑا اٹھایا اور شب و روز کی محنت شاقہ کے بعد اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

ڈھوک قاضیاں کے مرکزِ اولیاء کے حوالے سے یہ پہلی کوشش ہے جو ہر ممکن حد تک اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ کسی مصنوعی اور من گھڑت روایات پر مشتمل نہ ہو۔ زیادہ توجہ اس امر پر مرکوز کی گئی ہے کہ تذکرے کو افسانوی رنگ نہ دیا جائے بلکہ بزرگوں کے اصل مقصدِ زندگی کو اجاگر کیا جائے تاکہ دورِ جدید کے انسان تک یہ بات پہنچائی جا سکے کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے؟ حقیقی صوفیاء کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور یہ لوگ معاشرے کی تعمیر میں کتنا اہم کردار ادا کرتے ہیں؟

محترم حافظ صاحب ہم سب کے بالخصوص اراکین بزمِ غلامانِ غوث اعظم کے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک انتہائی اہم کام کی بنیاد ڈال دی ہے۔ اب ہم اولیائے ڈھوک قاضیاں کے عقیدت مندوں کا فرض بنتا ہے کہ میدان میں آئیں اور اس شعبے میں مزید کام کریں تاکہ ہمارے بزرگوں کا ایک ضخیم سا تذکرہ وجود میں آ سکے جو آئندہ آنے والی نسلوں کے سامنے ان اکابر کی پوری تاریخ موجود ہو اور وہ ان قدسی صفات شخصیات سے کماحقہ شناسا بھی ہو سکیں اور ان سے فیضان بھی حاصل کر سکیں۔

قاضی رئیس احمد قادری

آستانہ عالیہ قادریہ ڈھوک قاضیاں

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کا شجرۂ طریقت (قادریہ)
حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ
سیدنا حضرت علیؓ
حضرت خواجہ حسن بصریؒ
حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ
حضرت خواجہ داؤد طائیؒ
حضرت معروف کرخیؒ
حضرت سری سقطیؒ
حضرت جنید بغدادیؒ
حضرت ابوبکر شبلیؒ
حضرت خواجہ عبدالواحد تمیمیؒ
حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ
حضرت شیخ ابوالحسن ہکاریؒ
حضرت شیخ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ
حضرت اخوند عبدالغفور سیدو باباؒ
حضرت قاضی احمدؒ
حضرت قاضی غلام محی الدینؒ
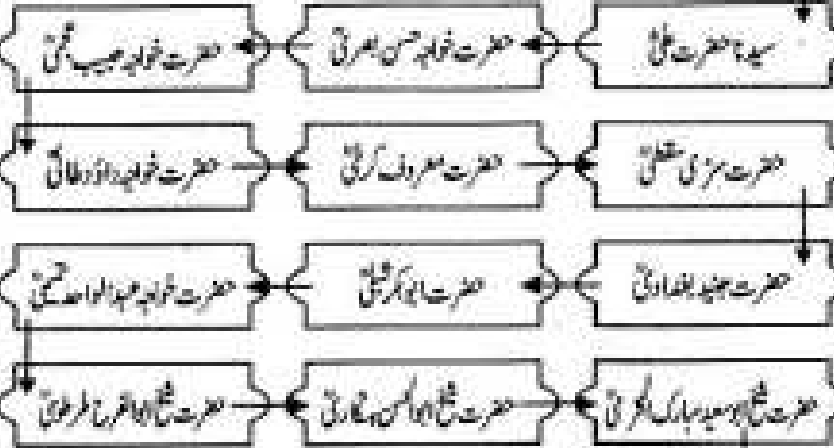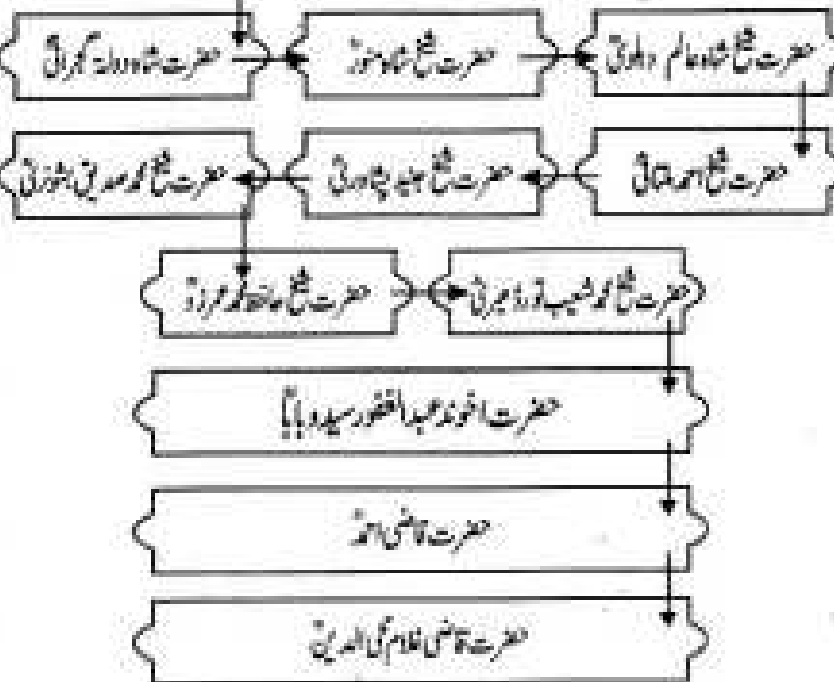
حضرت قاضی احمد جیؒ کا شجرۂ طریقت (چشتیہ نظامیہ)
حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ
سیدنا علیؓ
خواجہ حسن بصریؒ
خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ
خواجہ حذیفہ مرعشیؒ
سید ابراہیم بن ادہم بلخیؒ
خواجہ فضیل بن عیاضؒ
خواجہ ابی ہبیرہ بصریؒ
خواجہ ممشاد دینوریؒ
خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ
خواجہ ابو یوسف چشتیؒ
خواجہ ابو محمد بن احمد چشتیؒ
خواجہ عثمان ہارونیؒ
خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ
خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ
خواجہ کمال الدینؒ
خواجہ سراج الدینؒ
شیخ علم الدینؒ
شیخ محمود راجنؒ
شیخ جمال الدین جمنؒ
شیخ حسن محمدؒ
شیخ محمدؒ
شیخ یحییٰ مدنیؒ
شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ
خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ
خواجہ نور محمد مہارویؒ
خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ
خواجہ محمد شمس الدین سیالویؒ
حضرت قاضی احمد جیؒ

قاضی رئیس احمد کے مرشد
حضرت حافظ محمد فیض سلطانؒ کا شجرۂ نسب
حضرت بازید محمدؒ
حضرت سلطان العارفین سلطان محمد باہوؒ
حضرت سلطان ولی محمدؒ
حضرت سلطان محمد حسینؒ
حضرت حافظ سلطان محمدؒ
حضرت سلطان غلام باہوؒ
حضرت حافظ صالح محمدؒ
حضرت حاجی سلطان نور احمدؒ
حضرت حاجی محمد امیر سلطانؒ
حضرت حافظ محمد فیض سلطانؒ
حضرت صاحبزادہ محمد نجیب سلطانؒ

شجرۂ طریقت (سلسلۂ قادریہ)
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سیدنا حضرت علی
سیدنا امام حسین
14 ستمبر 2003ء
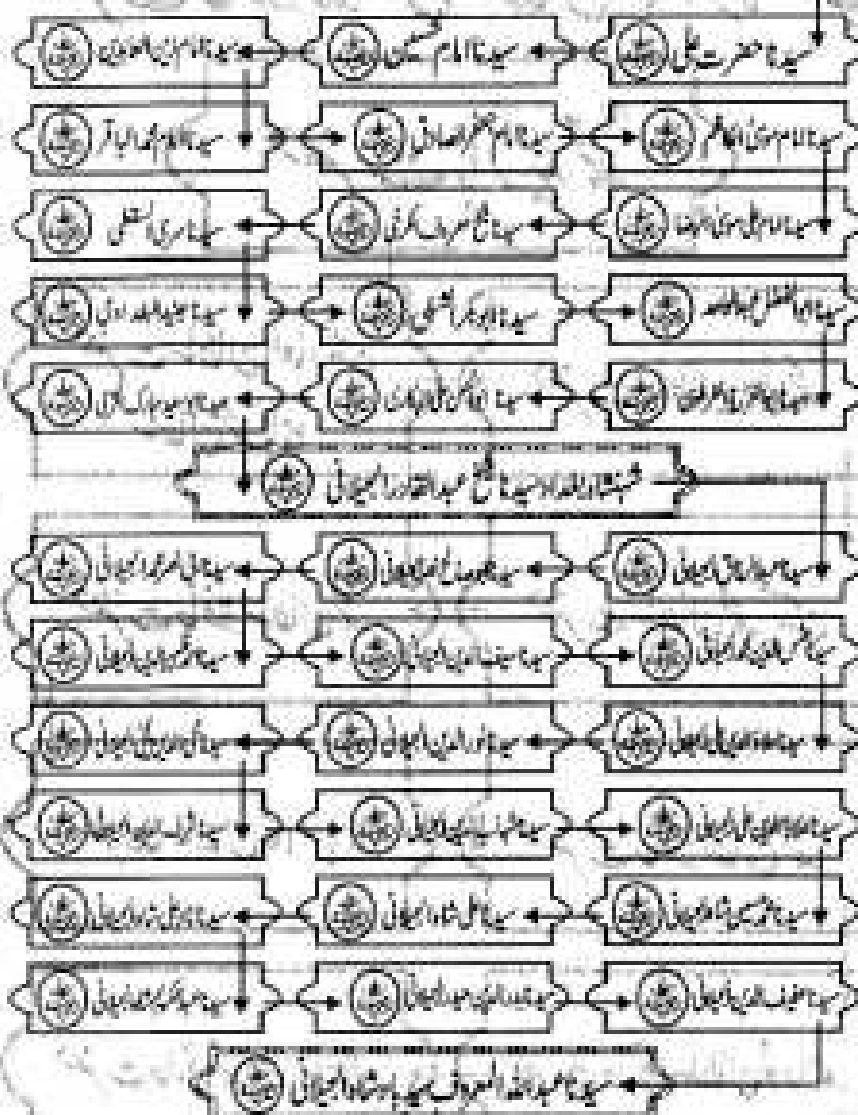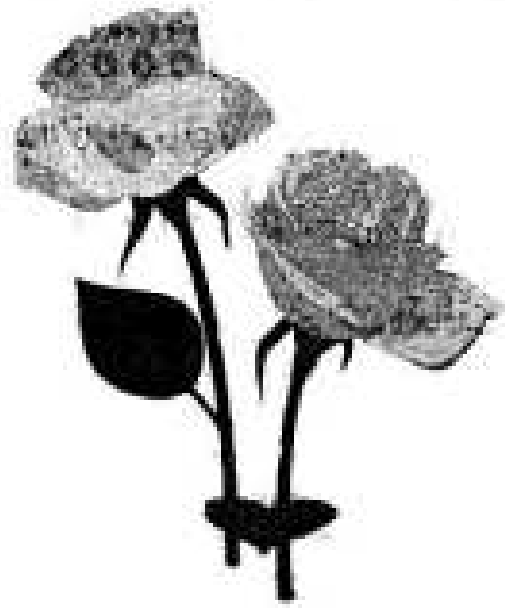
آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ

ڈھوک قاضیاں شریف میں سالانہ محافل

☆ محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ محفل حمد ونعت

☆ عرس سیدنا شیخ عبدالقادر الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ عرس حضرت قاضی محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ محفل ایصال ثواب برائے والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا

(محفل ایصال ثواب برائے والدہ ماجدہ حضرت قاضی رئیس احمد)

مُرتب کتاب ہذا افتخار احمد حافظ قادری کی بلادِ اسلامیہ کے آٹھ ممالک

(حجاز مقدس / عراق / شام / ایران / افغانستان / ترکی / اردن / پاکستان)

میں مقاماتِ مقدسہ پر آٹھ کتب کا تعارف

نام کتاب	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
زیاراتِ مقدسہ	248	7	88
سفر ایران و افغانستان	296	28	61
دیارِ حبیب ﷺ	300	51	60
سرزمین انبیاء و اولیاء	112	--	212
زیاراتِ اولیائے پاکستان	112	--	212
سرکار غوث اعظمؒ	256	2	37
زیاراتِ شام	112	--	120
شہر رسول ﷺ	112	60	61
میزان	1548	148	851

(نوٹ):- ہر کتاب کا ہدیہ مبلغ -/250 روپے ہے لیکن آٹھ کتب کا مکمل سیٹ خصوصی رعایت کے ساتھ
مبلغ -/1600 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ملنے کا پتہ:-

افتخار احمد حافظ قادری

999/A-6 گلی نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔ فون: 5510854

مسجد سیدنا عثمان غنیؓ (ڈھوک قاضیاں شریف کی قدیم ترین مسجد)

مزارِ پُر انوار حضرت قاضی احمد قادریؒ

بیرونی و اندرونی مناظر مزارات مبارکہ
حضرت قاضی غلام محی الدینؒ و حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامیؒ

تبرکاتِ مبارکہ حضرت قاضی غلام محی الدینؒ
و حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامیؒ

شبیہ مبارک حضرت قاضی غلام محی الدینؒ

شبیہ مبارک حضرت قاضی احمد دین چشتی نظامیؒ

بیرونی منظر مزار مبارک تاجدار ڈھوک قاضیاں شریف حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

مرکزِ تجلیاتِ عشق و عرفان حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

ڈھوک قاضیاں شریف

مزار مبارک والدہ محترمہ حضرت قاضی رئیس احمد قادری

تبرکاتِ مبارکہ پیکرِ صدق و صفا حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

چند قلمی نسخہ جات اور قادریہ سلطانیہ
لائبریری کا ایک عمومی منظر

مجسمہ صدق و صداقت حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

کتاب دوست و کتاب شناس سجادہ نشین آستانہ ڈھوک قاضیاں شریف حضرت قاضی رئیس احمد قادری

یا قادر

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب مستطاب فیض انتساب در کمالات مقبول بارگاہ صمد
مصدر فیوضات حضرت احد حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین حاجی
عبداللہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از تصنیف لطیف شاعر فصیح البیان منشی الٰہی بخش صاحب المرحوم

تحفہ قادریہ

حسب ارشاد فیض بنیاد واقف راز خفی و جلی قاضی صاحب قطب حقی احمد جی صاحب
چشتی النظامی السلیمانی الحیدری و جناب فقیر محمد و سید محمد صاحبان تاجران
کتب شہر تخت پڑی ڈاکخانہ ریوات ضلع راولپنڈی۔ ملک پنجاب
باہتمام خاکپائے درویشان غلام احمد خان بریان مترجم کتب

مسلم پریس دہلی میں خلیفہ طبع سے مجلی ہوئی

ایک صدی قبل شائع ہونے والی کتاب "تحفہ قادریہ" کا پہلا صفحہ

حمد باری تعالیٰ

بے حد حمد حمید نُوں آکھاں اوہ سب حمداں والی
کُن تھیں چودہ طبق بنائے، ہور ہر شے نالو نالی

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کوئی مثل نہ اُوس دے اوہ بیچون و بیچگونی
ذات صفات اوس سبھ تھیں بالا بے شبہ تے بے نمونی

بن خلق الو ریڈ تے کرو عقیدہ جیوں آپ اُس نے فرمایا
وچ قرآن کمال حویدا جیوں ظاہر کر سکھلایا

نہ کھاندا نہ پیندا ہر گز اُتے نہ سوندا نہ بہندا
ربّ شش جہاتوں خالی ایہہ تے نہ فکراں وچ رہندا

صفت اُوس دی بے انت نیاری سمجھا وچ نہ آوے
اوہ ہر جیو تائیں رزق دیندہ کبھی خالی کوئی نہ جاوے

بعضیاں وچ ہوا دے دیندا تے بعضیاں وچ دریاواں
ہور کیڑے پتھر اندر روزی دیندا ہر جیو تھاواں

کچھو مچھ سمندر اندر کتنے لکھ کروڑاں
جیون کھاون رزق خدا دا سبھی کُل طیور تے ہوراں

اِنس زاد جن و بھوت پریتا ربّ ہر ہر روزی دیندا
اُوہ رزقوں کوئی نہ خالی چھوڑے جو لکھیا سو دیندا

ہک مشرق طرف ملک سعیدا اللہ پاک بنایا
اُوس ملک وچ خالص متقی ربّ ہر ہک بندہ پایا

ہک ذرّہ عیب اونہاں تھیں ظاہر تھیوا کدی نہ ہوسی
کیونکہ پے نام شیطان دا او نہاں نہ سیکھا خلل نہ پوسی
اوہ کھاندا نون رزق خدادا دائم تے دم دم یاد کریندے
سارے دین نیوڑے اندر بھی شغل ہمیش دہریندے

باب دربیان نعت سرور دو جہان ﷺ

پاک محمد ﷺ سرور عالم اوہ سرور دوہاں جہانان
رب پاک محمدؐ تائیں دتا لولاک خطاب خزانان
یعنے ایہ فرقان مجید جو ربّدے طرفوں آیاہ
جو کجھ ہویا جو کجھ ہوسی رب ظاہر کر سکھایا
پاک محمدؐ مرسل خاتمہ وچ مرسل ختم رسولان
نوروں نور جدا رب کیتا بھی نوروں ایہ مقبولان
یعنی خواہش جنابِ الٰہی از نور تجمہ ہوون پایا
مہرِ نبوّت اسدے تائیں ربّ ودّی شان دوہایا
جد حشر نشر دا ویلا ہوسی سبھ نفسی نفسی کہسی
کل پیغمبر غوث ولی جو وچہ نفسی چال جو رہسی
تدوں پاک محمدؐ سرور عالم آء وچہ میدان کہلوسی
امتی امتی آکھ پکارے ہیبت ذرا نہ لوسی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایہ ایسا مرد قرارے والا پاک محمدؐ جانو
رکھو صدق جو دین اسدے تے دل کر فکر سیانو

اول سرور ختم نبیاں وچ روز قیامت بھاری
کل امت نوں طرف جنت دے چھوڑے جا سی ساری

باقی ہور پیغمبر کرسن شفاعت بعد تہاندے
سبھ غوث ولی ابدال شہید بھی کرسن بعد انہاندے

ہور شفاعتاں بہتیاں ہوسن میں ساریاں لکھاں ناہیں
کیونجے طول کتاب ہو جاندی بھاری لوکاں تائیں

صلے اللہ علیہ وسلم آکھاں سرور عالم تائیں
آل اتے اصحاباں یاراں ساریاں حمد ثنائیں

جے میں لکھ سونہاندے ہوون جیباں لکھ کروڑیں
نعت نبی دی تم نہووے جے سو وریاں جوڑیں

رب چوداں طبق محمدؐ خاطر استقبال نوں پائے
تاں قلم قیامت استقبالی رہے ہر شی سیس نیوائے

جاں گذر قیامت پچھے رہسی تاں ہوسن استقبالی
ہر شے پیش قدمیں کرے طواف دوالی

چار یار نبی دے پیارے چارے عالی شان
ابوبکرؓ تے عمرؓ عثمانؓ چوتھا علیؓ پہچان

میں قرباں چوہاں دے اتوں پر اول یار صدیقؓ
بعد عمرؓ وہ بعد عثمانؓ فر جتے علیؓ رفیق

باب در صفت غوث اعظم قدس سرہ

از نسل امام حسن دے وچون اک ہویا مرد جو پیدا
اتے عبدالقادر نام جو اوس دا وچ بغداد ہویدا

اوہ پیر پیراں پیر حضرت میران معاف کرے تقصیران
اوتر تائیں سوئر کردا اتے شاد کرے دلگیران

جام عرفانی حوض کوثر تھیں پیتا اوسنے پانی
وچہ وحدت بحر عمیقی غوطہ ماریا اوسے جانی

ہے اوہ ساقی دوہاں جہانان ہر اک وچ نگہبانی
جہتی الفت بہت محبت پہلیں رکھدا سرّ نہ فانی

جھنڈا اوسدا روز قیامت ہوسی جان آشکارا
کل میدان حشر دے اندر ہوسی تس چمکارا

ایہ جھنڈے نزد نبی دے ہوسی جھنڈا تسدا جانان
کیونجہ ایہ مقبول رسولی مقبل خاص پچھانان

کرے شفاعت مریدان اوتے جہڑے اہل اسلامی
جو شرک بدعت دے نال آلودہ پرسش ذرا نہ حامی

کیون جے شاہ جیلانی آپون فرمایا ایہ فرمان
جے کو باہر دین اسلاموں فرقہ اوہ شیطان

یا ہجون کلے پاک نبی دے کوئی جنت ہو نہ پاسی
اوتھے وچہ میدان قیامت لکھ افسوسان کہاسی

حضرت میران لامع تجلی بادشاہی سرتاج
دھوسا وجدا ہر ہر طرف چوہدین طبقین راج

ہرشے اندر ہیبت اسدی تے ہر شے خوف رکھیندی
پر جسون آپ اللہ سجایا صفت نہ ہر گز تھیندی

صیقل کردی جتھ جو اوسدے رب تعالیٰ دتی
جو کچھ چاہے سوئیو ہووے اکسیر بناوے مٹی

سہنس ہزاران نیل پدم جو رحمت اوس تے ہووے
جس وِل مہر محبت شفقت کردا غم نہ پووے

مین عاجز یا پیر میران جی تیتن دربار سوالی
دروان دکہان آکایا میتون لو کچھ سار سنبھالی

◆······◆◆······◆◆······◆◆······◆◆······◆

باب در بیان مدح جناب حاجی عبداللہ قدس سرہ

آہ ساقی خاص دیوان حضوری بھر بھر دیہ پیالا
خاص شراب اوس جام عرفانون پاتوان راز سوکہالا

تون دیوان جناب میران دا جناب حاجی عبداللہ
مقبل وچہ دربار جیلانی پہنچن تینون رحمت اللہ

اے ساقی تون زندہ ہر دم متویا ہر گز نائین
دیہ یک جام شراب جو مستی ہو تون دور بلائین

اسان پکّ یقین بترے تے ڈاہڈا جناب حاجی عبداللہ
کیوں جے وچ حدیث نبی دے موت ناہین ولی اللہ

آساقی ہُن دیر نہ کرنی جان لبان پہ آئی
ہر طرف مین رات سیاہی دیہ مینون روشنائی

اے ساقی تون وچ زمیتان دِسدا مینون آفتابی
ہر جا روشن آئینہ تیرا روشن وڈہ مہتابی

چمکے نور ستارا تیرا تے شعلے نور لاہوتی
تون جڑیا اندر سلک توحیدی جیون لڑیاں وچ موتی

مست شراب اجالا نورون دیہ گھٹ پیوان جیوان
جے مست کرے اوہ دل میرے تون وچہ خاص حیاتی جیوان

شجرہ نسب

از نسل جو شاہ عباس دے کولون جناب حاجی عبداللہ
شاہ عباس جو شیر علی دا بیٹا ہے ولی اللہ

یہ عالی زادہ اہل قریشی جناب حاجی عبداللہ
لکھ لکھ برکت تے تس رحمت کولون رحمت اللہ

مَیں ایہ نعت دیوان صاحب دی کیتی دلون بجانو
جی خاصان عامان معلم ہووے ظاہر راز سیانو

پہلے شیر خدا دا ظاہر باطن عالی راز حزین
حضرت علی بہادر تاے صفت موصوف معین

کیکچھ شان انہاندا آکھان جس چودان طبق اٹھائی
ہور مار کفار فناہ جو کیتس خاکو نال ملائی

خیبر مار فتح تس کیتا سے دین اسلام ودھایا
چودان طبقاں وچ مشہور عالی ہمت پایا

جیتھے نظر علی دی پوندے شمشیر اوتھائیں جاوے
ایسا تیز تجربہ قوت کہران مارو نہ جاوے

ہک وڈا قد مریلا کافر شاہ علی تے آئیا
کتی حملے شاہ علی جو سر کافر دا لاھیا

یا علی ہن مدد تیری کجھ میں ول کرنی یاری
مین عاجز عاصی شہد غریبی ہویا بہت لاچاری

نفس شیطان اساڈی اوتے آنون غصہ قطاران
کجھ کرو علاج از جام شجاعت ایہ پانون خلل ہزاران

شاہ عباس گلباس دیوانگن چھل گلباسی کھریا
وچہ بخش شجاعت عالی ہمت کدہین قدم نہ ٹھہریا

حضرت شاہ شہاب الدین موج جھینوین دریائے
جدھر مہر کرم تھین کروا غیر نہ رہندا جائے

شاہ محمد عالی رتبہ روشن وڈہ آفتابون
سے کو نام انہاندا سیوسے پاوے اجر جنابون

تس پچھے شیخ نجیب الدین جو ہویا شاہ ولایت
پایا فیض عواماں تائیں از جلوہ نور ہدایت
مسلم شاہ از نور تجربہ وچ نور لاہوت سمایا
شیخ عرب جو بعد انہاندے نوروں نور سوہایا
شیخ کاظم وچ بحر لاہوتی سر چکے علق الٰہی
بواسحاق شامی تس پچھے پائی بے پروائی
قطب شاہ وچہ سلک طریقت صاحب عین صفائی
جدہر نظر کرم دی کردا دیوے ذات طلائی
شیخ نامے جو رسم گرامی قاضی ستو سعید
سیف زبان تے شعلہ نوری عالی قدر مجید
فر حاجی حمیدالدین جو ہویا جیونکر پھل گلابی
خشبوناک جہان تجربہ روشن وِدہ آفتابی
قاسم شاہ جو بعد انہاں تھیں جام عرفانی پیتا
تس کل عواماں خاصاں تائیں پچھیں روشن جلوہ کیتا
بدرالدین وچ محو طریقت سلک طریقت پائی
حسام الدین جو بعد انہاندے تار توحید بجائی
اسمٰعیل ذبیح اللہ جیوں جان کیتی قربانی
اندر راہ جو ترک تجریدی فصل کہلا رحمانی
شیخ ولی الدین فر وین نقارہ چوٹ دو وتی لائی
کل جہان جو روشن کیتس ولدے نال صفائی

عماد الدّین فر بعد انہاندے روشن جلوہ پایا
ست آسمان تے ست زمینان خارج لنگھ سمایا

نہال الدین جیون شمع نورانی تیز ہویا چمکارا
ہر ہر جائی نور منوّر وچ نور لاہوت ستارا

جناب حاجی عبداللہ صاحب از نور منوّر ہویا
کچھ عقل تے فکر قیاس نہ پہونچے کت جا وچ کھلویا

ٹھاٹھ جو بحر توحید دے اندر ڈیرا اُسنے لایا
ذات با ذات آمیز مراتب عالی ہمت پایا

صاحب فیض حضوری رتبہ منظوری کدی نہ دوری
صیقل نظرے نظر دے تائین دیوے نظر معموری

کامل اکمل ولی مکمل وچہ فکر حضور نورانی
تجلی خاص تجلی سیتی وچہ فرحت عیش ربّانی

چڑھیا بام بلندی اوسے جناب عبداللہ نوری
چمکیا وانگ آفتاب وسے اوتون نور جناب حضوری

کیا حاجت مہتاب آفتابی رکھنے قدم آگیری
جتھے نور توحید ربانی ہوندی تو بہتیری

سِرّ اسراران اندر وڑیا کجھ بھید نہ پایا جاوے
جدہر ویکھان اودہرے حاضر عبداللہ اسم سماوے

تحت فوق سہ چار چوفیرے وچ نظر تجربہ آوے
جناب حاجی عبداللہ سندا مکھو جبین من بھاوے

یک بار دیہاڑی روضے وچہوں لاٹ یک نظری آئی
روضہ کُل دیوان حاجی دا سبھ نور ہو نور ہویا ئی

فرکیّین ہزاران ہور تجلّی نکلیاں اوسدے نوروں
زمیاں تے آسمان نہ خالی واہ واہ قرب حضوروں

یک تخت تجلا ہیبت والا سر میرے تے آوے
چھتری وانگ کھلو شتابی آوے تے مڑ جاوے

واہ واہ عجب نورانی شعلہ کجھ صفت نہ کیتی جاوے
فیر پچھاہاں پرت روضے دے اندر وچ سماوے

کیا ہن نعت کرے ایہہ عاجز عقلوں فکر بعیدی
شان حاجی عبداللہ سندا عالی قدر مجیدی

جناب عبدالعزیز جو نامی صاحب فیض کمالی
نظر اکسیر تاثیر ہدایت صاحب خوب خصالی

حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب ولی بہادر نامی
بیٹا فضل اللہ دا اُس تے صاحب فیض گرامی

شیخ محمد اولیاء صاحب عالیشان حضوری
محمد شفیع جنہاں نال الٰہی واصل با منظوری

محمد ضیاء مہتاب دسے وانگن روشن جلوہ عالی
محمد فضیل شمع دسے وانگن ظاہر حال کمالی

محمد ناصر بدل وانگن جیونکر مینہ بہاری
ورہیا جنہاں دے وچ تازہ فیض دیوے بسیاری

یا الٰہی بخش اساتون تے فضلوں دیہہ مرادان
کدے نہ ہوواں سرد کداہین اندر حال نہ شادان

احمد علی وچہ ذکر الٰہی فضل جو استون اللہ
غلام شاہ دا شان نہ معلم واللہ اعلم واللہ

کیونجہ ایتھے فضل تمامان مدت سہتان والی
جامعہ خاص جو مسند اوتھے اسدا راز سنبھالی

ساعت بساعت روز بروزے دونا ہوندا جاوے
کیا میں نعت کریواں اسدے کجہ حد شمار نہ آوے

باب در بیان حضرت دیوان حضوری قدس سرہ

راوی جو اخباران والے ہین ایہ روایت کروے
اٹھاران بیٹے شاہ علی دے ہوئے فکر ایہ دہروے
حق سچ فکر اونہاندا جانان جہڑے کرن روایت
صحیح روایت اٹھارہ بیٹے واہ واہ قول کفایت

اسپر اونہان بیٹیان وچوں جہڑے چار میں آکہاں
ام البنین جنہیں پیدا ہوئے دل تیرے تے راکہاں
اول جعفر دوم عثمان سوم عبداللہ جانے
چوتھا حضرت شاہ عباس بچہ دلوں پچھانے

جناب حاجی عبداللہ صاحب از نسل جو شاہ عباسوں
جیونکر پیچھے لکھیا جانے تس دا قرب اگاسوں

خوب خصال وچہ زہد ریاضت حضرت شاہ عباس
روز تمام تدریس دے اندر رھندا فکر قیاس

فر ادھی رات تلقین توجہ وچہ خرچ مریدان کردا
ہور باقی نصف جو وچ عبادت ورد وظائف پڑھدا

تس باجھ قیلولہ کدے نہ کیتی نیندر ہر گز جانی
ایسا ولی مکمل کامل مومن دلوں پچھانی

از روز بلوغ تاں وقت وفات صائم قائم رہیا
ہکا وقت طعام معین تھے عالی درجہ لہیاء

پہ اوڑک کوچ نقارہ سر تے وجدا دینہ تے رات
اس آوازے ہیبت کولوں سہہ کچھ ہوئی مات

الموت حق آنون ہاری پائی تس وفات
اس دار فناہ تھیں وچہ بقا دے گیا عالی ذات

سن ستونجہ (5 7) تاریخ جو ہجری باہر مول نہ ذرہ
قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون تنجھو یار مقرۃ

بیٹا شاہ عباس دا حضرت شاہ شہاب الدین
وچہ شریعت سالم غانم صاحب عین یقین

ہو وچ طریقت ثبت ایہائی روشن بدر ہلال
تقویٰ زہد ریاضت اندر وچ قاطع نفس سبھال

جد وچہ ریاضت پکا ہویا اوہ صاحب ارشاد
غالب سکر بیہوشی اوس تے آئے گنج مراد

استغراق تمام دے اندر ہویا استغراقی
صاحب عین صفائی والا چلن گئی غمناکی

موتوا قبل ان تموتوا کولوں اگیرے تکھ کہلوتا
فکر خیال نہ رہیس ہستی جتھوں ست سلک پروتا

اکدن شیخ شہاب الدّین طرف مسیتے آئیا
نال امام نماز گذارن قدم مبارک پائیا

جان نیت امام کہلوتا اولیٰ کہہ تکبیر
شیخ صاحب جو وچہ جماعتا رلیا سُن تقریر

جان اللہ اکبر وچہ رکوعے گیا آکھ امام
شیخ بھی وچ رکوئی نالے ہور تمام

سبحان فر سمع اللہ کہیا پونتھے وچ سجود
شیخ صاحب جو وچہ رکوعے رہیا ثبت ورود

سمیت امام جان کل نمازی منگ دعائیں چلے
ایہ اونوین وچ رکوع کہلوتا ذرّہ قدم نہ ہلے

ایہا سکر جو طاری ہویا اسدے اوتھے جانو
راوی کہن تک رات دیہاڑی اونوین رہیا پچھانو

وچ خیل خوارق آذان یگانہ طوفان جو نوح نبی اللہ
دنیان بے ثبات دیوسے نظر جو اس ولی اللہ

ہور گھمیر گھیران انت نہ کائی عقل نہ رہی جائی
تس ہکا عقل بوصل وصالت دوجا عمیر نہ پائی

ایہ اوسدا اوہ تسدا بنیا ایہ اوہ ذُرل ہِل خاصا
ولا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکارا مت کر جانو ہاسا

یعنی وچہ قرآن مجیدے رب صاحب فرمایا
نماز معاف جو اس منزل تئیں لاوسے ڈیرا پایا

اسدی کُل نماز جو ہوئی واہا خداوند نال
واصل باللہ اجہا منزل فناہ فی اللہ سن حال

ایہ دنیاں فانی اوڑک جانی ہوسی سبھ فنا
رہسی ناہیں ہر گز کوئی باجھوں ذات بقاء

ہن ویلا وقت وِہایا سارا غروب ہویا آفتابی
سنہ تاریخ اٹھتر ہجری واصل طرف جنابی

بعد اس شاہ محمد ہویا خلف الرشید شہاب الدین
راہ نماہ کل عالمیان وا صاحب اہل یقین

بلند مقام تھے حاوی خاص تاں کل عوام
اہل ارشاد ہدایت والا موصوف با زہد مقام

تارک حرص و ہوا نفسانی دنیاں کولوں دور
محو دریا ڈوگ دے اندر اوہ عالی مسرور

بعضیں وقتیں ایہ رباعی کہندا عاشق زار
مین وہین ہندوی بولی اندر رباعی کران شمار

ایہ دنیاں جاہ خوشیدی ناہیں منہ عقبیٰ دل آن
جے اوہ کھیسی ایہ خود ناہیں کروا امتحان

پر دنیاں خوشی جو عملاں سیتی عمل ناہیں برباد
اسیروتش جو کل رباعی کھندا اہل ارشاد

کیتیں ہزاران طالب اسدے صاحب اہل ہدایت
دریاتواں ندیاں موجاں وانگن پایا علم کفایت

اوڑک باد سموے آئی ورق درختوں ریزہ
چڑیا فیر ویساکہ مبارک ہویا فیر آمیزہ

اکتو دو جو ہجری سنہ برابر ہج تیاری
مذکورہ دی حدۃ معیّن بنجو اے دلدار کی

پوری ہکسو دوہان اندر ستے باہر کجھ نہ ذرّہ
ہمیشاں تائیں پھل چمن دا اوڑک سفر مقرہ

فر بعد محمد شاہ دے ہویا یک عالی قدر بلندہ
مجیب الدین جو اسم تسدا ایہ اوسدا فرزندہ

اہل ریاضت تقویٰ زہدی صاحب اہل علوم
اسنے حاوی وچ فروع اصول توکل سے معصوم

نشان جہان بلند مقام از دنیاں بے نیاز
وچہ مشائخ ذوالاحترام اوہ عالی ممتاز

مجیب الدین وچ عمر ضعیفی ضعف ضعیف الحال
اوٹھن بہن نہ طاقت ذرہ بنجو کران مقال

جوش کرے جان اسم اللہ تپا وانگ تنور
ادھی رات نوافل سیتی رہے کھلو حضور

فر تھوڑی دیر تہجد پڑھدا اوتویں اوٹھ کھلووے
وہ بعد تہجد ورد وظائف کروا رہے نہ سووے

اجیراں وقت طلوع دا ظاہر یعنی وقت صباح
چڑھدی فجر نماز جو وقتی کردان اوہ فلاح

دریاتواندیاں سوچاں وانگن اندر ہمت کاری
وقت بوقتے شغل نہ زائل کروا سُن دلداری

فر آخر حدہ معیّن جھڑی اوہ حد پوری ہوئی
حدہ معیّن قضا نہ تھیندی دیکھ رہیا ہر کوئی

بھتے ہکسو (۱۴۷) ستالیہ ہجری سنہ کمال
قرب قریب شتابی ہویا طرفہ ذوالجلال

اوڑک جا آرام دی ناہیں ایہ دنیا گھر فانی
نام فناہ تے فانی اوڑک سمجھو اے دلجانی

زمیاں تے آسمان نہ رہسن نہ کچھ ہور سرشتہ
آدم ذات نہ رہسی کوئی ہور نہ کوئی جن فرشتہ

قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون پائی تس وفات
مسلم شاہ جو بیٹا اُسدا رہیا عالی ذات

ایہ وچ خانوادے شاہ عباس ہویا وانگن پھلان
نمونا اوصاف جو اُسدا ظاہر ملکان اندر تھلان

طالب خاص درست اعتقادے اودے جھوڑی ساری
اہل صفاتی صاحب باطن وچہ درگاہ پیاری

صاحب علم حلیمی والا مسلم شاہ حضوری
وچہ زہد ریاضت عبادت سچی مسلم شاہ منظوری

اس بھتی عمر زیارۃ ولیاں خرچ کیتی سُن بھائی
ہور خاص مقابر ولیاں اوتھے جاوے نال صفائی

روز تمام جو طالب علمان علم سکھاوے جانی
علم فقہ تفسیر حدیث چالل در دل ما نی

فر اَدّھے راتی توڑیں رہندا تلقین مریدان اندر
دیوے جذب عشق دے طرفوں جیجو کر ٹھاٹھ سمندر

ہر روز جمعہ جو بعد نمازاں تاں جو وقت عصر دے
وچ امر معروف تے وعظ نصیحت لوکان فیض اثر دے

خلق کثیر جو اسدے طرفوں پایا بھیت نہانی
ظاہر باطن علموں روشن عالی مرد حقانی
خوش خصلت وچ ملک عرب دے بہت ہویا آشکارا
ہور سلک طریقت اندر محکم طرف جانب پیارا
ایہ دنیاں باغ خزاں دا ایہنے باد خزاں جلد آوے
دیر نہ لاوے توڑ لیجاوے خاکو نال ملاوے
جلدے سفر شاہ مسلم والا ہویا اے دل جانی
سن ہجری جو دو سی (۲۰۰) کہ کریا مرد حقانی
بخت بلند جو مسلم شاہ دا کہ بیٹا اہل حضوری
شیخ عرب جو ناواں اوسدے پچھے ایہ منظوری
صاحب زہد ریاضت والا بہت بلند ستارا
ظاہر باطن کل علم جہیں روشن اسنوں سارا
صاحب اہل شریعت فاضل خاص طریقت سچی
شکر جذب وچ عشق محبت کچھ حد شمار نہ اچی
قناعت صبر توکل اندر نہ کوئی اوس زمانی
حضرت شیخ عرب دے جیہا ہجو یار یگانی
خلق کثیر جو اسدے طرفوں پایا فیض گھنیرا
کیونجی بام بلندی اُوتی ہویا اس دا ڈیرا
جد عمر تمام اوڑک نوں پونتی خلقاں کرے وصیت
خاصاں عاماں سبھناں تائیں موافق علم نصیحت
کم کرناں جو رب نوں بھاوے بدی نہ ہر گز کرنی
کرناں حکم قرآنی اوتی دل غیر کلام نہ دہرنی

کھلو مجھے وچ قیامت لیکھا ہوسی سہمان اوتے
ایہ دنیاں فانی کوچ نقارہ تے نہ رہو غافل ستے

ایہ غفلت پڑدا مار کھڑیندا وچ دوہین جہان سیاہی
من کان فی ہذہ اعمیٰ و ہو فی الاخرۃ اعمیٰ کہو ایدل راہی

جو اس جہان ضلالت اندر پھاتھا وچ گمراہی
اوتوین اوتھے وچ قیامت دے قرآن گواہی

شیخ عرب جان کل نصیحت کیتی تم تمام
اچھان دینہ غروب دے اوتھے بیٹھا عالی نام

چھٹے روح تجلی تسلیمی پائی حس وفات
دو سی تی پنجونجہ (۲۵۵) ہجری سنہ عالی ذات صفات

بیٹا شیخ عرب دا پچھے شیخ کاظم ولی مکمل
نہایت سخی سخاوت اندر عالی خاص تجمل

مسافر تے مسکین جو عاجز وچہ مسیتے آوے
یا وچ مسافر خانے کوئی ہر یک نان پہنچاوے

ہر دینہ رات طعام کشادہ دیوے خبران رکھے
باجھ مہمان نہ عادت اوسدے رج طعام نہ چکھے

مٹھے نال زبانان دیوے ہر یک تائیں روٹی
تقسیم برابر فرق نہ ذرہ کیا کھٹے کیا موٹی

یا کوئی سائل قدروں زائد خواہش کرے بسیاری
ان مکین ویندا اوسدے تائیں روہ نکروا عاری

سخی تائیں وچ ہر دو عالم رتبہ عالی آیا
کیونجی حاتم سخی سخاوت عزت حرمت پایا

توڑے وچ عبادت اللہ دم راسخ قدم شوقی
پرکل ریاضت پیش مقدم خوشحالی دل مضبوطی
جیونکر سعدی شیخ شیرازیؒ کردا ہے فرمان
دل تازہ افضل الف رکعتوں ہر فاضل منزل جان
السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقا پاک نبیؐ فرمایا
سخی حبیب خدادا جانے توڑی فاسق پایا
والبخیل عدواللہ ولو کان زاہدا سرورؐ دا فرمان
بخیل ہمیشاں دشمن رب دا توڑی زہد بیان
گنج ایہ دنیاں کوئی چار دیہاڑے اکثر خاک سمانان
گنج کا علم دی ہوئی تیاری اوڑک لدۃ سدھانان
ترسو یک جو ہجری سنہ۳۰۱ پائی تس وفات
بواسحاق شامی تس پچھے بیٹا عالی ذات
ٹکڑے عمر جو شوق خدا دا اسدے قلب سمایا
تس علم تصوف بہتا پڑھیا ستے علم عرضیۃ پایا
خاص شرافت پائی کرامت ولی بہادر نامی
ولایت موروثی رکھدا ہمت بواسحاق جو شامی
زہد ورع ستے تقویٰ اندر تس ساری عمر گذاری
قیام پذیرے وچ شام ملک دے ہویا اوہ دلداری
کتنیں ہزاراں فیض جو پایا اوسدے کولوں جانو
لفظ شامی وچہ اسم معلق ایہ ہن فکر سیانو
قیام پذیرے جان شام دے اندر ہویا عالی نام
اِت سیتوں شامی لفظ سمجیا لوکاں عام

اول عمر سفر دے اندر رہیا سیل کریندا
باقی عمر جو شام ولایت ختم تمام ہویدا
راوی کہے ایہ غزل ہمیشاں کہندا بواسحاق
بھتیاں لوکاں سمجھا اندر آئے باتفاق

غزل

بیا اے دل دے از ہستی خود ترک ہوا کن
میفگن چشم بر صورت نظر در عین معنی کن
قلندی چون نظر در عین معنی بعدازان ایدل
جو عنقا از سر عزت بقاف فقر ماوا کن
زچاک سینہ ہر دم صد نوائے درد دل بشنو
بدین قانون محبت ترک بزم اہل دنیا کن
چون زین دار فنا قصد سفر سوئے دگر داری
چرا غافل نشینی اے دل اسبابش مہیا کن
بصد خون جگر درزیر زان کش توسن نفس است
بدنیا زاد راحل گیر و قصد راہ عقبی کن
پس آنگہ بر سر کوئے فنا نہ پائے استغنا
وجودش خویش را گم در شہود نور مولی کن

موت نقارہ وجدا ہر دم عمر تمام آ ہوئی
بواسحاق شامی دی جانی ولدے اندر سوئی

کلمہ کہے زبان شریفوں سن دے لوک کھیرے
جان بحق تسلیم جو ہوئی جا اصلی ستے ڈیرے

ترسیو باٹھ سنہ ۳۶۲ جو ہجری پائی تس وفات
قطب شاہ جو بیٹا اوسدا رہیا نیک صفات

ایہ عالی ہمت طاعت اندر وچ زہد ریاضت جائی
صاحب ہمین صفائی والا طریقت حال پچھانی

تس برزخ ذاتی اسم خدا دے ولدے وچ سمائے
اتے کار ہواہ نفسانی جھڑی ستہا مار ونجائے

وچ ملک طریقت قائم آہا صاحب فیض حضوری
بھتیاں پایا فیض جو اتھیں وچ درگاہ منظوری

ایہہ موت ہمیشاں سرتے ظاہر رنگ مریدی
لرزہ کھدان آسمان زمیناں پیالہ اجل چکھیندی

غروب آفتاب ابر دے اندر قطب شاہ دا ہویا
صد چار جو ہجری ۴۰۰ برابر وچہ تم تمام کہلویا

لکھے درہان سے عمر کسیدی تان پچھین ہوی فوت
توڑے درہان چار ہزاران تان ملی اسکی موت

عزرائیل با حکم الٰہی قبض کریندا جانان
جیوں جیوں امر الٰہی ہوندا حکم تیویں ورتانان

کل پیغمبر مرسل خاصے از دنیاں لڈہ سدھائے
کون کوئی ہور دنیاں اندر محکم تکیہ لائے

قطب شاہ دا بیٹا بچے نامی عالی ذات
محمد سعید جو قاضی لقب صاحب نیک صفات

شاغل ذکر الٰہی اندر ہر دینہ راتیں رہندا
ایسا شوق تجربہ اسنوں نہ سوندا نہ بہندا

ہور صبر صبوری اندر قائم صاحب فیض حضوری
بھیجیاں لوکاں فیض جو اتھیں پایا در دل نوری

پردہ گلی غفلت والا تس خلقاں مارونجایا
اتی آپوں محو وچ بحر توحیدی عزت حرمت پایا

صاحب مین با مین دے تائیں رل مل ہکا بنیا
وچ علم شریعت علم تصوف رہیا بنیا تنیا

بھیجیاں قاضیاں مشکل مسئلہ اتھیں روشن پایا
محمد سعید تے قاضی لقب تائیں راز بنایا

تس روشن خاص شریعت کیتی عدالت صحی کریندا
حق والے نوں حق سپُردہ تے باطل رڈہ دہریندا

جبروت لاہوت تھیں لنگھ سدھایا حاجت نہ ملکوتی
فنا فی اللہ وچ ذات الٰہی کیا حاجت جبروتی

یک لاہوت تے دوم لاہوتی سیوم لاہوت اوتاہاں
محمد سعید آخر جذب تے باقی ہور پچھاہاں

نظر افلاک جھاندی سوئی تھاں قرب سوایا
لگھے اوتھے دو ہین جہانی عالی جلوہ پایا

چل عاشق ہن اگیری چلیں فر یا ہور ماتان
کل نفس ذائقۃ الموت جیہکر وچ قرانان

تم تمام ہن اوڑک ویلا موت کریندی صوت
محمد سعید جو آخر ویلا ہویا جانے فوت

چار سو ہجری سن ۴۵۱ اکونجہ رحلت او نے کیتی
نور با نور پیوستہ ہویا جذب ارادت نیتی

ارادہ پاک جناب الٰہی سر پہ ہوندا اوتوین
کیونجے حکم جو غالب سبہ تے کیوں غفلت وچہ سوتوین

غلام نکا تے مولیٰ جاگے واہ واہ عجب تماشا
کیوں نہ وچ غفلت رج فقیرا خاک قطرہ ماشا

محمد سعید دا بیٹا پچھےؓ محمد کیف پچھا تو
خورد سال وچ زہد ریاضت کوشش کردا جاتو

عاشق للہ واصل باللہ فناء فی اللہ وچ فانی
نکڑی عمر علم تصوف سیکھیا اسنے جانی

محمد کیف جان حد بلوغت پہنا بالغ ہو یاہ
صفائی قلب از زہد ریاضت وچ کشف قلوب کھلوایا

پہیسے تنہائی بجن لگا تانجو تحت ثراہ
بیان ولادت ظاہر ہوتون اوسدے پیش جراہ

دل نہ لاوے آکھ سُناوے خلق تمیز ہوئی
واہ واہ پیر طریقت کامل آیا سن ہر کوئی

ہان مرادان فیض حضورون مشکل حل بناوے
قدم بوسی سبھ خلق کریندی ہر یک جلوہ پاوے

چمکیا نور لاہوت دا جانے مثجے اُسدے اپنتے
جاگ پوئے دل اونہان تائین قلب جنہاندے ستے

پر اوڑک عمر انہاندے پوتی کریا چھڈ جہان
بیجھو یک جو ہجری سنہ ۵۰ سمجھو یار بیان

محمد کیف دا بیٹا پچھے محمد حمید پچھان
نکڑی عمرا شوق از باطن ہویا تس عیان

ہور علم فقہ دا حاصل کیتس نالے نظم تمام
فضل خدا دا بہتا اتی ہویا عالی نام

زیارت حرمین مشرف ہویا فوائد وچ کبیر
فیوض تمام جو حاصل کیتس بنیا جیون اکسیر

بعد تمتع پایا واپس طرف وطن دے آیا
ایہہ ملک شام دے کولون فکرون دل اوٹھایا

سمیت قبائل کردا کردا غزنی اندر پوھنتا
اوتھے آہ سکونت پکڑی محکم فقر کہلوتا

محو ہویا وچہ شغل خدا دے ہستی کیتس دور
کل ہواء نفسانی جہڑی پل وچ کیتس چور

وچہ ریاضت پکا ہویا صاحب سلکِ طریق
مشاہدہ اتی مجاہدہ اندر وچ سخت قیام رفیق

آئینہ روشن باطن خاص چمکیا نور لاہوتی
صاحب فیض تی اہل حضوری وچہ لاہوت ثبوتی

ہویا تیز اوجالا نوروں جیوں کر نور درخشان
کیونجی اتی اسم خدا دا دل وچ وانگن نقشان

صاحب عین تے عین بعینی سبہ ذلت قلت دوری
جیونکر چمن آسمانی اندر دیوے جلوہ نوری

قاف تاں قاف جہان تمامی خالی جاہ نہ کوئی
تیتوین جلوہ اس ولی دا وچہ شمار نہ ہوئی

اپہر اوڑک غروب جو ہویا تسدا بجھ آفتاب
کتنی سالاں پچھے رخصت صاحب فیض جناب

سفر آخیر ستے واؤ خزاں دے پوہتی تسدے تاء۔
چھیو دو بجھ سنہ ۶۰۳ جو ہجری آہے وچ رضاء

قاسم شاہ جو بیٹا تسدا پچھے رہیا جان
صاحب علم علمی اندر جلوہ نور جہان

علموں روشن فتوا تسدا ملکاں اندر جاری
باطن علموں اہل ارشاد ہویا اے دلداری

احکام ارشاد وظائف نکلی محکم ثبت ثبوتی
ہور کدے نہ داخل نفس تسدا طرف خطا مضبوتی

بھنے وچہ خطائی ہر گز داخل کدے نہ ہویا
ہور بہت کرامت جو کچھ کہندا ہوندا جانی سویا

ایہ خاص مشائخ عظما ظاہر عالی جلوہ نوری
حصہ وافر لوکاں پایا انہیں با منظوری

چلن عاشق ہن چلن اوڑک زین اسپ تے پائی
ہو ہسوار اس دار فناہ تھیں تکیہ عقبی لائی

چھیو ہور پونجے۶۵۲ ہجری ہوئی خاص تیاری
قاسم شاہ دی سنو حقیقت تم تمام ایہ ساری

اے زاغ کیا کریں تماشا اندر اس چمن دے
ایہ باغ فانی کیا غوغا کردا ہور وچ حال اس دے

قاسم شاہ دا بیٹا رہیا بدرالدین جو روشن
وچ دین متین دے عالی ہمت صاحب عین جو گلشن

ہور محو جو ذات توحید دے اندر عالی ذات سلوکی
نظر افلاک تی خاص تجربہ وچ فرحت حال ملوکی

ہفت اقلیم جو سمجھا اندر باہر کچھ نہ ذرہ
کشف قلوب از نور منور نور و نور مقرہ

حصہ وافر لوکاں تائیں دتا اسنے جانو
پایا فیض جو بھتیاں لوکاں تسیھیں خوب سیانو

کہندی لولاک جو وقت نماشاں نیت نماز کہویا
فر وچہ سجودے روح تسدا بحق تسلیمی ہو یا

ست سو ۷۰۰ے ہجری سنہ ملاحظہ راوی کرن روایت
چلیا چھوڑ جہان فانی تون عالیشان ہدایت
بچے لوک تحیر ہوئے رخصت اسدے ولوں
ایہ کیا اٹھن چیت آسانتھے پچا تیر دون سلون
فر کفن نوہان گور جنازہ کیتی خوب تیاری
منزل گھر پوہچایا لوکان مُن میلا آخر واری
جنیدالدین جو بعد انہان دے بیٹا تس دا رہیا
وچ خاص شریعت اہل طریقت عالی درجہ رہیا
شہباز بلند پرواز حقیقت معرفت وچ شہودے
از وقت طفال تان یوم وصال ریاضت طرف معبودے
مجاہدہ اتے مشاہدہ کولون گذریا تکھے آ گیرے
قطرہ وچ سمندر لیا کون ہن کوئی نکھیڑے
اکثر شب وچ قبرستانی رات اس عمر گذاری
بہت عبادت وچ مشقت ایسا حال جو طاری
صوم افطار جو بچے وقتیں دانہ یک شعیرون
کردا اینوین دیہ نوشتہ حال پایا تقریرون
راوی واقف کرن جہان اکھیں ڈٹھا
دو تھیون وڈہ طعام نہ کھادا عمر تمام اس چھا
ہن پہنچی عمر با عہد موافق جو ہے عہد حقیقی
ست سو تے پنجاہ ۷۵۰ سنہ ہجری نکتہ ایہ تحقیقی

حسام الدین ہُن بیٹا اُسدا بچے رہیا معصوم
یاران باھران عمر انہاندی راوی کہے مفہوم

ایہ نال رفیقان ہم عمر جو رہندا من پرچاوے
لے ہمراہیاں باشیان بازان کرن شکاران جاوے

کوئی بہتی مدت ایوں گذری نال رفیقان رہتان
شکار اندر ہور تمسن کھیڈن نال ہمراہیا بہتاں

اک دیہہ نیت شکار کرن توں زین پائی شبدیزاں
پان جدائی وچ حیوانان کرسان ریزاں ریزاں

نال ہمراہی بہتی چلی جنگل طرف پہاڑاں
ہر ہر طرفا ہر ہک کڑکی موجاں وانگ بہاران

اتھن چیت حسام الدین فقیر ہک نظری آیا
صاحب حُسن سنے جلوہ نوری عالی ہمت پایا

آ ہُن تھن بدر دا چڑھیا آیان خشیان عیداں
حسام الدین بھین کول جو اوسدے آیا نال تاکیداں

کہیا فقیر حسام الدین جلدی آب پلاؤ
باجھوں پانی دتیاں آسانوں ہور نہ بات چلاؤ

حسام الدین با چست چلاکی یور شتاب دوڑایا
کوزہ بھر کے پانی سندا نال شتاب لیایا

اپہر پانی بہت دوڑادا اوتھوں آ ہا جانی
اس قوت نال جو اسپ ترکہا جلدی آندا پانی

کول فقیر دے عجب پیالہ کڈھیں پایا پانی
نہ جانان اکسیر اعظم ہے یا معجون روحانی
اوس قدر موافق پانی پیتا کجھ اندک پانی رہیا
وچ پیالی پیو ایہ پانی حسام الدین نون کہیا
حسام الدین اوہ جوٹھا اوسدا پانی ساجد پیتا
گئی کدورت دلدی اوتون صاف ہویا دل نیتا
دیکھو قدرت لا یزالی آن نصیبان ولیا
گیا آہا شکار کرن نون آپ شکار ہو چلیا
توبہ استغفار جو کیتی حسام الدین شتابی
پیش فقیر شکار دے طرفون ہُن رہسان چال بیتابی
بیتاب مراد سلوک دے اندر وچ سلک طریقت والی
پر جھنان نظر افلاک معلیٰ واہ واہ قرب کمالی
ہور چند وصیت خاص نصیحت کیتی اوس فقیر
ایہ اوہ دونوین راز مذکر کیا حاجت تقریر
چل عاشق ہن آ گیرے چلیے کر تون راز مذکور
جسجھین پیہے جو عامان لوکان آوے کجھ مقدور
اوہ پانی اہل نظر دا جوٹھا مؤیان زندہ کردا
وانگن آب شراب طہورا وچ حال سیرابی دہردا
حسام الدین اکسیر اعظم تھین بسم ہویا تر تھیوان
فقیرون رخصت لیکے مڑیا اسوار اوتی شبدیزان

ہک عجب رباعی ڈز زباتوں کہندا رہیا ہمیشان
صفت اوصاف توحید رباعی حال پایا درویشان

کہندا جدھر ویکھاں آوے نظر اندر لاوبالی
اوسدے باجھوں کوئی نہ ویکھاں عاشق راز سمالی

اس حد توڑیں رتبہ اسدا عقلوں فکروں باہر
ہن عہد برابر پورا ہویا ہر کوئی اتھیں ماہر

اٹھ سو پنج ۸۰۵ سنہ جو ہجری اسدے ہوئی تیاری
قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ہن میلا آخرواری

بعد تہاں ہک بیٹا رہیا محمد اسمٰعیل
بہت عبادت بہت ریاضت صاف ضمیر بے تمیل

محو طریقت محو حقیقت وچہ محو شریعت خاصا
مارے شعلہ جلوہ نوری از دنیاں مال بی راسا

ذرا نگاہ بر درم دیناران ہر گز کدی نہ رکھیتے
پھکہ لگنے تان نپژ روکھاں قوت برابر چکھیتے

وچہ قبرستان ستے جو بے ہلیے رہندا سر گروانی
اوس کدی ارادہ طرف آبادی رکھیا نہ دل جانی

جیکدی آدم نظری آوے نس پراہاں ویندا
وچ پہاڑاں بصرف ہکلا رہتوں یاد کریندا

جاں عہد موافق نیڑے دھکا کیس دلوں معاے
شتابی طرف کہیدی آیا اوہ عالی مخدومے

فر چند نصیحت بیٹے تائیں کیتن ولوں بجانو
ولی الدین جو بیٹا اوسدا عزت حرمت شانو

کیہے عزیزا رکھ دلے سنگے جو کجھ تیکوں دسان
نال حضور دلے دے تیں پڑ پڑل واگن وسان

جوہر خرید جو رب تعالیٰ عطاء آدم لے کیتا
برائے اوس کیفیت رتبہ حقیقت شے دل بیتاء

جیہکر ہے تس پاتویں چھیدی اندر حال وجودے
جسمانی خلعت روح انسانی وچ کار حکم معبودے

ایہ کہیا جوہر جو کتھوں آیا وہ فر کدہر جاسی
عدم با عدم آمیز شتابی وہ مڑ فیر نہ آسی

یعنی کیجا کل روانہ باہر کوئی نہ رہسی
توڑی حقیقت کار عوامان معلم حال نہ بہسی

ایہہ عقل فکر تہیں جاتے مقاموں لوڑ مقرہ
غرض آتواں از عدم سیاٹن وڈہ کلام نہ ذرہ

ایہ کل اعضاء جے آدم تائیں دتے رب تعالیٰ
برائی عبادت راز عدم دا کار موقوف سنبھالا

لیہر محمد رست دے تائیں وچ حاصل اس سعادت
وڈل تمام تے اثر عظیمی با کرم کریم عبادت

خلاصہ اوقات مصروف تحصیل جو آمور ضروری
عبادہ علمی کولوں عمل لوڑ کریں مسرورے

طفل بازی وچ عمر نہ جاوے ہوش لوڑیدا آگے
مت اختیار آخیر کے آوے قلم ربانی وگے

آج کیتا کل کاری آوے نہ کیتا تان خالی
پہلے چنگا اوہا جانی جو عملوں کار سبھالی

اتی روشنا بہت نصیحت کیتس بیٹی تائیں
فر پشمان کے بوسہ دیتس ولدے نال رضائیں

وت فر الوداع سبہ کولوں ہوئی جان تیاری
اٹھ سو پینسٹھ سنہ ۸۶۵ جو ہجری دیتس جان پیاری

ولی الدین جو بیٹا تسدا رہیا بزرگوار
واگن عاشق جو مذکورہ کیتس جان نثار

نصیحت باپ دی محکم پکڑی اسے نال یقین
دنیا ترک پراہاں کیتس عالی صاحب دین

تازہ باغ دماغ دا ہویا نال عبادت تکھی
دنیاں وہم اندیشہ دوری وادو رحمت دی جھلے

لگا چند و نصیحت سناؤں خاص عواماں تائیں
حضرت ولی الدین بہادر ہادی اہل صفائیں

حواس خمس تاثیر جسم دے دید شنید جو باقی
قالب ساتھ خمیر جو قالب اربع عناصر کافی

اس تھیں دکھ ہر چیز علیحدہ پاؤش قالب آئی
گرفتار انگے حواس جو خمسہ قاتل زہر ایہائی

گذر انہاں تھیں مہر محبت حلیمی کار جو وڑیا
دور غصہ جیون آپ حیاتی کڈہ پراہان کھڑیا
ہر یک تائیں تار زلف دے ویکھے کری نہ اوہلا
حضرت ولی الدین بہادر نور نورانی شعلا
عناصر اندر قالب ایہی تے قالب اندر ہستی
قالب قدرت حرکت دارد عاری خاک جان مستی
تسیں قطرہ از دریا آراست جسم ہا حال جدائی
کیونکہ خوشہ خرمن واگن باطل عیبت نہ پائی
اراست کذب تی اختلاطی کار بے خبر خبر تمامی
چنگا آراست آمیز بہتان گذرن نیک انجامی
دنیا فانی کوچ دیوے پر اندر مجھ تساڈے
میں خود بزرگ ہور آسافل کہندا مغز فساوے
دغا مہتر کہتر تائیں ایہہ فرق تاثیر جسم دے
باطل ہے بنیاد تساڈی جانجان فخر بی غمدے
جانجان آپتاں آپ نہ جانو کہتر اندر پھائی
تانتان باطل وہم تساڈا قید خلاص نہ آئی
جد فارغ تدہ ہوئی خلاصی نہ تاں حال جنجالی
کیونکہ حرص ہوا دے اندر آئی میل خیالی
تمام جہان با خواہش دلے دی خواہش دلے تھیں پیدا
جیون موج آدے دریاواں باہر تالوں نال ہویدا

یا جیون آتش باد فزونی غلبیوں باد تجربہ
فوق نقیضہ جدا نہ ہووے مجد مقین غلبہ

ای غافل منڈان سخن اساڈے عمل تساڈا آوے
تان گل خلاصی قید حرص تھیں جلوہ نور سماوے

اتے روشنا رمز سلوکی صریحا ولی الدین
دیکھے لوکان تائیں جانو ہوئی صاف یقین

اکثر چلنان چلن ہارے ایہہ سبھ دنیاء فانی
کوس رحیل جو ولی الدین بجیا اسے دل جانی

سنہ تاریخ جو نوں سے (۹۰۰) ہجری ہوئی خاص تیاری
قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ویس جان پیاری

ایہہ دنیاں باغ خزاندے اینہے ہر کوئی چلیا جاندا
جورہندا سبھ جاسی چلیا اوڑک طرف سماندا

ولی الدین دا بیٹا بچے علاوالدین بلندی
تس اول عمر سپاہی پیشہ دل ہتھیاراں بندی

غزنی اندر حاکم جو سا ایہہ نوکر اوسدے آگے
علاؤ الدین جو با ہتھیاراں حب دلے تے وگے

جدہر حکم کرے تس حاکم جاوے کم سواری
حسب الحکم کہلوتا خدمت اوس حاکم درباری

سبھا کم درست کریدا غزنی حاکم سندا
نمک حلال انجام پہچاوے حاکم پیش پسندا

تقدیر الٰہی مدۃ بعد وچ غزنی پیا فساد
حاکم غزنی اتے ہرات شور ملک بیداد

حاکم غزنی دو برادر آتش شور مچائی
آپس اندر جنگ لڑائی ڈاڈھے دھم دھمائی

اسی موجب علاؤ الدین نکلیا آہا جانے
سیت قبیلے غزنی وچوں عالی ہمت شانے

ٹریا خاص تیاری کر کے ہندوستان ولایت
جد پوہتا اندر جا چنیوٹ عالیشان ہدایت

اس راہ ملتانوں آنوڑیائیں سکونت اوتھے کیتی
سیت قبیلے لتھا اوتھے خاص ولیدے نیتی

ظاہر ہووے کل دے اوتے جو ایہ راز سناواں
مت کچھ فضل اساں تے ہووے اجر حضوروں پاواں

شاہ عباس تاں کرسیاں ست(۷) محمد کاظم توڑیں
اندر نجف اشرف تمامی رحلت واگ نہ موڑیں

وچ نجف اشرف دے اندر جمعیت شاہ علی دی
عبدالرحمٰن دے ہتھوں ہوئی موت اوس شاہ ولی دی

شہید ہویا سنہ چالی(۴۰) ہجری کوفے اندر جانی
قبر روضہ پاک جو نجف اشرف اندر اے دلجانی

ابواسحاق تاں پشتاں شیخ محمد حمید دی توڑیں
گدزیاں اندر شام ملک دے پک حسابوں لوڑیں

فر قاسم شاہ تان ولی الدین کرسیان پچھے پچھاتو
غزنی اندر شک نہ ذرہ گوریان دل تھیں مانو

جان علاؤالدین جو وچ چنیوٹ آیا آہا جانی
خاص سکونت پکڑی اوتھے موجان خوشیان مانی

ہک دیہہ شہر تھیں باہر آیا شبدیز اوتے سوار
چماغ پایہ شبدیز جو ہویا بہت تھیا لاچار

اوڑک پور زمین تے ڈھہاتے پچیا علاؤالدین
پر خوف ہلاکت گھوڑے داؤن پائی اہل یقین

مویا گھوڑا خوف مرگ دا دل اسدے وچ دھایا
فر اوتب ویلے دیہہ مسکینان گھل اسباب لوٹایا

آپون جنگل وچ پہاڑان گیا علاؤ الدین
کردا یاد خدا نون دم دم ہادی اہل یقین

پچھے گھر وچ بیٹا اوس دا جناب نہال الدین
چودان وریہان عمر انہاندی آہے کج آمین

ایہ ہمیں ترک از دنیان کولون رہیا بہتا دور
اندر شغل جو الا اللہ دے غرق ہویا مسرور

صاحب یمن باطن متقین عالی جلوہ پایا
روشن جن بدر دے وانگن نور و نور سوہایا

سبحان اللہ کیا عالی رتبہ جو یاد خداتون کردے
دریاتو اندیان موجان وانگن کدہین قدم نہ ہلدے

رب تعالی دے نال کہدا دور ہو اتھا پاسوں
جھڑے یاد اللہ نوں کردے تھاں قرب اگاسوں

مُن ویلا وقت وہایا سارا اوتوں آئی رات
نوسو ہجری سنہ پنجاہ(۹۵۰) علاؤ الدین وفات

نہال الدین جو بیٹا اسدا آہا عالی شان
کفن نوہاں گور جنازہ کیتا اس سامان

خانقاہ جناب علاؤالدین وچ چنیوٹے ہوئی
زیارت گاہ او عالمیاں دی آوے سُن ہر کوئی

فر کتنے روز نہال الدین رہیا اوتھائیں یار
پر اوڑک ڈیرا چایس اُٹھ پوہتا آہ پوٹھوہار

اندر اُتھاں دناں دے آہا شیخ کہکا اولیاء
وچہ شہر تخت پڑی رہنوں والا عالیذات صفاء

حضرت نہال الدین صدق تھیں آیا اسدے پاس
بیعت کارن بیعت ہویا کم ہوئے سب راس

انہاں پچھیں اوس شہرے اندر سکونت پکڑی چائے
نالے کیتی شادی اُتھوں، ولدے نال رضائے

ہور ترکہ دولت بہتی آہے پاس انہاندے جان
پھنے ترکہ باپ دا آہا تسی پچھان

اوس ترکہ موجب گذر کریدا اندر اُوتی جائے
نہال الدین کمال جو ہویا از بیعت فرحت پائے

سخاوت اتے حلیمی بہتی بھکیاں دیوے نان
پیش موجود طعام کو بوجھے دیوے اُوسنو جان

آپوں بھکھاں رہندا اوتوں دوجے رج کریندا
ہور مسجد وچ مسافر جڑی اتھہاں خبر رکھیندا

ہور کپڑا لتا بہتا دیوے ننگیاں تائیں
صاحب عین صفائی والا ولدے نال رضائیں

با فضل الٰہی گھر اُسدے وچ بیٹا پیدا ہویا
عالی نور تجربہ اوتی ہرگز کدی نہ رویا

راوی کرن روایت ظاہر اوس راتیں ماہ رمضانی
شب پیا وچہ ویکھن لوکاں چتن نہ ڈٹھا جانی

(قاضی ہدایت اللہ ر ح) ہک قاضی صاحب اوس شہرے وچ اوہ حق آیا اولیا
واصل باللہ عارف باللہ صاحب عین صفاء

کہیا بول زباتوں ظاہر اوسنے لوکاں تائیں
عمل کرو مین آکھن اوتے ہوتوں دور بلائیں

گھر نہال الدین قریشی جمیا جو فرزند
اوہ مادر زاد ولی ہے کامل. شمع میری چند

جاؤ خبر لیاؤ چھیدی مادر اسدے پاسوں
لڑکے پیتا دودھ یا ناہیں جسدا قرب اکاسوں

پچھیا لوکاں مائی کہیا راتیں پیندا رہیا
جان سُرگی ہوئی وہ نہ چتیں مُن تک لوسھیا

فر لوکان خبر پوہچائی قاضی دتا پہیت سنائی
رکہو روزہ ماہ رمضانی قاضی ایہ فرمائی
فر قاضی صاحب نام عبداللہ رکہیا اسدا جاتو
جناب حاجی عبداللہ ایہا صاحب فیض پچھانون
جان سرت سمبھالی پاک عبداللہ لگا پہڑن پچھان
ہر روز بسالی جا کر تہین سبق لیاوے جان
علم فقہ تے علم نظم دا دوتوین پڑھدا آہا
ناغہ کدی نہ کردا ہر گز جاندا خواہ مخواہا
فر نال شتابی گھر نون آوے کم گہساندا تائین
اوہ کم تمام بیان کریسان تہیون مین سمجھائین
وچھے کل لوکان اوس شہرے رت دیہاڑ چراوے
ایہا کار مشقت اوسدے نالے سبق پوکاوے
جو جو مالک وچھے والا ہر یک گوگی ویندا
حضرت پاک عبداللہ تائین ایتوین راوی کہندا

دربیان دیگر اوصاف جناب حاجی عبداللہ

غازی خان بدحال جو اکدینہ باہر شہرون آیا
نیت شکاری طرف اجاڑی تس وڈا تعجب پایا

کیا دیکھے عبداللہ ستا کول جو ہک پلیار
موسم آیا تابستان تے سایہ کیتا مار
اوس پچھلی اپنی سر عبداللہ آہے خوب کھڈائی
سایہ سر عبداللہ اوتے کیتا اوسنے جائی
غازیخان تعجب ہویا تے اچران اوہ سن مار
دیکھ کے اسنون اوہلے ہویا وڈیا وچ پلیار
پرت آیا فر غازیخان وچہ سخت تحیر حال
شاید عالی رتبہ اسدا واہ واہ نیک خصال
برتائی کل حقیقت پچھلی آہے تس معلوم
چتن جو ماہ رمضانی والی آہے تس مفہوم
ہن دوجی وار اوصاف جو نظری اپنی اکہین ڈٹھا
خاص یقین تصور ہویا واہ واہ عالی چٹھا
ایہ مادر زاد ولی عبداللہ کہندا غازیخان
اگے لوکان اہل صفائی جہوی اہل بیان
سن کے لوک تعجب ہوئی عقلون فکر حیرانی
برحق عبداللہ اوتی ظاہر فضل الہی یزدانی
ایہ مادر زاد ولی ہے پکا اسوچہ شک نہ کوئی
آکہن لوک تمامی اسنون واہ واہ عزت ہوئی

دربیان دیگر اوصاف جناب حاجي عبدالله دیوان حضوري قدس سرہ

اکدیہہ نو نبی بجھ مقدم خلق بیٹھی کیتی
مل دہانوں کاراں تکھی صاف دلے دی نیتی

لیئے لیتربے نام تسندا ملک اندر پوٹھوہار
بیٹھے ہو کے مل دہانوں خلق انبوہ بسیار

جاں روٹی آئی ہالیاں کارن فقیر یک ظاہر ہویا
صافی ضمیر فقیر اوہ آہا کرے سوال کھلویا

مقدم کہیا اوسدے تائیں آہ اوّل کھاون نان
پچھے ہالی کھاسن سارے جھڑے مل دہان

فر اوہ فقیر جو صاحب برکت بیٹھا کھان طعام
کھاندیاں کھاندیاں یک نہ چھوڑی روٹی اوس مقام

لبے فقیر اوہ نعرے مارے مُن بھکا بہت اگایا
رجیا ناہیں دیو روٹی اوتھیں آواز سنایا

اوہ سنہا لوک تعجب ہوئے تی ہوئی بہت حیرانی
پہ روٹی ہور لیائے جھتی اگے رکھے جانی

اجہاں کول عبداللہ صاحب وچھے آہا چراندا
ایہہ ویکھ تماشا طرف انہاندے قدم مبارک پاندا

عدت دتی لوکاں تائیں پاک عبداللہ نورے
پھڑ بسم اللہ روٹی گھتی دیدا اوس حضورے

رجیا اوہ فقیر وچارا جان اوہ روٹی کھائی
ہور نہ منگی ہر گز اُوس نے سُنیو مومن بھائی

ایہہ پاک عبداللہ صاحب از باطن راز معلوے
کہیا اوس فقیر صاحب دا آگے ائی مفہوے

ایہہ منزل وچ حقیقت اوہ آہا فقیر چنگیرا
جان جتھ عبداللہ روٹی کھادی چوتھے منزل ڈیرا

فر چھڑیا اندر قدم انہاندے اوہ فقیر وچارا
پاک عبداللہ صاحب اوسنون دتا پیٹ تیارا

یقین ہویا گل لوکان تائین بسایہ کرامت ڈٹھے
کامل اکمل ولی مکمل واہ واہ اسدے چٹے

مادر زاد ولی گل آکھن جیہڑے لوگ خبر دے
بے خبران نون حال نہ معلوم رہندے اندر پڑدے

فر اتھیں بعد نہال الدین اُوس شہرون ڈیرا چایا
چکڑالی وچ بدحالان والی تنبو پکا لایا

سنی قبائل اوتھے آیا عالی مرد حضوری
سکونت محکم پکڑی اوتھے جاہ ہوئی منظوری

مسلمان اتے ہندو سارے جو اُوس جائی رہندے
سبھ صباحین پیش عبداللہ حاضر مجلس بہندے

ادب قواعد بہت تنہاندا لوک کریندن سارے
جو کچھ کہے عبداللہ تنہان پاؤن پیٹ نیارے

کھین وارین عبداللہ صاحب نس پراہان ویندا
کیونجے کثرۃ آدمیاں تھیں دور دوراڈے بیندا

قبرستان اندر جا کے خوف دلے وچ پاوے
ہر دم دم اللہ اللہ کروا ہور نہ کجھ آلاوے

کتنی وارین لوڑ لیاوے پاک نہال الدین
جناب حاجی عبداللہ تائیں نجھو اہل یقین

تاں کہین گھر وچ ٹھہرے تاہین نس پراہان جاوے
جتھے گوشہ جاہ ہکلے رب دا اسم دھاوے

جتھاں عاشق رہے ہکلا ذوقی لذت پاوے
ات سٹھون عاشق تائیں غیر نہ دل وچ بہاوے

حضرت دیوان حضوری کا سفر حج

جناب حاجی عبداللہ صاحب کیتی جان تیاری
طرف کعبہ دے حج کرن نوں دل تھیں ہوشیاری

ماؤ پیؤ دے جازۃ باجھوں کریا بزرگوار
نال رفاقت شاہ سرمست او عالی ہمت کار

شاہ سرمست سید شیرازی وڈا عالی شان
موضع کیسوال جو روضہ اوسدا سمجھو راز بیان

جد پونہتا کول سمندر حضرت پاک عبداللہ جانی
ہویا سوار جہاز دے اوتے صاحب فیض رسانی

ٹریا جہاز روانہ ہویا پر تھوڑا دور جان گیا
ہک اوپر کنارے بجھ برتی چڑیا شور جو پیا
جاری ہووے تائیں ہرگز لائے ہتھے زور
جہاز روانہ ہووے تائیں لوک ہوئے کمزور
اوڑک ناخدایاں کہیا کوئی اس جہاز دے اوتے
شاید ما پیو زندے تسدے لاہوہ بھاگ وگوتے
لاہوں لگے جہاز دے اوتوں ہک ہک بندہ جانی
اچان پاک عبداللہ صاحب بولیا آپ زبانی
میرے ما پیو زندے پچھے تے میں ان پُچھیا آیا
سن کے ناخدایاں تسنوں باہر ٹرت کڈھایا
سٹ گئے پاک عبداللہ تائیں اوتویں وچ برتی
ملاحاں جھیا کوئی وچہ جہانی ہوسی نہ بدبختی
کیونجے جسدے پاس نہ ذرہ پلا أسدا لاہندے
یا اوتویں وچہ برتی سٹ کے غم جہالت راہندے
بہاویں کوئی مرے وسچارا پچھے ویکھن تائیں
ہک دمڑی کارن ضد کریندی سٹن اوتویں راہیں
حضرت پاک عبداللہ اوتھے رہیا ہک اکلا
نہ کو راہ عبادی ہرگز باجھوں ذات جو اللہ
حضرت پاک جناب الٰہی جان فضلاں تے آوے
اول دو کہ اندوہ پوچیا کے پچھے تخت بہاوے

اث جا بہت روایت ایہی پرایہ سہہ تھیں اعلا
حضرت پاک عبداللہ اوتے سمجھو راز سوکہالا

اوس جا مکان تنگی دے اندر حضرت پاک عبداللہ
عرض کیتی درگاہ میرانمدی ہوئیس بجت سوقہ

یا غوث الاعظم مدت تیری مین دل مں چاہان یاری
مہر کرو یا میر میران جیو وچہ اس تختی بھاری

ایہ زاری پاک عبداللہ والی ہوئی نصرت قبولان
وچہ دربار جو غوث الاعظم سمجھو اے مقبولان

وقت تماشان پاس عبداللہ آیا پیر جو نامی
مدت کارن دیر نہ لائی صاحب فیض گرامی

از غیب طعام لذیذ جو ظاہر پیش میراں دے آیا
کھاوا کجھ آپ کہاوا کجھ باقی رہندا عبداللہ جتھ چھڑایا

کھاوا طعام جو پاک عبداللہ آکھدا شکر بجائی
پچھین فر حضرت غوث الاعظم ایہ گل سی فرمائی

حج تیرا از باطن طرفون وچ درگاہ منظوری
پر جون ظاہر باقی حاجت رب کرسی پوری

مین تود تینون دسیان مدت اکھیں نوٹ شتابی
جد انیان اکھیں کھول تون اکھیں آکھیا پیر جتابی

جان اکھیں بٹ ڈٹھا مین ظاہر خشک زمین پر آیا
جتھے آ توندیاں اوتھاں لوکاں جہازوں باہر کہڈیا

کیا ویکھاں جو غوث الاعظم کدھرے نظر نہ آوے
اوہی منزل کہڑ کے اسانوں خود تشریف لیجاوے

فر کتنے روز رہیا میں اوتھے آئے جہازاں والے
ویکھے میں اوہ بہت تغیر تکھن بہت نرالے

خوں رکت سبب اس خشکی اوتے آیا اے دل جانی
عبداللہ کہے میں بھیت نہ ظاہر رکھیا بھیت نہانی

ہور بعضے لوگ جو گوشے سیتی تکھن لگے مینوں
آکھ ویکھاں توں پردے سیتی کس آندا تینوں

میں بہت خموش دے وچ ہویا اندر سخت سکوتی
پر رکھے اندر پردے محکم تار رموز ثبوتی

فر رل مل حاجیاں نال معین کریا با اتفاقی
کیتا ورج کے حج بیت اللہ کل دور ہوئی غمناکی

فارغ تھیوں ودواع ہو کے حاجی گئے کداہیں
اتے پاک عبداللہ طرف مدینے کریا واہوا واہیں

پہنچا روضے پاک نبی دے تھوڑیاں روزاں اندر
صاحب میں صفائی والا جیوکر ٹھاٹھ سمندر

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے جناب عبداللہ
جان فدا کر پاک نبی تے سلام کرے ولی اللہ

کوئی چند دیہاڑے رخصت سچے پاک نبی تھیں ہویا
بغداد دے طرف تیاری کیتس پوہچاں قلزم کہلویا

واہ واہ خاص تیاری ہوئی طرفہ غوث جیلانی
ہر ہک قدموں دہ دہ قدم چاندا مرد حقانی

دس دس قدموں دس دس کوہاں ٹردا زمین لپیٹی
منزل دا ایہ قدم اندازہ وچ جذب سلوک سمیٹی

دس دس میل تے دس دس اوتے تس مار زمیتوں کھڑیا
اجھن چیت جو نال شتابی بغداد اندر جا وڑیا

ایہ باطن وہ باطن اگوں باطن راز جو ملیا
اوہ نور مصفا طرف صافی دے وانگ سیماب دے رلیا

کلید لاہوتی غوث جیلانی دل اوہنوں پائی
ہک پل جدا نہ ہووے ہر گز رہندا حاضر جائی

جاروب کشی تے دیوار روشن ہر دینہ راتی کردا
اوتے روضہ غوث الاعظم صفت مداحین پڑھدا

ہور رنگوں رنگ طعام موجودی حاجت وقہ نہ کھاندا
تس ہر دینہ راتیں خدمت روضہ کر کر من پرچاندا

وانگ شکار دے نظری اندر نظر نہ ذرا پچھاوے
توڑی حاجت باہر شہروں اوتھیں فکر نکاوے

کیونجے جلوہ لہر تجلی تس پہلیں نظرے ڈٹھا
حضرت پاک جو غوث اعظم دا شہد شکر تھیں مٹھا

اوہ جلوہ حسن جو صورت کامل جھلمل جھلمل کردی
چار چوفیر جو پاک عبداللہ گل لا لا کے ملدی

نالے پاک مدینے طرفوں مدت نبی دے ہوندی
دل خوش حال جیوں پھل گلابی تازہ رحمت پوندی
قاف تا قاف تجربہ اونہاں عبداللہ طرف ساتوں
ایہہ ہر دیہہ نوں تجربے سیتی ہووے من پرچانوں
گھائل پل وچ ہجے کلیجا ماری تار زلف دے
ہو خاص تجربہ حال سیاہی نہ چانن نہ وڈوے
لوکاں حال ہو زردے اوتے پایا فکر تجربہ
اتے خاصاں حال سیاہی سیتی زر دے حال ہو سلبا
چل الٰہی بخش فقیرا مقصد کھول ضروری
کیوں دیر کیتی وچ صفت عبداللّٰہ ہو ہے مرد حضوری
جاں کدے موسم حج دا آوے جاندا نال صحابی
حضرت پاک عبداللّٰہ صاحب جیوں دریا مرغابی
حج کرے اوہ نال صحابی فر مڑ پیچھے آوے
اسی روکشا یاراں(۱۲) حج کیتے فرحت پاوے
یاراں ورہاں زہد عبادت حد معین ہوئی
حضرت پاک عبداللہ اوتے باقی۔ سب ہر کوئی
بعضیاں عمر ہو سی ورہاندی زہد ریاضت کیتا
جاں ویکھن تاں وچہ عراقی فکر لاہوت نہ لیتا
راہواوہ گلیانے والا حدہ معین کردا
شجرے وچہ دیوان حضوری لکھ کے ظاہر دھردا

خبر نہیں ایہ کیا اوس کیتا گلّ سے حد معیّن
عوام الناس ہو نال عبداللہ کردا حال مزیّن

شاید مت اوہ سچا ہوسی میرا فکر دروغی
میں آپنے آپ دی خبر ہو دیندا تجلّا نہ افروغی

ایہ حد معیّن نال نصیبے ہو وڈے نصیبے والا
ہر ہک اوتے حدّہ نہ باقی ہوندا بہت نرالا

اتفاق ہو خاص روایت ظاہر میں ہو لکھ ویکھاواں
اکتالیہ(۴۱) ورہاں حدّہ معیّن دل تیرے تی لاواں

جاں اوہ فضل کندہ مالک فضلوں فضل کریندا
چاہے نِم ہو ساعت اندر درجہ غوث بنیندا

آکھ جھکن دی ٹھل نہ ہووے چاہے درجہ دیوے
جی چاہے تاں تخت شاہی دیون پل وچ ڈِیک سٹیوے

حضرت پاک عبداللہ اتے گذرے سال جاں باراں(۱۲)
الہام از غیبی حضرت ویچوں ہویا آن آشکاراں

اے عبداللہ ریاضت تیری وچہ درگاہ منظوری
ہوئی لکھت ازل دی تختی توں دیواں حضوری

حرک تھیوں میری طرفوں ایہ کجھ ہویا جائی
ہک مصلّہ دوجا عاصا لے وچ فیض رسائی

پوٹھوہار ملک دے اندر شہر بسیندا ہو نام ایہائی
ڈیرا تیرا اوس وچ ہوسی پکّو سکونت جائی

ہور کر تحقیق زبانوں کہناں اولاد آپنی دے تائیں
ہو اس مصلے گرس بکری بھی آکھ سنائیں
تہاکوں نوشی اجتناب کرنا ولوں تاکیدے
جے ہٹسی تاتن مرض برص دی ہووے تس بیدیدے
یعنے پل وچ کولوہڑا ہوسی یا نال معطل تھیسی
اس وچہ شک ناتن کجھ ذرہ کیتا آپناں لیسی
یا کتا ہلکا اوسدے تائیں مارے سٹ دیوانہ
فر اوڑک ویلے بھونتاسی حال ہوسی پریشانہ
ہور غیبت ہاتف کوڑ زباںوں بولن مول نہ آیا
ہو ہو اوس مصلی بھی لیوے جان بچایا
نالے بیجا یاد خدا نوں کرنا ولوں زباںوں
فضل خدا دا بیجا نال رحمت ہوگ تساںوں
وچہ حین حیاتی غوث الاعظم کیتا ایہ فرمان
خلیفے آپنے تائیں ظاہر دسدا ایہ بیان
جو سنہ فلانے سال دے اندر ہک ہوسی مرد حقانی
از ہند ولایت اتھے ایسی عبداللہ نام پچھانی
او خدمت روضہ میرے سندے باراں (۱۲) سال جو کرسی
خاص دلیل حضور دلے دے نال تیقن دھرسی
فلاں مصلا ٹکڑے جوڑا ہور دوجا عاصا نالے
دینا اوسنوں نالے تاکید کر فکروں فکر سمہالے

ایہو وصیت پشت با پشتی آئے منڈھ قدیمی
خلیفہ ہو جو مسند اوتے تسدے ہوش فہیمی

جس ویلے حکم جو روضے وچوں ہویا پاک عبداللہ
پچھ خلیفے ظاہر کیتس سوال کرے ولی اللہ

دیوو تبرک سانوں جیہڑا غوث اعظم فرمایا
بول زبانوں کہے خلیفہ کرے بیان ہولایا

اوہ تبرک امانت جیہڑی اوتھوں واہ ڈوراہڈے
جانویں لیویں نال شتابی ایہ نصیحت آساڈے

شاہ محمد بندگی بُخاری وچ دہلی شہر سوہایا
صاحب تمکین صفائی والا اوس رتبہ عالی پایا

تبرک اوسدے پاس امانی پہنچا اے دلجانی
جانویں پاویں دیر نہ ہوسی سُن توں مرد ایمانی

اوہ تبرک خاطر تیری پہنچا اوس ولایت
خوشی ہوئی عبداللہ صاحب عالیشان ہدایت

فر حسب الحکم جناب عبداللہ بغداد شریفوں ٹریا
اس توں کرن روایت راوی وچ پکے روایت سُنیا

مصلا عاصا دوہاں کارن دہلی طرف تیاری
رکھیس قدم جو منزل والا دور ہوئی دشواری

ہک قدموں دو قدم زیادہ منزل حال اجالا
فردہ مقابل دہ دہ(۱۰) زائد منزل قدم سنبھالا

ہولیں ہولیں چوتھے اوترے صاحب تمن صفائی
اندر قدم ہو منزل والی پاک عبداللہ سائی
ہن آ فرسنگ اندازہ کیتس ہولیں ہولیں آوے
ہک ہک میل ہو سے فرسنگا پینڈا لنگھندا جاوے
اوچن چیت ہو وچ تھلاندے پوھتا حال چالاکی
عیشاں موجاں خوشیاں سیتی دور ہوئی غمناکی
فر قبر سنتی دے اوتے آیا جناب حاجی عبداللہ
کہندا جیوں عاشق صادق دیہ دیدار اتھلہ
فورا قبر شگاف سنتی دی ہوئی جلدی حال
اصل شکیلہ جیونکر اوسدے صورت حق سمہال
کہندی اے عبداللہ ہتوں فتر سوار ہو گیا
فرمایا ہو ارشاد معتین بہت مفاصل پیا
اونویں فیر قبر وچہ داخل حال شتابی ہوئی
آکھ سلام عبداللہ صاحب رخصت ہو کھلوئی
پر راوی کہندا قبر سنتی دی ہوئی بند مبوتے
جیونکر اول آخر اونویں حال اندر مضبوتے
مشہور حکایت جان عبداللہ مجلس اندر بہندا
عاشق صادق دائم زندی سنتی لوکاں کہندا
ہر گز عاشق مردا کدیں دل زندہ طرف خداء
ثبت ثبوت ہمیشاں جانی تاں ہو بخش بقاء

دو قدم زیادہ دہ دہ (۱۰) غائب جناب حاجی عبداللہ
پہنچا شہر دہلی دے اندر ڈوڈ ہادی ولی اللہ

ڈٹھیں شاہ محمد صاحب آن سلام بولاندا
علیک السلام ہو کہیں اتھوں آپنے کول بٹھاندا

پچھیس حال احوال ہو سارا پاک عبداللہ پاسوں
دیندا کڈھ مصلٰی عاصا جبدا قرب آگاسوں

اُپر پاک عبداللہ صاحب بیعت کیتی نہ ہویاہ
جاں ڈٹھیس شاہ محمد صاحب رکھ یقین کھلویا

بیعتے بیعت شاہ محمد بندگی بخاری کیتا جلدی نال
حضرت پاک عبداللہ تائیں مومن جانے سال

کیونجے باجھوں مرشد کسے پکڑ ارشاد نہ ہوسی
لکھیا وچہ قرار معین باقی شور نہ پوسی

جاں مرشد ہویا صورت ہوئی وچ صورت حال تصور
پکڑ تصور مجے نہ ضائع کر حال با حال تصور

جدوں تصور دتا جلوہ پاک عبداللہ تائیں
لنگھ گیا کل پار سلوکوں پایاں موج ہوائیں

اوہ اصلی پار سلوکوں اگے ہے حکم قرآن ورودے
وابتغوا الیہ الوسیلۃ جانی فرمایا پاک معبودے

ہور دوجی جاہ وچہ قرآنے بیعت شک نہ آیا
یداللہ فوق ایدیہم رب صاحب فرمایا

یا محمد ﷺ ہتھ قدرت دا ہتھ تیرے تے آیا
جاں توں بیعت کریں مقرہ باطن ہتھ سمایا

ہن توڑن اوہ بیعت محکم درج بدرجے آئی
تاثیر ہدایت رب دے پاروں دیوے ثرت کمائی

جیکو منکر بیعت کولوں تس کیا دل وچ آئی
شاید باہر ہی دے فرعون دے قرآن گواہی

اِت سیوں پاک عبداللہ مرشد ہتھ بدھایا
پر باطن اندر مرشد تسدا غوث الاعظم آیا

ایہہ مرشد ظاہر کولوں کم ہو تیری ثبوتی
امر معروف تے ہور تصور نظر ہو پکّ مضبوطی

باطن صرف الہام کریندا پر کیہن نظر نہ آوے
ویکھن باہجوں کامل طالب جت ول چاہے جاوے

ہور ڈیکھ مرشد ظاہر والا باطن طرفوں ناہیں
توڑی باطن ڈیکھ دیوے چھوڑے عمل اٹھائیں

حضرت پاک دیوان حضوری جناب حاجی عبداللہ
تکیہ ظاہر مرشد اوتے لایا ولی اللہ

مرشد نامہ

مرشد پاک عبداللہ سندا شاہ محمد جانی
بندگی بخاری لقب انہاں دا صاحب فیض رسانی

شیخ محمود ہو مرشد ایہ شاہ محمد سندا
کامل اکمل ولی مکمل ہر ہک فیض دہندا

وت اسدا مرشد شیخ عبداللہ صاحب جلوہ عالی
اتے شیخ عبداللہ عبدالواحد پایا فیض کمالی

عبدالواحد پایا رتبہ از شیخ محمد قاسم
یقین عبدالباسط مرشد تسدا عین العلم دا عالم

عبدالباسط عالی رتبہ پایا فیض تاکید
شیخ شہاب الدین دے پاسوں جسدا قدر مجید

شیخ شہاب دا مرشد جانی شیخ ہو بدرالدین
اتے بدر الدین دا مرشد ایہ حضرت شمس الدین

شیخ شمس دا مرشد ظاہر حضرت شرف الدین
جیونکر بدر ہلال تجلا روشن حق یقین

شیخ شرف دا مرشد ہویا شہاب الدین ہو عالی
اتے اسدا شیخ عمادالدین عالی ہمت جانی

شیخ عماد دا مرشد جیا حضرت عبدالرزاق
ایہ خود بیٹا غوث جیلانی ہویا با اتفاق

غوث جیلانی ابوسعیدؒ وں پائی رمز حقانی

ابو سعید شیخ ابوالحسن تھیں ہویا لامکانی

فر ابو الحسن شیخ ابوالفرح ہویا تسدا والی

ابوالفرح شیخ ابوالفضل مرشد خاص سہالی

ابوالفضل شیخ عبدالعزیز مرشد جان عزیزا

عبدالعزیز از شیخ جنیدؒ وں پایا فقر تمیزا

شیخ جنید ابوبکر ہو شبلی ہویا مرشد نامی

پہلیں تسدا شیخ معروف ہو کرخی صاحب فیض انعامی

شیخ معروف داؤد طائی تھیں پایا جان خزانان

شیخ داؤد حبیب عجمی تھیں پایا فیض پچھانان

حبیب عجمی از حسن بصری تھیں عالی ہمت پائی

حسن بصری تے شاہ علی تے رحمت بوہد وسائی

شاہ علی تے بذل رحمت حق رسول وسایا

نام محمد ﷺ ختم رسولاں شان لولاکی پایا

پاک حق از رب تعالیٰ پایا قرب حضوری

چوہداں (۱۴) طبقاں اندر روشن پاک محمد ﷺ نوری

جیکر پاک محمد ﷺ صاحب ہوندا ناگئن جائی

تاں چودہاں (۱۴) طبقاں ہر شے نالے رہندا چھپیا تہائی

جناب حاجی عبداللہ کی وطن واپسی

جان شاہ محمد مرشد کولوں فریا پاک عبداللہ
فرن دے ویلے شاہ محمد محمودہ کہے ولی اللہ

طرفوں شاہ محی الدین باران(۱۲) اسم ایہائی
عالی شان تے لقب ہو تیرا دسوان نمدہ سنائی

حاجی الحرمین الشریفین تون حاجی عبداللہ
سلطان الموحدین دوجا اسم تون حاجی عبداللہ

برہان العاشقین تریجا اسم تون حاجی عبداللہ
مجمع العاشقین چوتھا اسم تون حاجی عبداللہ

غوث المتقین پنجوان اسم تون حاجی عبداللہ
قطب الاقالیم چھیوان اسم تون حاجی عبداللہ

امام النجباء ستوان اسم تون حاجی عبداللہ
مہدی الاولیاء اٹھوان اسم تون حاجی عبداللہ

مفتی الفقراء نوان اسم تون حاجی عبداللہ
مقتداء البدلاء دسوان اسم تون حاجی عبداللہ

ہادی المتحیرین یاروان اسم تون حاجی عبداللہ
حضرت دیوان حضوری باران اسم تون حاجی عبداللہ

ایہ باران اسم ہو شاہ محمد محمودہ آکھ سنایا
حضرت پاک عبداللہ تائیں مجھ تیں من بھایا

ہُن رخصت خاص تیاری ہوئی حضرت پاک عبداللّٰہ
مصلّا عاصا لے تبرک سلام کہے ولی اللّٰہ

وعلیکم سلام ہو شاہ محمد دے جواب قرارے
خوشدل ستی رخصت کیتس ٹُرجھو اے دلدارے

آ ہُن چا مل حب وطن دے پاک دیوان حضوری
ٹریا منزل قدم کریندا سالم چہرہ نوری

ہک تھیں زائد دہ از دہ(۱۰) قدم ہولیں ہولیں آوے
ہر دہ(۱۰) زائد میل اندازہ ساعت ڈھل نہ لاوے

تھیا ہوش رحم دیاں نظراں پاک دیوان حضوری
وانگ پتنگ شمع دے اوتے آیا پینڈا دوری

آپوہتا پوٹھوہار دے اندر کوئی واقف اتھوں ملیا
خبر پچھی ما باپ دی اوتھیں، دے جواب او اٹریا

باپ تیرا ہو بزرگوار محمد نہال الدین
دہ سو ہجری سنہ ہو پنجویہ(۱۰۲۵) رحلت تس یقین

ہور مائی تیری زندی اتھی اپر گریہ زاری
فراق تیرے تھیں نور اکھیں دا نظر گئی تس ساری

ایہہ گل سُن کے پاک عبداللّٰہ دعا شتابی کیتی
اندر حق ہو باپ آپنے دی حب دلے دے میتی

فر ماں شتابی وچہ چکوالی آیا پاک عبداللّٰہ
ڈھیا اوتے قدم ماؤ دے پیار دیوے، ولی اللّٰہ

پچھیا مائی کون توں کیا کچھ نام ہے تیرا
آکھون حضرت کہے عبداللہ نام عبداللہ میرا

سُن کے نام عبداللہ والا مائی سینہ لایا
ہور کیتے بوسے سر چشمان تے دقس سوز ہلایا

پر اتھے رمز اوکھیرے جانی سمجھ نہ جانے کوئی
جان بحق تسلیم مائو دی اوسی ویلے ہوئی

ملنے ساتھ ہو روح تسدا قابض ہویا جانو
اس دار فناہ تھین طرف بقا دی رخصت ہوکے سیانو

کیہ سمجھے پوش سحور شہیدا ہوش اندر بھڑ کاری
مارے شعلے سوز فراقے اندر ہر واری

جان ملیاہ جیا وانگ برف دے سرد ہویا جیو پانی
وِچ آتش درد سوزاندے نالے عمروحانی

ربا کدے نہ دیکھن وچھوڑا ما پیو تے فرزندان
ایہ سخت فراقی تیر ہو قہر وتر دیکھن نہ دلبندان

دلبند پیارے دل دے ٹکڑے جگر ہون جدائی
مائو پیو دا جگر کلیجا کڈھ کھوہندے پھائی

فرزند کسے دا غائب ہووے یا تے موت لیجاوے
بھکو جہاہ غم دوہاندا آتش وانگن آوے

دیکھ اسدی تمثیل تجھتیری سر جہان دے ورتی
اِتی باب وچھوڑے والی داخل اندر دھرتی

فر کفن تیاری گور جنازہ کیتا کل سامان
آپنے مائی پاک عبداللہ بجھو یار بیان

وہ نال عبابی پاک عبداللہ وڑیا آ بھندور
موجب حکم ہو غوث جیلانی اوتھے آیا فی الفور

مصلہ خاص تبرک جیہڑا کیتس جان کشادہ
کر کے وضو یاد خدا نوں لگا کرن آمادہ

آمادہ نام ہکلا جانے ہکلا مفرد پاہداء
ذات الٰہی مفرد اسمی ہو مفرد سو جاہدا

سولاں(۱۶) درہان بچے آیا پاک دیوان حضوری
ملک اندر پوٹھوہار سفر تھیں آس ہوئی کل پوری

کرامت حضرت دیوانِ حضوری قدس سرہ

جان پاک عبداللہ مدت پچھے آیا وچ وطن دے
پر وطن پیارا وانگ گلستان بکھویا وانگ چمن دے

جیونکر چھوڑ گلاں نہ راضی یا جیون بلبل جائی
تیویں پاک دیوان حضوری راضی وطن نہ چہائی

ویکھو عجب تماشا بنیا قدرت کھیل ربانی
لیکن ظاہر پاک عبداللہ ہوندا سر ہچانی

بھندور شہرے دے لوک بدحال خاص سکونت داری
سلطان اکبر قلیجان گکھڑ دے نال ہمراہ ہمواری

نصیب خان ہو ناوان ظاہر فتح خان ہو دوجا آھا
ایہ ہمر کاب سلطان اکبر دے گردے تکے راھا

تقدیر الٰہی ملک کابل وچ ہویا شور لوائی
سلطان اکبر ہو نال افغانان دتا شور مچائی

نصیب خان دے پچھلے جھوڑے تنگی بہتی پائی
آکھن کتھوں خبر اونہاں دی اساں نوں پہنچی آئی

اوڑک لکھیا کاغذ انہاں طرف انہاندے جائی
پر کھولنے والا کوئی نہ دسّی ہوئی بہت حیرانی

کر کے فکر تمیز اونہاں نے سدیا پاک عبداللہ
پر خبر نہ اونہاں شان انہاندا کیونکر ہے ولی اللہ

مسافر کر کے جاتا اونہاں پاک عبداللہ تائیں
فورن تکے طرف کابل دے جھٹتی خبر لیائیں

اوڑک رقعہ دتا تہاں نال سپرد تاکیدے
نصیب خانی دے ہتھ وچ دیتاں کہن بدحال ہیدیدے

ہور ہو خبر اونہاندی جھوٹی رقعہ پرت لیاؤسن
ہو کجھ لکھت اونہاندے ہوسی آساں نوں ہتھ پھڑاؤسن

لے خط پاک عبداللہ صاحب ہولیں ہولیں ٹریا
منّیں حکم ہو سر چشمان تے قدم نہ پچھے مڑیا

جاں نظر پوشید بدحالاں کوں ہویا پاک عبداللہ
کیا ویکھے ہن کوئی نہ نیڑے ہوش پیا ولی اللہ

ذاتی اسم جناب الٰہی رکھیس ہوش مقابل
الف اسم دا اجمالی تے لام دوہاں وچ کامل

تجلی وانگن نال لائے دی ہکساعت وچ پوہتا
ویکھس خط نصیب خالی نوں حاضر وچ کھلوتا

جاں پھڑیا خط حیرانی اندر ہوئی سرگردانی
تاریخ دہیاڑا کرن تمیزاں کیا ایہہ بھیت نہانی

اوڑک اوہناں لکھ جواب دتا پاک عبداللہ
اوہا فیر تاریخ معین کریا ہے ولی اللہ

جاں اوہلے نظر انہاں تمکین ہویا ذاتی بھد پچھوائی
نال جیہڑے تجلی وانگن اوتے الف پوہچائی

ایہہ نال قدم دے زمین لپیٹن باجھ کھنہاں اوڑہ جاندے
جیہاں رتبہ غوثی ملیا ساعت ڈھل نہ لاندے

تحت ثرائی ذکر انہاں دا الفوں الف پوکارن
ذاتی لام ہو باقی اسوں وچ لامکان موکاون

باقی ہو اسم معلق طرف تروں اوہ جائی
جتھوں الف اوٹھایا اول اوتھے آن مکائی

ایہہ ساعت اندر چوہدہں طبقیں فکروں سیل کریندی
جے چاہن تاں نال وجودے اِدھر اُدھر دیندی

شک نہ کرنا رب تمہیں ڈرنا مت کوئی شک لیاوے
شک آئے ہو کافر تھیوے مفت ایمان گواوے

کیہ جے رب فرمایا ظاہر قدسی ایہ فرمان
الانسان سرّی وانا سرّہ وچ شوشان حق بیان

حضرت پاک دیوان حضوری ذرّہ دیر نہ لائی
ذاتی اسم ہوھر مدوّر اوتے الف موکائی

حال حقیدے جیہکر اول کیا لام اوتھائی
تتھوں من پرت پچھاہاں مڑیا بجھو جتین من بھائی

ہو سرّی ہووے پکڑے سرّاں سرّوں سرّ ہو جاوے
سرّ ہویا جان باقی، اگے ذرّہ فرق نہ لاوے

حضرت پاک دیوان حضوری آ بیٹھا آپنے جائی
تے کاغذ ہر گو دتا ناتین رکھیں چھپت چھپائی

فردوکے دیہاڑے کیا اوہ ویکھن آیا نظر انہاندے
آکھن کیوں نہ کیا تھا کہ حقیقت والدے

تنگ ہوئی عبداللّٰہ اوتے باہر حدّہ اندازی
تہتم کر کے کاغذ کڈھیا پاک دیوان شہباز کا۔

ویندا اندر ہتھ اونہاندے پھڑدے پھول شتابی
سخت حیران ہلے وچ ہوکے لازم تے بتابی

ڈھیہے اندر قدم عبداللہ توبہ توبہ پکارن
بخشش کارن عرضاں کردے پھیل گئے سبھ کارن

جان منتت زاری بر حدّہ پہنچی بخشیا پاک عبداللّٰہ
جاتو رب دا فضل تساں تے تحسن کہے ولی اللّٰہ

ایہ دعاء بدحالاں حق بدعا ہو بیٹھی
سن توڑیں اوہ مفلس عاجز، مُلکیں عمر ہو گئی

اوّل اولیں ایہ کرامت اُنھیں ظاہر ہوئی
پائیاں عمران لوک جہالے ڈریا آہا سبھ کوئی

خلق خدا دی آئی ہتی پیش حاجی عبداللہ
آون نظر نکاون ظاہر مقصد دے ولی اللہ

بیعت خاص توجہ ظاہر لگا کرن حضوری
جیکو آوے ہتھ پھڑاوے لے مراداں پوری

☆☆☆

ہک طالب شخص ہو اس حضرت دا ہتی خاص مرید
سن ایہ حقیقت سو معجزہ دل تے جان تاکید

اوس ہو آپنے عاصا اندر پایاں گنج دیناران
دل وچ کہے دسوندھ میں حضرت پیش دیوان گذاران

جے ایہ نال سلامت پہنچن تاں کڈھ کے اول حق
دیساں پیش دیوان حضوری نام جناب بیشک

ٹریا اوہ کشمیر دے وہون نال تاکید ضروری
فر راہ وچ نیت فساد دلیلوں جیا ہے مقدوری

میں اتناں قدر زیاں نہ کرساں دو روپے دیساں
باقی میراں پلے آپنے حکم ضبط رکھیساں

شیطان خبیث جو دل اوسدے وچ پایا خلل ہزاران
وسواس دروئی داخل سینے بے حد بے شماران

جان ڈردا ڈردا لب دریا تے آیا کشتی چڑھیاء
اوہنں چیت جو عاصا ہتھوں وچ دریا دے جھڑیا

فر گریہ زاری بہتی کیتس عاصا ہتھ نہ آیا
اوہ عاصا پاک جناب الٰہی وچ دریا کھپایا

ایتھراں پار اوتارا ہویا خالی چلیا آیا
پیش دیوان حضوری آ کے ادب بجاء لے آیاء

چُمدا قدم دیوان صاحب دل تھیں بہت اوداسی
پچھدا پاک دیوان حضوری کیوں توں دل وسواسی

اوس راز تمام حقیقت جیہڑی گذری آکھ سنائی
فر سن کے گل دیوان حضوری تبسم کر فرمائی

جو کچھ اول نذر فقیر دی بندہ معین کیتی
جے اوہ اونوں کرن ادائی کرسان کے دل نیتی

مڑ حضرت فرمایا اوس نوں دیر نہ کر توں ذرہ
ونج فلانے چشمے اوتھے مقصد پائیں مقررہ

فضل خدا دا ہوسی بندہ بے مدۃ پیر جانی
لیسی عاصا تیرے تائیں ہوسی دور حیرانی

طالب اوتھوں جانی سیتی چشمے تے ونج پوہتا
ویکھن لگا پانی اندر عاجز منہ کھلوتا

کیا ویکھے سر پانی اندر عاصا ظاہر ہویا
لے کے عاصا طرف حضرت دی پلی وچہ آن کھلویا

اوہ بذر معین کدہ بھائی ہتھ حضرت دے دیندا
باقی ہور ہو کار کر ضروری آپنے خرچ کریندا

واہ واہ پاک دیوان حضوری آس کریندا پوری
ذرہ دیر نہ لاوے ہر گو وچ درگاہ منظوری

نال نظر دے جھیک لیا عاصا اوسدا جانی
صاحب عین صفائی والا وحدت موجان مانی

ذاتی نقشہ اسم الٰہی تس نظرے جوش نکایا
جوش اسم دا لگا پچھے عاصا جلدی آیا

عاصا وانگ نشانی کیتس تے اسم الٰہی گولی
دیقہ مار نظر دا پیچون حرت لے آیا آ گولی

ہُن توڑے اوہ چشمہ قایم جس تھین عاصا ظاہر
شہران ملک جہانے اندر ہر گو ہویا ماہر

جان امساک باران دی ہوندی لوک اس گرد کدورت
کڈھدے پانی جاری ہوندا قائم اوسدے صورت

صورت معنی کیا کجھ ایہن عاصی کھول سناوے
بدّل بارش بھنا ہوندا ذرہ دیر نہ لاوے

ایہ کیا حکمت بدّل ہوندا اوس چشے دی صافی
بنۂ بخار اسم دا اوتھے ہن تک آوے کافی

بخاری معنی کیا کجھ ایہو مقصد آکھان سارا
بخار تاثیر ہو لاگ اسم دے بچو اے جگ سارا

تاثیر دے معنی کیا کجھ ایہو ظاہر کرین نہ اوہلا
تاثیر معجون اکسیر نوں کہندے فضلوں فضل ہو مولا

فضل خدا دا بے حدہ جانان، کجھ اسان شمار نہ اوے
بے ہو کجھ عاصی سمجھا اندر آیا آکھ سناوے

جیکر بارش ہووے نالنن اوس چشمے دی صافی
تان جانو خیر کیدا ہتھ لگا اوسنون لافی

خیر دے معنی کیا کجھ ایہو چھیتی آکھ سناء
بے نماز تے چغلی غیبت کذب لافی دراء

کیونجے رب تعالی کہیا وچ قرآن مجیدے
و اقیموا الصلوۃ نج پیارے ایہ آیت با تاکیدے

ہتھ لگے جیہے بے نمازی نسدا نیمن پرے
جاگو اے بدکار غافل کجھ کرو فکر سویرے

جیکو جاوے اوس چشمے تے سو نصیحت میری
تان صاف مصفا ہو کر جاوسن خیر ہووے سبھ تیری

اوہ آب زلال معجون روحانی یا ہے تاب ایمانی
بے قدراںون کجھ نہ آوے آکھن پانی پانی

سو نجال مین ظاہر کر کے تینون بھیت وکھالان
غفلت والا پردا تیرا باہر کڈھ سبھالان

نظر ہو نال دیوان حضوری لاگ اسم دی آئی
جتھیں جتھیں وچ زمین تھی اوتھوں ظاہر پائی

اے غافل کجھ کرمن نہ جھیڑ آساڈے نال مزاخان
بے جھیڑ کرو اس راز دے اندر تان میں بدتر آ کہان

بدتر کہوا دس فقیرا کر توں پہیت آشکارا
جس رب رسول تھیں ناتی، سُن توں اے دِل دارا

تھیں دی مُن دس حقیقت، کس نوں کہن تھیں
قربان ہو رب رسول دے اوتے ہووے جان تھیں

نالے ہور کرامت ولیاں حق سچ جانے ظاہر
سنت جماعت ٹولے کولوں مول نہ ہووسن باہر

ہو باہر خواہ اوڈدا جاوے مُول یقین نہ لاؤ
جتھے ویکھو پکڑو سَرڈڑی اٹھو بیٹھ دباؤ

حضرت پاک دیوان حضوری جناب حاجی عبداللّٰہ
وچ سلک طریقت محو طریقت جناب عالی ولی اللّٰہ

سلک طریقت کیا کجھ معنے ظاہر کر دکھاواں
وچ اصل شریعت محو ہو ہوواں دل تیریتے لاواں

وچہ محو شریعت محو طریقت ہستی کرلی دوری
رکھناں قدم ہو نیستی اندر پاوسن چہرا نوری

☆☆☆

ہک خاص مریدا اس نحر لاہوتی بجھے پاک عبداللہ
صاحب خاص بقیتے والا مدت تس ولی اللہ

موضع کھاریان نال کنارے بھاتا وچہ اجاڑی
بجھے ایہ مرید حضرت دا سمجھو خلقت ساری

ہک شیر خونخواری سخت مریلا پیش مقابل آیا
رکھیا ڈب اوس پشت آپنے تے نالے منہ کھنڈایا

ایجران ٹوک اوس ماری ڈاہڈی کر کے عجز نیازے
طرف جناب دیوان حضوری پہنچی میتوں شہبازے

ہن مدد ویلا وقت کویلا کر ہو کجھ مدد یاری
میہر تساڈی خیر اساڈی، کیتس گریہ زاری

فر اوسی وقت امداد ہو اوس نوں کیتی پاک عبداللہ
از راز کشف تھیں کجھ حقیقت نظر پئی ولی اللہ

بیٹھا وضو کردا آہا پاک دیوان حضوری
صاحب عین تجمل والا کامل اکمل نوری

اوپر دیوار دے کوزہ ماریس نعرہ کر کے غصی
حال جلالت سرخی چہرا حنہ و حنہ جھلی

کوزہ ٹوٹے ٹوٹے ہویا تتھوں شیر خونخواری
ٹوٹے ہویا وچہ اوجاڑی سمجھو اے دلداری

خادم صحی سلامت رہیا تے مویا شیر مریلا
واہ واہ پاک دیوان حضوری وچ آوے کم کویلا

اوس خادم حال احوال ہو آپنان پیش دیوان حضوری
گذریا ہو کجھ آکھ سنائیس نال تاکید ضروری

☆☆☆

بکوار سن پاک دیوان حضوری مفتیاں اندر گیا
مشغول نماز ہو وچ مستی اوسن راوی کہیا
اونوسن فعلوں زیر زمیندے تھوڑ قدر ہو ہویا
پر مثبت ثبوت لوکاندے قطرے وچ نماز کہلوایا
کیا ویکھن دو بکھے برابر کپڑا ترڈی ہویا
اچن چیت ایہ حال ہو طاری نال پانیدے گویا
پچھیا لوکان ایہ کیا حضرت حالت تیں پہ ورتی
کپڑا تر ہو بازو اوتے ڈٹھا مول نہ دہرتی
ہور نیڑے پانی کول تساڈے وسدا ذرا نہ جانی
تر کپڑا ایہ کیکن ہویا دسو پتہ نشانی
ہک خادم وچہ جہاز سمندر میرا آھا دلجانی
اوس مدد چاہی غرق جہازون بنے لایا جانی
واہ واہ پاک عبداللہ صاحب عالی جلوہ پایا
نمازون فقل جہاز غریقون امن امان بچایا
کوئی مدت بعد اوہ آیا خادم حقیقت کل سنائی
ہو کچھ ورتی سر اوس دے تے ظاہر کر دکھلائی
والے شرلی حضرت تائیں وکیس ہا تاکیدی
چمدا قدم دیوان صاحب دے اوہ ہو خاص مریدی

☆☆☆

دارا شکوہ ہو قادری ایہہ بیٹا شاہ جہان
جامع اوصاف بلند اقبال عالی ہمت شان
تِس جامہ فقر خلافت پائی مُلا شاہ دے پاسوں
فر حاضر میاں میر دے خدمت پائیس قُرب آگاسوں
وچ فقر نشانی عالی رتبہ بہت بلندی پایا
دارا شکوہ ہو قادری جیہو جیہیں دل پہایا
شاہ جہان مع فرزندان چارے ہو دلبندے
ٹھارت نخش کامل دے اندر با فرحت حال پسندے
طریق قادریہ اندر محکم دارا شکوہ پچھانی
ہر ملک اندر پوٹھوہار دی ایہہ ایا اے دلجانی
ایہہ سن کے صفت شاہ عبداللہ ملنے کارن آیا
وڑیا آ بھندور دے اندر عالی ہمت پایا
کتنی تہان ہو اشرفیان تے نالے گھوڑا تازی
رکہس حاضر مجلس اندر نذر دیوان شہبازی
ہر راتیں حضرت پاک عبداللہ گھوڑا ذبح کرایا
وند دِتا فقراواں تائیں عالی ہمت پایا
واہ واہ گوشت چرب کُل فقیران کہاوا
ہر فجری ویلے محرم حالوں ہویا اوہ شاہ زادا
کجھ غیرت والی مَیل ہو گذری شاہزادے دے تائیں
ہر غصہ اوسدا پاک عبداللہ پایا بہت ستائیں

استخوان تمام اکٹھے کروا کے جلدی نال
پڑدا سٹ کریندا جانی نصرت دعا فی الحال

ہوئی دعا منظور شتابی گھوڑا زندہ ہویا
گل مجلس لوک متحیر اندر فکران وچ کھلویا

باہر شہروں ڈیرا آہا شاہزادے دا جانی
ترے لنگاں گھوڑا ٹرپیا وقت نی میں تھوں لو نشانی

چوتھا لنگ نہ ثابت ہویا ایہ کیا حکمت آہی
شاہزادہ ہک غالب دے اوتے حب ولے دے خواہی

.. ماریا چاہندا اوسدے تائیں آپوں غالب ہردا
مدد خواہش عبداللہ داؤں عذر نیازاں دہردا

جاں گھوڑا ڈٹھا آپ شاہزادے بہت متحیر ہویا
گل وچ پلا پاء کریں حاضر آن کھلویا

عذر خواہی بہتی کیتس پیش دیوان حضوری
ہور موضع جیہ لکھ پروانہ دیندا ایک ضروری

اوس دم تہیں تاں آخر وقت حکومت گلکھواں والی
وا گذاری موضع مذکوری اولاد دیوان سنبھالی

شاہزادا کہندا یا ولی اللہ ایہ کیا حکمت ہوئی
ترے لنگاں گھوڑا ثابت کتیو چوتھا لنگ نہ کوئی

فر حضرت کہیا خواہش جو تیری ہوسی جاں تمدائیں
چوتھا لنگ توں آپوں لاویں نہ تاں فتح ناکئیں

جے شامت ہووے لنگ گھوڑے دا تیرے ہتھوں جانی
تاں توں فتح غالب اوتے پاسیں اے دلجانی
پر لنگ نہ ہویا شامت اوس تھیں چڑیا مار نگارے
غالب اوتے فتح کارن شمر ہئی جگ سارے
پوہتیں ساتھ، شہیدی پائی تے ہویا جان شہید
پورا قول دیوان حضوری ہیّو ایہ تاکید
کیونجے پاک عبداللہ صاحب منع کیتا اوس تائیں
پر منع نہ ہویا چلا گیا کیتس جان آضائیں

☆☆☆

ہمیشاں ہک ملیار ہو عاجز عرض کرے درماندا
بخش دیوان حضوری ہر دم کھلا کھلوتا رہندا
ایہ خالی روکھ حیاتی والا یا حضرت رہیا میرا
میں کجھ منہ میوے دا ویکھاں فضل ہووے جان تیرا
پر فضل فقیراں فضل الٰہی فضلوں فضل امیدی
جان جان فضل نہ مولی طرفوں فضل فقیر نا امیدی
بیٹھے اوہ نومید وبچارا بخش دیوان حضوری
سمیت رتاں دے حاضر ہویا با خاص امید ضروری
آ من فضل الٰہی کھلا تے فضل فقیراں والا
جلالیت وچ پاک عبداللہ بیٹھا حال احوالا

مالن مالی پیش عبداللہ تکی کرن سوالان
فر نال جلالت کہیا اگون صاحب نیک خصالان

اشارۃ عورت گوڑے وچون جے ٹون پیوسن پانی
آس تری با فضل الٰہی پوری ہوسی جانی

فرنال صحابی پانی پیتا اوس عورت نا امیدی
پیون ساتھ ہویا تس حمل تے لگی حرص امیدی

جان پورے نو(۹) مہینے ہوگے بیٹا ہویس پیدا
نذران تے نذرانے وڈیس بہت ہویا دل شیدا

فر مالن تے اوہ مالی دونوین حاضر وچ دربار
پیش دیوان حضوری صاحب تے بیٹا نال شمار

شکرانہ پیش دیوان حضوری رکھیا ہو دل متی
عہد بدھا ہو بعد معین شرنی اوا ہو کیتی

فر پاک عبداللہ آپنے آپون فرمایا ایہ فرمان
پیر بخش ہو نام اس دا رکھنان لائق جان

کیونجے بخش پیر صاحب دی ہویا ایہ فرزند
میوا تازہ جھولی تیری ملیا ایہ دل بند

☆☆☆

ہک زید لاچاری فکران اندر عمر گذار ساری
عورت فوت ہوئی تس دختر پچھے رہے وسچاری

وہ اوس زید نکاح فر کیتا عورت ہور لے آیا
مدت گذری سندہ اوہ عورت حمل قرار نہ پایا

فر آیا پیش دیوان حضوری لگا کرن بیانی
اگلی پچھلی گل حقیقت کیتس آن عیانی

یا حضرت جی اس عورت تھیں دیوے رب فرزند
تاں بالغ پچھلے دفتر میری وچ خانی تساں کمند

دیساں نام خدا دے تساں وچ کنیزاں رہسی
ہور عاجز منہ ایہ حصہ وافر طرف تساڈیوں لہسی

دعا فقیراں رحم خدا دا پاک عبد اللہ کہیا
فریا اوتھ صحابی سن کے ایہ سہیا

کوئی مدت پچھے رن اوس دی نوں چا ہویا جانی
دعاء جناب دیوان صاحب دے قدرت کھیل رچانی

فر نال صحابی دے آپنوں لے آیا خوشحال
پیش جناب دیوان حضوری تکھو ایہ مقال

فر حضرت دیر نہ لائی ہر گو جلدی عقد پڑھایا
آپنے نال با حکم شریعت تکھو نے دل بھایا

ہکین فر دو فرزند ہویدا گھر عبداللہ جانی
ذکر انہاندا اگے ہوسی تکھو اے دل جانی

☆☆☆

یک ہندو پوجا تیرتھ کارن گھر تین باہر گیا
کوئی بہتی مدت گذری اسنوں پچھے فکر نہ پیا
گھر دے لوکاں خبر نہ کوئی کدھر گیا وِچارا
بے شرچون اہل عیال ہو اوسدا پھکھا جانی سارا
اوڑک یک دن عورت اوسدی پیش عبداللہ آئی
اوس اول آخر قصہ سارا حقیقت کھول سنائی
دیوان صاحب تعویذ یک دتا اوس عورت دے تائیں
کھیس چرخہ کتن والا ایہ نال اوسدے لگائیں
یہ صورت حاضر کر کے تنہیں فضل الٰہی ہوسی
کوئی چند دیاڑے پچھے تیتھوں خبر خوشی دی پوسی
گھر وچ کے اوس اونویں کیتا خبر خوشی دی پائی
کوئی تھوڑیاں روزاں اندر خصم آ پہتا اوس جائی
فر کل حقیقت آپنے آپوں اوس نے آکھ سنائی
میں شہر بنارس تیرتھ پوجا کردا دلوں بجائی
اچن چیت ہو حب وطن دی نال شتاب لیائی
جیونکر چیز واؤ دی سٹی اوڈدی وچ ہوائی
ہور ہو باقی مونس اوتھے وتی خبر نہ کائی
اوٹھ کے نال شتابی ٹریا حب وطن دے راہی
عقل نہ جائی ہوش نہ جائی سُرت لگائے تائین
ہوش آیا جاں گھر وچ پہتا باہر شدہ نہ پائین

☆☆☆

ہک وارے قحط باران دا ہویا بارش ذرا نہ ہوئی
نیلا ورق آسمان دسیوے بدل نام نہ کوئی
فتح خان نصیب دلاور حرائی پیش عبداللہ آئی
بارش کارن رل مل تریہاں حال احوال سنائی
کجھ جواب نہ دتا حضرت نہ کجھ بات الائی
اوہ مڑ کے فیر گھران دے اندر بیٹھے آپنی جائی
وت دوئی دیہاڑی حاضر ہوئی پیش عبداللہ جائی
عرض نہ کیتی رہے خموش چاہل در دل مائی
پر کتھوں معلم راز حقیقت سمجھیا پاک عبداللہ
بارش کارن نال شتابی دعا کیتی ولی اللہ
ہک ساعت اندر بارش نازل اوسی ویلے ہوئی
نس بدحال وڑے وچ حجرے بدل بوند نہ کوئی
فر حضرت کہیا جیوں مین بیٹھا صحن میدان سیانو
جے تسیں بہندے بند نہ بارش ہوندی مول نہ جانو
وت فر عرض گذاری اونہاں دعا کیتی ولی اللہ
اتے اوہ مکین بیٹھے کول اٹھائین حضرت پاک عبداللہ
وت فر بارش نازل اوتوں دیر نہ لگی ذرہ
نہران پانی وگیاں نہران سبھ خلق آسودہ ہرہ
اوس بارش وچ سمیت بدحالاں جناب حاجی عبداللہ
باہر حجریوں بیٹھا رہیاہ جناب عالی ولی اللہ

فر اوتھے کے پاک عبداللہ صاحب حجرے داخل ہویا
پہلیں فر دیر نہ لگی ہرگو بڈل بند کھلویا
تس ذاتی اسم جناب الٰہی وچہ آسمان پہنچایا
رکھیہ تصور پیر میران دا بڈل خوب بھراہایا
خلقت وچہ از طرف الٰہی نازل ہویا پانی
اتے ظاہر ہر طرفہ پاک عبداللہ بڈل لاگ پہچانی

☆☆☆

وچہ جاہ بیٹھا شیر مریلا ہر ہر راتیں آوے
جو کچھ لبھیے، چھوڑے ناہیں، حملہ کرلیجاوے
حیوان ہووئے خواہ آدم زادہ ٹلدا ہرگو ناہیں
شیر خونخوارے سخت مریلا پایان تس کہائیں
لوکاں اوسدے مارن کارن کیتے جتن گھنیرے
پر شیر مریلا ہتھ نہ آوے رکھے دور بسیرے
اوڑک پیش دیوان حضوری رل مل آگے سارے
سبھ مذکور اظہار کیتونے پانوان مفت چھٹکارے
حضرت پاک دیوان عبداللہ آپ کاغذ لکھ کے دتا
کیہ کچھ اوس کاغذ دے اوتے کہاں حقیقت پتہا
پہلیں سطر اعوذ دے آہے تے دوجے وچ بسم اللہ
ہور تریجی سطر محی الدین نام عالی شاہ فی اللہ

فر کاغذ ویکھے پاک عبداللہ کیتا ایہ فرمان
روبرو اوس شیر دے کرنان ہوسی دور پچھان

بھین فر لوکان عرض گذاری ایہ کم ہووے نائین
یا حضرت اوہ شیر خونخوارے کردا مار اضائین

ایڈی طاقت کیہڑی حضرت روبرو اوس دے ہووے
رکھ کے جان تلی تے صابر اگے شیر کھلووے

فر حضرت ویکھ لاچار لوکان نون خادم اپنے تائین
کیتا امر تے ناؤن خادم دا بچہ داود سنائین

فریا اوہ داود وچارا وچ جھکی آیا
شیر آیا جد وچ گرانوں دے کاغذ اوس ویکھایا

ویکھ کاغذ نون شیر وچارا نیون سرنون کردا
سجدہ کر کے کاغذ اگے فیر پچھاہان مڑدا

واللہ اعلم کدھر گیا بھین فر وت نہ آیا
حضرت پاک دیوان حضوری ویکھو لوک چھڑایا

واہ واہ ہمت عالی ہمت جس کاغذ آپا ویکھایا
روبرو اوس شیر دے ہوکے واہ واہ قرب سوایا

جس ہتھوں اوہ لکھن ہویا اوہ ہتھ اکسیر عظیمی
نظر اکسیر زبان اکسیری بھن فکر اکسیر فہیمی

ایہ چار اکسیر وچ داخل ہوکے اوس بحر اکسیر عظیمان
چار تے ہک ایہ پنج اکسیران عاقل کرو فہیمان

☆☆☆

جس ویلے پاک عبداللہ صاحب بشندور شہر وچ آیا
اوس ویلے محمود بدحال صحیح سلامت پایا
چنا ایہہ نجابت خان خاص سکوت دارے
نجابت بن عباس دا جانی اے ولدارے
وچہ طریقے نقشبندیہ دے محمود میتوں جانی
دیوان صاحب قادریہ اندر محکم خاص پچھانی
ہک چشمے اوتے پاک عبداللہ ہمیشہ وقتے جاندا
کردا یاد خدا نوں اوتھے بہہ کے من پرچاندا
دو درخت اوس چشمے اوتے آہے بہت خراب
دل وچ بہت پسند عبداللہ واہ واہ چھاؤں عجاب
پر لیکن وارث عبداللہ کہیا پیش بدحالاں جانی
جھیڑے ایہہ مذکورہ اسوں بے عاقل نادانی
دو درخت جو چشمے اوتے مت کوکری آضائیں
نال تاکید سپرد تساں نوں کیتس دلوں رضائیں
پر جاں پاک جناب الٰہی قہر غضب تے آوے
او پردے دے دور کریندا نیکاں تھیں مرواوے
چلے دامن نیکاں اندر ہتھ اوس دے نو پاندا
نال بہانے قہر غضب تھیں اوسدے بیخ پٹاندا
فر اک دن پاک عبداللہ صاحب اوس چشمے تے آیا
بہت حیران متحیر ہویا ذرا نہ رہیا سایا

درخت دوئے مذکور بدہالان سُکّے منہڈون جانی
سچ چیاد نہ چھوڑے ہر گو ہویا ویکھ حیرانی

آہ ہُن قہر خدا دا نازل چڑھیا غضب عبداللہؒ
اوتے اوس محمود خان دے پاک والی ولی اللہ

کہندا بول زبان عبداللہؒ میں تھو ہٹی تیری
جیونکر ٹنڈہ درختاں پایا کر کے شور دلیری

مثل مشہور محمود خانے دی تھو کیا کجھ ہویا
نابود ہویا ٹس پل وچ نامہ غضبون غضب کھلویا

آ ہُن الٰہی بخش فقیرا چلنان قدم آگیرے
غضب ولی دا ہووے جتھ کون کوئی وہ پھیرے

غضب ولی دا قہر خدا دا نازل ہوندا جانی
ولی راضی رب راضی تھیندا نہ تان دور پچانی

کتنی ہزار مرید عبداللہؒ ہک تون ہک سوایا
پر سبھنان وچون صاحب کامل فیض ہور وہان پایا

ہک عبدالباقی ہیں اندر عالی ہمت ہانی
روضہ اوسدا اوتھے جانی ہور نہ کوئی ثانی

واکن آب حیاتی چشمہ صاحب عبدالباقی
کیونجے فیض درختان نوری غم سوز دلیل فراقی

اوس ہکاّ سوز ہو وحدت والا وچ راز تے راز مرینن
نظر افلاک لاہوت دے اندر محکم ثبت معیّن

کیا جانان اوہ بدر جلالی یا شمس آسمانی
مدد کرو یا عبدالباقی میں ہاں در ورنجانی
میں تون ولی مکمل رب دا مدد تیری خاصی
مدد کرو یا عبدالباقی میں عاجز وسواسی
وسواس مراد میں درد رنجانی آ پہنچا در تیرے
مدد کرو یا عبدالباقی مشکل حل ہو میرے
دویا مرید عبداللہ سدا عبدالقادر جانی
خاص سکونت وچ جھلیاری صاحب فیض پچھانی
خلف انہاندے محمد عاشق صاحب تقویداری
عالی شان تے ہمت والا اندر سر اسراری
پہ انہاں دوہاں مریداں تائیں حضرت بہت نصیحت
دتی کدھیں انہاں وچوں باہر کل فضیحت
اے مرید از خواب بیداری رہناں نال ہشیاری
نقش نگار اس دنیاں والا آوے نالیں کاری
پہ مجرے مول نہ جانان ہر گو ہستی کپڑا لاؤ
فناہ ہوناں وچہ راہ خدا دے ہستی جال ہٹاؤ
ایہ دنیاں فانی کوچ نقارہ۔ اوڑک اٹھیں جانان
کم کرناں جس کم دے اندر کم حصول پچھانان
ہو دم گیا پھیر نہ آوے تے دم دا کیا بھروا ساء
اوڑک وایا اللہ دے سیتی مست کر جاتو ہاسا

علم الٰہی نال علم دے سمجھو نال تاکیدان
تھوڑا علم تے بہتا عمل با خاص دلیل مفیدان
بہتا علم بے عملی بھتی جے نال کسیدے ہووے
تان اوہ ویلے حشر نشر دے مارے شہائیں رووے
بالا علم ہو کل دے اوتے فخرون فخر سماوے
جیکو فخرون پڑھن پڑیرے وچ عمل ریاضت پاوے
علم مراد عمل دے اسکی باجھون عمل غبارے
سبھ گرد کدورت دور ڈِلے تھین عملون غفارے
خاص تعلق وحدت اندر وحدت طرف سماوان
کیونجے اوڑک حال نہ باقی زمینان تے آسمانان
ہور مجلس کرنی نیکان سندی حفظ وجودی آکے
جہد تمام ہوائی اندر لائق نظر نہ پاکے
تمکن دے اندر تمکن تعلق خاص سرشتہ آیا
جہد موافق قدر اندازہ قدرون قدر ہو سایا
طاری جہد سکر دی اندر مار غریب ونجاوے
قدر موافق زہد غرقی شامل حال دساوے
فر ہتھ بنھ دوہان عرض گذاری حضرت حق فرمایا
ایہ وعظ تساڈا آب حیاتی منزل تے پہنچایا
بہ جانجان منزل تری نہ معلوم کیونکر پہنچے پاوے
شریعت طریقت حقیقت باجھون شاید جان ونجاوے

مڑ حضرت تشریح تمامی کیتی کھل بیانی
ہو فرمایا اول تنہاں نکتہ وڈ نشانی

اول نال نفی دے کرنان نفی تمام وجود
دوجا فیر فناء فی الشیخ ہک وجود ورود

فناء فی الرسول تریجا درجہ اندر جسم رسولی
فناء فی اللّٰہ وہ درجہ چوتھا سمجھو اے مقبولی

اوّل حال شریعت آئی وچ دوجا حال طریقت
وہ تریجا حال ہو جیت جیوتی نال ثبوت حقیقت

معرفت حال لاہوتی جیہڑا فنا فی اللّٰہ وچ آیا
جنھیں تھاٹھ سمندر وانگن جلوہ لیوے پایا

نیکی بدی معلوم ہو کرنی تے جانے حلال حرام
ایہ کل شریعت نال ہو اسدے باقی ہور پیغام

معلوم شریعت عمل نمودن خواہ نیکی برائی
خواہ ترک حلال پاکے

ایہ اسی روشنا کل مضمون طریقت کار ایہائی
ہن طریقت بعد حقیقت جانو دل دے نال رضائی

نیک پاوے تاں جزا ثواباں بدیوں بدی لگاوے
نال عقاب بدی دے آیا سمجھا اندر پاوے

اتے حلقوں برکت کجے اندر کرنان لوڑی پایا
رسوائی نال حرام لگائی ہتاں حق حق آیا

ایہ کل تعلق رمز حقیقت ہُن اگے معرفت آئی
اللہ بس ماسواللہ ہوس پائی کل جدائی

اللہ صاحب خلقت سازی درج بدرجے پائی
جمال تجلا انوار وصالی وچ دل انہاں چمکائی

کھوئیس طرف بلندی تہناں نال ہو علم الیقین
عیشاں موجاں خوشیاں پایاں نال حق الیقین

ایہ درجہ نال متابعت دے وچ قول نبی دے رہناں
باجھ متابعت سرور عالم ﷺ جاوے نہ کوئی پچھان

وانا اطلب رضائک یا محمد ﷺ ایہ پاک نبی دا شان
روشن دوہاں جہاناں اندر ہویا بیڑ عیان

متابعت پاک رسول اللہ دے چوہنہ (4) قسماں پہ آئی
ہک افعال محمدی ﷺ اکھی تے دوم خصال سنائی

سیوم احوال محمدی ﷺ جانو نال قلوب خلاصہ
وصال محمدی ﷺ چوتھے. اکھی مت کر جانو ہاسہ

افعال محمدی ﷺ کیکن جاپے کھول کر فقیر جواب
نہی منکر تے امر معروف کر وکھو وکھو حجاب

ہر حکمن نال احکام شریعت رہناں ہیت ثبوتی
ہک وال مخالف ہوناں ناکن تار پاء مضبوطی

متہیت کار نہ کرنی ہر گو مت پاء رسوائی
ہور فضل خلفاء الراشدین آکھوں دلوں بجائی

وچ سنت اہل جماعت تولا نال عقیدت رہناں
ہور توبہ طاعت مستقل وچ عین شریعت بہناں

خصال محمدی ﷺ تج کرو ہن ظاہر آئینہ دیکھاواں
خو خصلت باطن اخلاق ذمیمہ باہر آنون لانواں

نال خصال جو حسنہ ظاہر کرو فضیحت دوراں
ارادہ محبت جو ذات الٰہی کرناں طرف ضروراں

امارہ نفس جان بعد مطمئن فر نفس لوامہ تھیسی
جان اوتھیں اگے لنگھ کھلوتا ملہمہ نام رکھیسی

جان فر بالا پیش اگیرے فر مطمئنہ ہویا
ہن قدم نہادہ وچ طریقت ثبت شیوۃ کھلویا

احوال محمدی ﷺ سمجھ پچھانو اس اندرون سینیوں کھلی
غبار وساوس جو نفسانی مارو وحدۃ کھلی

بیماری ہمی اعیات دی سینی کوڑا دور کراؤ
تصفیہ قلب تزکیہ روح حاصل خوب بناؤ

ہن جلوہ خاص تجلا ظاہر نال شتابی ہوسی
جسم ہلاک فنا فی اللہ وچ تا رحز دے پوسی

کل پریشانی طبعی جبوی اٹ جاہ باہر آئی
نال تحقیق انوار حقیقت کشف بہار بنائی

وصال محمدی ﷺ ایہ ہن جانو سہ تھیں بالا پائی
تریئیں مقاموں وداع ہو کے تکیہ چوتھا لائی

آ ہن پک تجلی کامل ستی بعد مواتے
حیاتی پیش اموات مقابل فر قبل موات حیاتے
موتوا قبل انت تموتوا ہو کے چلیو قدم اگیرے
جان تو حقیقت پیش کہلوتا آپنے آپ نیڑے
آ ہن ذکر نہ ذاکر رہیا نہ کوئی فکر وہماتے
ادھر اُدھر نظر نہ خارج اتے نہ متعارض باتے
جان ایہ حال تہاندے اوتے کیتس دلوں بیانی
ہوئی سن کے محو توحیدے اندر ذات ربانی
ولی پاک عبداللہ صاحب جان ایہ نصیحت پوری
سن کے ہوئی خاص مخلص صاحب فیض حضوری
جان پایا فیض جناب عبداللہ پیر جیلانی پاسوں
فر بعد کرامت کیلن ہن اران پاکیس قرب اگاسوں
لکھن وچ شمار نہ آوے ایڈا عالی پایا
واہ واہ خاص دیوان حضوری عالی قرب سوایا

حضرت دیوان حضوری کا اپنے دو فرزندوں کو بوقت وفات نصیحت فرمانا

حضرت شاہ رحمت اللہ ایہی بیٹا پاک عبداللہ
اتے عبدالعزیز جو دوجا بیٹا آہا تس ولی اللہ

لگا نصیحت کرن دوہاں نوں صاحب فیض رسانی
عالی ہمت عالی پایا صاحب فیض حقانی

پر خدمت اندر ٹکڑا بیٹا رہیا بُہتا جانی
اتے دوجا بیٹا پھگن بھی وچ خدمت ہر دو نور نورانی

اے پر باطن حبّ کھیری شاہ رحمۃ اللہ اوتے
لگا چند نصیحت دیون جاگ پئے دل سُتے

اول گوڑ تے غیبت کولوں ہوتاں پرے پریرے
تمباکو نوشی کرو نہ ہر گز رکھناں قدم پچھیرے

ہر دم یاد اللہ نوں کرنا ولدے نال حضوری
نیک اعمالوں تے چھٹکارا بدیوں کدے نہ پوری

سختی گرمی سردی سر تے نال تحمل رہناں
دائم زیر ہواء نفسانی کر نال درستی بہناں

اندیشہ مارن پُھٹن والا کدے نہ دلوچ آنو
ملاقات نیکاں دے اندر بہتاں ہٹناں کدی نہ جانو

ہشیار ہونا وچہ ذکر الٰہی دشمن ہوون دوری
فکر توحید الٰہی والا کرناں با منظوری

ایہ حیاتی نت نہ رہسی تے نہ ایہ ساعت ویلا
مٹے حبّ دی وچ خواہش ہمیشاں کرناں فکر سویلا

ملحدان دی مجلس اندر کدے نہ قدم لگاناں
کیونجے نال تاثیر انہاندی قلب سیاہ پریشاناں

شریعت اتے طریقت سچی رہنان خوشدل ہوئی
حقیقت طرف دوڑ شتابی وقت رہے نہ کوئی

حقیقت تھیں تان معرفت توڑیں پوہنچ باتفاقی
جان جان معرفت پوہنچے ناہیں ٹھلدی ناہیں طاقی

ملاقات مشائخ ترک نہ کرنی جیکر لبھے کوئی
پاؤ فیض شتابی اوتھوں مطلب سارا ہوئی

جس جس طرف کرن اشارہ اوسی راہ پر پڑتاں
پاؤ فیض سلوک ہمیشان قدم نہ پچھے مڑتاں

ایہ عمر تساڈی لعل جواہر غفلت قدم نہ پاتاں
جان عمر نکمی کجھ نہ حاصل نیک کرو سیاناں

غصہ کینہ بخل ریائی کدے نہ دل وچ لاتاں
کشتی صبرے والی اوتے چڑھنا تے چڑھ جاتاں

دیوا باغ عمل دا جھڑا اوہ کاری دوہیں جہاناں
اوس دیوے باغ عمل دے وچوں باہر کدی نہ آتاں

ایہ زن فرزندان نال نہ جاسن جاسی جان اکیلی
ہور دوجا ساتھی باجھوں عملاں اگے کوئی نہ بیلی

دولت دنیا جمع نہ کرنی، اگے مشکل بھاری
سبھ مال اموال دیو راہ مولا کرسی فضل غفاری

ہر دم طرف ذات الٰہی ایہ دل تے جان لگاؤ
ہور ہنجھیں دیتاں نام خدا دے بھکیاں رج کھواؤ

کیونجے ملک الموت تسان تے اوڑک کری پھیراء
کڈھ کے روح بدن دے وچوں خالی کری ڈیا

ہور فوج ملائک عزرائیل آپنے نال لیاسی
جے حسنہ عمل تان روح تساڈا جنّے طرف پہنچاسی

جے سعیہ عمل تان تہانجے ۔ اوسدے ملک طبیعت سختی
عزرائیل دیوے جا انہاں پیش آوے کمبختی

اسی روشنان بہت نصیحت کیتی پاک عبداللہ
دوہان بیٹیاں آپنیاں تائیں پر زائد شاہ رحمت اللہ

کیونجے اندر خدمت حاضر ہو دن راتی رہندا
تان رحلت تیک رہیا وچ خدمت پاس پدر دے بہندا

اس سیتوں پاک عبداللہ اونہہ اسدے راضی
بیٹے شاہ رحمت اللہ اُتے مت کر جانو بازی

فر بچے اپنے اس دے تائیں حکم کیتا عبداللہ
مسند نشین مصلّے اوتے بیٹھو اے ولی اللہ

ایہ ختم تمام نصیحت ہوئی ویہویں(۲۰) ماہ شوال
روز آیا پنجشنبہ جانے وقت صبُوح سہال

اُتے ساعت آہے وصل دے طرفوں ذوالجلال
راحت موت جو عاشقاں سمجھو ایہ مثال

ہور قطرہ قطرہ بذل نازل حکم ہوا سبحانی
فر عزرائیل با حکم الٰہی رکھیا ہتھ سنجانی

قبض کیتیس ارواح عبداللہ ذرہ دیر نہ لائی
دہ سو ہجری سنہ بہتر (1072) پہتا اپنی جائی

صاحب عین صفائی والا جناب حاجی عبداللہ
صاحب اکمل ولی مکمل پاک جناب عبداللہ

صاحب نظر اکسیر اعظم دا پاک ولی عبداللہ
صاحب جوش فقر دے والا جناب عالی عبداللہ

صاحب فیض رسانی والا عالی خاص تجمل
صاحب خاص ہدایت والا کامل سر تکمل

اوپر جنازے پاک عبداللہ اتنی خلقت آئی
جتنی وچ حساب نہ آوے معدی ناہیں لوکائی

خشبوناک معطر سارا ہویا اوہ میدان
خلقت پک یقین ملائک لتھی آہ آسمان

ایہا پک روایت کہتی جہان اوہ خوشبوئی
پہنچی ملک جیھن لوکاں چا مل ہویا سبھ کوئی

ہن توڑیں ایہ پک عقیدہ لوکاں سہنان ہو آیا
پر ایہ رمز نہ کدی کسے ڈاہڈا فکر کہلویا

اوہ خوشبو عطر دے وانگن جہڑی ہوئی ظاہر
وچہ میدان معطر کیتیس پہر کوئی نہ ہویا ماہر

اوہ ذاتی اسم دے اندر ہویا وانگ مثالا
وانگن عطر جسم اسم تھیں پیا بہتر نرالا

عشقوں نڑی وچ وجودے ضابطہ تیک حیاتی
روح ضابطہ سر پوش دے واگن گھلا بعد سواتی

ککھن ہزاران سونہہ ہانڈی دے پر کِک تقدیروں کھلا
خوشبو ناک میدان اوہ سارا آوے ہر ہر محلا

عجب نہ کرناں رب تھیں ڈرناں جو ایہ بات آلائی
مین ایہ حصہ پاس ولی دیوں پایا آپیٖں جائی

جاں فارغ ہوگئے جنازے کولوں گھر نوں آئے سارے
خاص الخاص سبہ رل مل بیٹھے کِک دوجے دے پیارے

مورج خان بدہال تمامی سخن ترازو کر کے
بہایا مسند شاہ رحمت اللہ نال دلے دے پھڑ کے

کیونجے آپ دیوان حضوری فرمایا ایہا فرمان
اِٹ ستھوں شاہ رحمت اللہ مصلّے بیٹھا جان

عبدالعزیز برادر تسدا خالی مسند رہیا
شور تے غوغا پیتے کیتس ہر ہر طرف سنہیا

پر ہمراہی کسے نہ کیتی تے بجتی وقت پائی
بہت ملائی تے رسوائی پر ککھن ہار نہ کائی

اوڑک عاصا زور جھنگانے شاہ جیلانی والا
لے کے ٹریا باہر شہروں سونہہ گجرات حوالا

بشدور شہر تھیں وداع ہویا عالی ہمت پایا
موضع گوکل اندر اونے قدم مبارک لایا

پرگنہ وچ گجرات دے گوگی نال بک جائے
پکڑ سکونت بیٹھا اوتھے خاص دلے دے رائے

ہُن ہورین اولاد جو اسدے گوگی اندر جانی
فضل خدا دا بہتا اونہاں صاحب فیض رسانی

شاہ رحمت اللہ وچ بشندورے خاص سکونت ہویا
صائم الدہر تے قائم اللیل وچ زہد جناب کہلوایا

صاحب عالی ظاہر باطن کرامت حال ضروری
جیکو در انہاندے آوے آس کریندا پوری

جد فقر ظہور انہاں تھیں ہویا مُلکیں خبراں ہکیاں
واہ واہ عالی ہمت والا دُھماں مُلکیں پئیاں

فوراً درجہ وڈّا تسدا کیتا ذات ربّانی
پر جو کچھ روز ازل دا لکھیا اوہویں ہوندا جانی

کرامات شاہ رحمت اللہ قدس سرّہ

سلطان مراد قلی خان گکھڑ مُلک اندر پوٹھوہار
شوکت حشمت نال معیّن زور اندر بسیار

اورنگ زیب شاہ دے اگے نوکر اُس نوں جانی
اورنگ زیب وچ ملک پنجاب آیا ہمت شانی

شاہ شجاع وچ ملک پشاور برادر اُسدا سکّا
چڑھیا اورنگ زیب دبے اوتے لگّا دینون دھکّا

اوس آدم بہت اکٹھا کیتا سو ہزاراں تائیں
لنگھ آیا دریا سندھ تھیں چاول کھت کھائیں
اتے گکھڑ تائیں حکم لڑائی دتا شاہ اورنگ زیبی
چڑھ توں شاہ شجاع دے اوتے کرتاں دور فریبی
فر گکھڑ نال شتابی آیا شاہ رحمت اللہ پاس
کہندا میتوں حکم لڑائی ایہہ پر دلوں ہراس
نالے ہور بدحال بشندورے شاہ رحمت اللہ کول
منت زاری کرن سوالاں جیہوں میٹھا بول
یا حضرت اس گکھڑ تائیں مدد تیری لوڑ
چڑھیا شاہ شجاع دے اوتے فوج تھوڑی کمزور
سن کے حضرت گریہ زاری لکھ تعویز اک دتا
چڑھیا شاہ شجاع دے اوتے کڈھ توں اوسدا پتا
قبضے نال شمشیر اپنی دے بنھ توں ایہہ تعویز
فتح ہوگ نصیب تساں نوں سوہنی خوب تمیز
فر لے کے رخصت ٹریا گکھڑ اٹک فوجاں نال
اندر علاقہ چھچھ دے مچیا نعرہ جدل جدال
تھوڑی فوج گکھڑ دے آہی تے اودھر لاکھ سپاہی
ہر ہر طرف نعرہ مارو خونی فوج بے راہی
آ غوث الاعظم مدد کیتی تے فتح پائی گکھڑ
تنگ ہوئی سب فوج شجاع دی دیں دوہائی تکھڑ

کیونجے اندر شور لڑائی نام گکھڑ دا پھُلا
ہوئی ہزیمت شاہ شجاع دی شور غضب دا جُھلا

نس کے وِچ پہاڑیں وڑیا چُھپدا لُکدا ویندا
اتے گکھڑ مُڑ کے شاہ رحمت اللہ نذر نیازاں ویندا

وڑیا بشندور دے اندر گکھڑ جو موصوفی
قدم بوسی کر حضرت والی بیٹھا حال وقوفی

دیکھو شاہ رحمت اللہ صاحب عالی رتبہ والا
دتا فیض جناب عبداللہ تِس نوں حال احوالا

جو کچھ کہے زبانوں باہر اونویں ہوندا جائی
حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب عالی فیض رسائی

اوڑک اک دن کوچ نقارا چلناں سبھناں جائی
ایہہ موت سرے تے ہر دم قائم سمجھو اے دلجائی

پوہتا آن غروب دے نیڑے دیہہ حیاتی والا
پائی رحلت شاہ رحمت اللہ دساں کھول حوالا

وہ سو سن تریانوے (۱۰۹۳) ہجری پائی تِس وفات
چھوڑ فناہ تے دار بقاہ ٹریا عالی ذات

چار فرزند انہاں دے باقی انہاں کراں شمارے
عنایت اللہ تے عبدالسلام صاحب تقویٰ وارے

تریجا محمد امین ایہائی شیخ محمد نالے
صاحب معین صفائی اندر خاص تجربہ والے

وصیت شاہ رحمت اللہ سندے شیخ محمد تائیں
پچھے میرے مسند اوتے بیٹھا عمل کمائیں

ایہ بیٹا تھین مقام دے اندر صاحب فیض حضوری
بھجے طالب اسدے پاسوں پان مراداں پوری

ہک حضرت شاہ مراد حضوری تھین با حال قلندر
قلندر ذات بذات امیزہ روضہ خانپور اندر

ایہ کامل اکمل ولی مکمل صالح مادر زاد
یاران سو تے چودان (۱۱۴۳) ہجری سنہ رحلت شاہ مراد

ہور ہک صاحب فیض پچھانی سلطان صاحب ہو نام
مظفر آباد دے اندر روضہ اوسدا صحیح مقام

انہاں دوہاں شیخ محمد مرشد پکڑیا جانی
آواز کرامت دوروں سنکے بیعت ہوئی پچھانی

نال صحابی فیض انہاں نوں شیخ محمد پاسوں
فر ہویا فیض اونہاندا ظاہر پایا قرب اگاسوں

حضرت شیخ محمد صاحب اندر حق دوہاں دے
سلطان صاحب تے شاہ مراد از غولوں شان اتاں دے

ایڈا عالی پایہ ڈِٹھا شیخ محمد جانو
انہاں دوہاں مریداں تائیں دل کر فکر سیانو

کھلے راز غول دا تھیوا اونہاں دوہاں تائیں
سلوک اندر ممتاز دوہاں نوں رکھیں جا بجائیں

بلخے پار سلوک دوہاں نوں چھوڑ اوتھے مُڑ آیا
حضرت شیخ محمد صاحب ویکھو جیکں من بھایا

اگے شاہ مراد دے شعر عجوبہ عقلوں فکروں باہر
ہک تھوڑا جیہا آکھ سنائی تینوں کریئے ماہر

دل دیاں دے سبھ کو جانی ہے نام سائیں دا ہے دم دم
کوئی قاضی کوئی ملاں مفتی شاہ مراد خداے دم دم

کرامات حضرت شیخ محمد قدس سرّہ

اک دن حضرت شیخ محمد وچ حجرے بیٹھا آہا
اوتھے صحابی خادم تائیں کہیں ولدے خواہا

بشارت خان نوں صحابی گھلو ایہہ پیغام پہنچا
جھبتی خانقوں باہر آوسن ذرہ دیر نہ لاہ

خادم پہنچا آکھ سنایا جو کجھ حضرت کہیا
اوہ نال صحابی سُن کے باہر فر حال متحیر رہیا

کیا ویکھے جو اچن چیت سقف خانے دا ڈھہیا
فر کہندا شاید اندر ہوندا مردا تے دل ڈریا

سر صدقہ اوس گل تے جس دتا اہا مسکینان
ہور بذر علیحدہ پیش حضرت دے دتس نال یقینان

ایہہ گل سن کے گل بدحالان خاص یقین جو ہویا
حضرت شیخ محمد اوتے رستن حضور کھوایا

☆☆☆

ہک جمعہ بانندہ شیر پیالہ ہر دیہہ رات لیاوے
واسطے حضرت شیخ محمد اجر حضوروں پاوے

پر اک دیہہ ڈزد ہو موضع لیہوی لے گئے مال بانندہ
گاوہ میش تمامی اوس دا وانگ مجول درندہ

رات پئی تاں مال نہ آیا بانندہ ہویا اوداسی
شاید ڈزداں ڈزدی کیتی دل ہوئیس وسواسی

فر گریہ زاری کردا آیا تے عرض حضور پوچائی
یا حضرت گاوہ میش جو میرا چور لے گیا کائی

نہ تاں دودھ میں تیرے کارن آناں دلوں ہجائی
یا حضرت دیہہ مدد میتوں لوڑ اساوں آئی

جھٹکے دوہ پیالہ شیروں میں پہنچ جلد لیاواں
جے اوہ گائیں مجھیں لبھن ذرہ فرق نہ لاواں

انہوں کوئی نہ جانے ہرگز اہل اللہ دے تائیں
ڈانگ آوے جان ذرے اندر جانن خاص تدائیں

فر حضرت کہیا گھر آپنے وچ توں وچ بیٹھیں یار
ویکھ ارادہ لایزالی کرسی فضل غفار

فر بانندہ بیٹھا گھر دے اندر باہر مول نہ گیا
اجڑاں ویکھو بر چوراں دے کیا کجھ شورش پیا

جاں اوہ کول گھراں دے پہنچے چشموں ہوئے دیہنے
راہ نہ دیکھے عقل نہ رہیا ہاے کرماں دے ہینے

جان نو طرف بشدور دے ویکھن اونوں صحیح سلامت
جان فر طرف گھراں دے ویکھن اونوں صحیح بدامت

واہ واہ ڈانگ ہو غضبے والی ہر چوران دے بجی
ہوئے نابینے پل وچ عاجز لو چشم دی بجھی

پاہون ڈانگ نہ جانے کوئی ڈانگ ذرہ جد آوے
تائیں کوشش اگا پچھا کردا فرحت پاوے

پاڑے ترے کٹے کیتے پہ چوران وس نہ چلیا
سخت شہارے ڈھند وکاری نور اکھیں دا ڈلیا

وہ سے (۱۰۰) کوہاں لگیں ڈانگ ہر چوراں دے ورتی
فر مال پاندہ راتو راتیں چھوڑ گئے اوس دہرتی

جتھوں مال اٹھایا اونہاں آہدا اوسے جائی
جتھے فیر گھراں نوں چلے لو چشم دی پائی

فجر ہوئی تاں مال پاندہ اونوں گھر ول آیا
ہک ذرہ کجھ نقصان نہ ہویا امن آسمن ہو پایا

فر لے کے ڈوڈہ شخالی سنتی آیا طرف جنابی
جتھے طرف شیخ محمد پوہتا آہ فیض یابی

آکھ نمن الٰہی بخش فقیرا، چوراں دا احوال
لیکن ظاہر وچ جہانی ہویا بہت ویکھال

درد ہوندا جان کسے تائیں اوہ آپوں آکھ سناندا
ہر ورقی دا گل اندازہ ظاہر کر وکھلاندا

اوہناں آپ زبانی لوکاں اگے کہیا حال احوالا
فر رفتہ رفتہ ملکاں اندر کھنڈ گئی در حالا
واہ واہ ولی مکمل کامل حضرت شیخ محمد
واہ واہ سالک طریقت والا ہادی شیخ محمد
المدد یا شیخ محمد ، میں دردا‌ں بہتا اکایا
عاجز مفلس فہمید غریبی حال غریبی پایا

☆☆☆

ہور ہک خادم اس حضرت دا کالو اوسدا نام
آہا صدق سچے برکت والا محرفون خاص تمام
اک دن پیش ہو شیخ محمد حاضر آن کہلویا
کہندا ہک دلبند ہو میرا حضرت عاجز ہویا
مرض چیچک جیہیں دونوس چشماں رنگ سفیدی پایا
ہک ذرہ لو اکھیں دی نائیں پاس تساں لے آیا
توں دریاء کرامت رحمت ہے ہک قطرہ پانی
اس عاجز دی جھولی اندر بھتی فرحت لائی
فر تھیا حضرت ہوش تجربہ ویکھن والیاں ڈٹھا
واہ واہ بھاگ نصیب نائی دا بدل واگن وٹھا
لب مُنہیں دے حضرت اپنے اکھیں اوسدے پائے
جتی گرد کدورت چشموں کڈھ کے دور وگائے
روشن ہویاں پل وچ اکھیں چنگا چنگا ہویا
واہ واہ شیخ محمد صاحب درد تمامی دھویا

اسی روش کرامت حضرت بُھتی وچہ جہانے
میں عاجز ور دی لکھ نہ سکاں عقل نہ سُرت ٹھکانے

آہ آفتاب غروب دے تیڑے پوجتا یار سمہال
تم تمام حیاتی دیاں حضرت شیخ کمال

بعضے حضرت شیخ محمد رحلت جانو پائے
یاران سو تی نون(۱۱۰۹) ہجری خاص وصالت لائے

چار صاحبان معرفت کی کرامات

حضرت جناب عنایت اللہ صاحب عالی ہمت شانی
صاحب علم حلیمی والا تے صاحب فیض رسائی

چلیا چھڈ جہان نوں صاحب تقوی داری
وتی نوبت کوچ دی ہجھو اے دلداری

قطب دوران مرشدِ کامل
سالِ وصلش چو جستم از ہاتف

کرد رحلت ز دارِ دنیا زود
جائے او روضہء (۱۱۳۶ھ) عدن فرمود

چار پُتر عنایت اللہ صاحب چار عالی شان
اول عارف دُوبا قائم ترتیجا معصوم عیان

چوتھا حضرت مراد پچھانی عالی ہمت والا
پر قائم صاحب لاولد ہو رہیا ہجھو حال اوالا

عارف صاحب دے پُتر تراکے سمجھو ایہ تقریر
فتح محمد ول محمد روشن بدر منیر

تریجا عبدالغنی ایہائی وانگن پُھل گلابی
ہُن وکھو وکھ احوال انہاندا کرساں جیوں آکتابی

پر حضرت ول محمد صاحب لاولد بے ہو گیا
اس دار فنا تھیں طرف بقا دے پچھے کوئی نہ رہیا

حضرت فتح محمد صاحب وچ سلک طریقت جانی
وچ زہد ریاضت تقوی سیتی آہا فیض رسانی

فوت ہویا ترے بیٹے پچھے تے نام اول ولی اللہ
حفیظ اللہ دوجے دا ناواں ولی والی ولی اللہ

غلام علی تریجے دا اسم ایہ تراکے عالیشان
دانشور تے طاعت اندر تریجا زور تران

ولی اللہ دے گھر دے اندر تھے دو فرزند
وانگ چراغ اونہاں روشنائی اوہ عالی دلبند

ہک دا نام غلام محمد تے دوجا شیر جوان
خاص عبادت الٰہی اندر دونویں محو دھیان

غلام محمد دا بیٹا ہک تے نام حسین علی
علم عمل وچ محکم آہا صاحب عین ولی

حفیظ اللہ دے بیٹے دونویں عالی عین صفاء
قادر بخش تے پیر بخش صاحب اہل حداء

قادر بخش اولاد نہ ظاہر ہرگز ناہیں ہوئی
پیر بخش بھی قائم جانی اِتھے شک نہ کوئی
غلام علی دے گھر دے اندر ہوئے ترے فرزند
ہاشم علی حسین علی مدد علی سُن چند
ہُن ذکر اولاد ہو عبدالغنی کرساں خوب بیان
تا تی معلم ہووے لوکاں سارا راز عیان
عبد غنی دے گھر دے اندر ہکا بیٹا جانی
صاحب اہل عبادت والا عالی مرد حقانی
محمد وارث نام تسدا صاحب اہل ہدایت
پھر اسدے گھر وچہ دو فرزند کافی اہل کفایت
خدا بخش ہو ناواں ہک دا تیس اولاد نہ کوئی
حضرت شیر دوجے دا ناواں اولادوں خالی ہوئی

ذکر اولاد معصوم شاہ

حضرت شاہ معصوم تجربہ کیتڑیا وچہ جہانے
صاحب فیض تے عالی ہمت صاحب قطب ربانی
آہ ہُن ویلا اوڑک آیا تے ہویا غروب آفتابی
تاریخ وصال محمد معصوم سمجھو اہل حسابی

سولہویں (۱۶) ماہ ربیع الاوّل ہوئی خاص تیاری
شب پنجشبہ وقت نماشاں جا ملی محبّ دیداری

یاران سو تے پینٹھ (۱۱۶۵) ہجری سنہ مقرہ ہویا
واللہ اعلم روح قصنوا کت جا وچ کھلویا

دو بیٹے تس پچھے رہیا عالی بزرگوار
فقیر محمد تے محمد روشن زہد اندر بسیار

فقیر محمد دے گھر دے اندر روشن دو چراغ
سلطان علی تے محمد لطیف گُل گلابی داغ

سلطان علی لاولد پچانی گیا چھڈ جہان
محمد لطیف دے ترے فرزند رکھیا باغ عیان

احمد شاہ تے محمد شاہ رستم علی ایمائی
ترائے وچہ شریعت محکم تار توحید بجائی

فر وارو واری ترائے چلے اندر دارِ بقاء
کیا ہویا جے ہیسے حیاتی اوڑک جان فناء

محمد شاہ دا بیٹا پچھے کرم شاہ اوسدا نام
تے احمد شاہ دے چارے بیٹے صاحب فیض انجام

محبوب شاہ تے فضل شاہ وچ سلک طریقت قائم
بہار شاہ تے جیون شاہ رہے وچ شریعت دائم

حضرت محمد روشنؒ کی اولاد کا بیان

حضرت محمد روشن گھر ہک بیٹا ہویا پیدا
قاسم علی ہے نام تسندا وچ زہد عبادت شیدا
سخر ہویا تس بیٹے پچھے ترائے خاص پچھانی
پیر بخش تے الٰہی بخش محمد علی ہی جانی
پیر بخش تے الٰہی بخش تنہاں اولاد نہ کوئی
محمد علی تے عباس علی عمر جہانے ہوئی

حضرت مرادؒ کی اولاد کا بیان

مراد صاحب دے دونویں بیٹے صاحب زہد ریاضت
شرف دین تے محمد غلام وچ محکم حال عبادت
شرف دین لاولد ہو گیا طرف اوس دار بقاء
اتے محمد غلام دے بیٹے صاحب فیض آیا
فیض بخش تے کرم بخش عالی جلوے دار
فر فیض بخش دے دو فرزند دونویں بزرگوار
تقدیر الٰہی دوئے لاولد چلے چھوڑ جہان
صاحب عین صفائی والے عالی ہمت شان

اسم انہاں دا ظاہر کر کے تینوں لکھ وکھاواں
مردان علی تے سید علی دل تیرے تے لاانواں
کرم بخش صاحب اولاد مہچانی ہکا بچا جان
الٰہی بخش ہو ناواں اوس دا عالی ہمت شان
فوت ہویا دو بیٹے اسدے سُنجو بزرگوار
فیض علی تے شرف علی سُنجو اے دلدار
باقی ہور تمام اندازہ اگے حد نہ کوئی
جس نوں چاہے وڈیائی مولا جس نوں چاہے نہ ہوئی

حضرت عبدالسلامؒ کی اولاد کا بیان

عبدالسلام دی کراں حقیقت سُنجو ایہ مضمون
ایہ بچا شاہ رحمت اللہ سدا وچ سالم وسن قانون
ہور سلک طریقت محکم آہا عالی اعلیٰ حداء
والی ولی مکمل کامل صاحب بے ریاء
فر انجن چیت ہو کوس رحلت اس نے پائی
وجیا ہا تقدیر الٰہی فر گیا طرف بقائی
عبدالسلام دا ہکا بچا صاحب فیض بلندی
وچ شبت شریعت شبت طریقت کوئی صفت نہ جہان سندی
میر محمد ناواں اوسدا جلوہ جیوں آفتابی
عالی شان تے عالی ہمت کیا حاجت مہتابی

غروب آفتاب ہو ہویا اسدا قریا عالیشان
جان محمد دین محمد دو بیٹے بعد عیان
صاحب اہل صفائی واں دوتویں کامل جانی
وچ خاص شریعت عبث طریقت محکم دلوں بجانی
آہ وقت نوبت کوچ دی فر رحلت دوہاں پائی
ایہ دنیاں فانی چھوڑ کے جنت طرف سدھائی
جان محمد دے بیٹے چنگے چارے بزرگوار
غلام دین تے ناصر دین عالی جلویدار
تریجا فضل دین ایہانی صاحب حسن خصال
چوتھا نجم چراغ الدین لاولد تم سبھال
دین محمد دے بیٹے ترائے اوّل شاکر دین
وہاب دین تے محمد علی فر تم تمام یقین

حضرت محمد امینؒ کی اولاد کا بیان

حضرت جناب محمد امین ایہ بیٹا شاہ رحمت اللّٰہ
صاحب صدق صفائی والا پاک والی ولی اللّٰہ
وچ محو شریعت محو حقیقت ہور محو طریق لاہوتی
فضل کمال شجاعت والا وچ تار رسر مضبوطی

بیان کرامت جناب محمد امینؒ

بکوارس شاہ تیرے لوک بالا سقف کراندے

پر بیٹے آدم چک نہ سکن تخت ہو بیٹے درماندے

محمد امین ایہ ویکھ تماشا جوش چڑھیا جانی

زردی حال وچ ہوش تجربہ ہویا سرخ نورانی

تس نعرہ ذاتی اسم الٰہی ہکا وار آلایاء

کر کے یاد اللہ دے تائیں وچ ہتھ شاہ تر دے پایا

وانگن سوئی چک لے گیا کھوہ اوتے جھٹ لگائی

لوک حیران تحیر اندر بات نہ آوے کائی

ایہ ہر وقت راتی یاد خدا نوں کردا رہندا جانی

اندر رمز توحید الٰہی داخل خاص نورانی

آء وتی نوبت کوچ دی فر چلیا چھڈ جہان

حضرت پاک جناب امین صاحب فیض رسان

فر محمدؒ جعفر بیٹا اسدا پچھے رہیا اک

صاحب عین صفائی والا پر کدی نہ ہویا ڈک

ظاہر وچ شریعت قائم تے اصلی راز حقیقت

زہد ریاضت متقی سچی ہور قناعت وچ طریقت

نِکی فر وصلت روز مقرہ بڑے ڈھکا جانی
قالو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ہویا سفر پچھانی

محمد جعفر دے بیٹے اُچّے چارے عالی نام
محمد عظیم سلطان محمد با فرحت عیش انجام

ہور تریجا بیٹا اس ولی دا نام اس دا کلیم اللّٰہ
صاحب راز حقیقت والا چوتھا ہے عزیز اللّٰہ

حضرت محمد عظیمؒ کی اولاد کا بیان

فر محمد عظیم دے بیٹے دوگے دونویں عالی شان
شرف شاہ تے جان محمد صاحب راز عیان

بہتیاں لوکاں فیض جو پایا انہاں دوہاں پاسوں
لاولد گئے تے دوہاں سنڈا ظاہر قرب اگاسوں

حضرت سلطان محمدؒ کی اولاد کا بیان

ترے بیٹے سلطان محمد روشن جیوں آفتابے
محمد حیات تے محمد علی کیا حاجت سہجابے

شاہ والی ایہ تریجا بیٹا نکی عالی عزت نام
وچ سلک طریقت محکم ترا کے پیتا عشقوں جام

محمد حیات فرزند نہ کوئی خالی اونویں رہیا
محمد علی دے دونویں بیٹے حق سچ راوی کہیا

قطب الدین پہلیں دا ناواں تے دوجا چراغ الدین
دونویں حضرت گذرے ہیں ایہ صاحب صدق و یقین

شاہ ولی دے گھر دے اندر چھے فرزنداں پچھانی
صاحب حسن صفائی والے سارے یکساں جانی

قادر بخش پہلیں دا اسم وانگن پھل گلاب
حیات بخش دوجے دا ناواں اندر ذیل حساب

کریم بخش تے فیض بخش پنجواں فضل الدین
محسن علی چھیویں دا اسم سمجھو اہل یقین

قادر بخش اوتھوں کر رخصت آگے وچ اراضی
اوہ اراضی روشن نوروں جتھے وسن قاضی

فضل کرم تھیں اللہ دتے دو فرزند پیارے
محمد شاہ وڈیرے جتھڑے ہے اولاد سدھارے

محمود شاہ جو نکے بھائی آگے وچ گلاڑی
ساری اپنی عمر اونہاں نے اوتھے آن گذاری

دو فرزند اونہاندے باقی دتے مالک
محمد ہاشم نور حسن دو کیتے اللہ خالق

نور حسن دے بیٹے دو غلام حسن تک جانو
محمد لطیف دوجے دا ناواں وچ گلاڑی مانو

کریم بخش ہو بھائی دوجے قادر بخش دا آیا
ٹھوہے اندر اوس نے جا کے ڈیرا اپنا لایا
روشن علی زمان علی دو پسر انہاں نے چھوڑی
زمان علی چھڈ فانی دنیا طرف بقا لکھ موڑی
روشن علی بقا وچ دنیا ٹھوہے اندر وسّی
محسن علی ہو وچ بشندور سُنے اولاد ہی ہسن دسّی
دو اونہاندے بیٹے قاسم علی ہو جگ جہیں چلے
محمد ولی بقا وچ دنیا بچے رہے اکلے

حضرت حیات بخش اور ان کے صاحبزادگان کا بیان

جناب حیات بخش صاحب فیض عالی کہ شد ہویدا درجہان
نام نامی حصل شد آن گرامی صاحب آن خاص عالی خوبتر
ظہر صیقل اِلتجاہا مشکل کشاہا صاحب آن دربیان
دردہن دنیا ثبت دایم صایم قایم کامل اکمل باثمر
خصوصا برکت و یُمن باہ در نہائی لا عمر خلق ایں جہان
بوقت آن کہ مرگ آمد تفریق ذرہ لاپوشیدہ سوز تر
ثابت وہن ہی دے اندر صاحب نیک خصال
جناب حیات بخش نوں جانے اندر محبّ جمال

ہمیشاں روٹی رزق حلالی ثابت کر کے کھاندا
بل واہے تے فکرے سنتی ذاتی اسم دیہاندا

رہے ہمیشاں بھلو اندر وچ مسیتے جائی
علم عمل وچ پکّا آہا صاحب فیض رسائی

پر واسطے روٹی رزق حلالے آپوں کم کریندا
ہور کسے نوں مول نہ آکھے آپوں ہل وھیندا

جو ہتھاں پیراں کرن ملائم کم نہ مول کریندے
اوہ آپنے آپوں سختی اندر جانو دوزخ تھیندے

جو لوکاں کولوں کم کراوے تے آپوں ہتھ نہ لاوے
اوس جیہا ہور بُرا نہ کوئی مفت ایمان لٹاوے

جے نال مزدوری لوکاں کولوں کم کراندے کوئی
جو آپنے ہتھوں ہو نہ سکے جانو جائز ہوئی

آ ہُن الٰہی بخش فقیرا کدھر گیا خیال
جناب حیات بخش دے صفت کر توں جلدی نال

اوہ عالی ہمت آب حیاتی صاحب فیض گرامی
صیقل نظر تے کشف قلوبی وچ اصلی حال مدامی

اوہ عاشق ربّ رسول دا آہا سبھ تنگ خوشی دوری
وچ کامل شوق خدا دے ہر دم سالم چہرہ نوری

جناب حیات بخشؒ کی کرامات کا ذکر

زراعت ربیع ہو خرمن اندر سٹی تس ہکواری
سوکانوں کارن تموز آکتاوں تھلی آن غباری
ایسی واؤ غضب دی وگے کہیا کجھ نہ جاوے
یہ جلدی چار چوفیر زراعت حضرت گھیرا پاوے
بیٹھے سیف زباناں حضرت بولے کلام ربّانی
ہک ذرہ حیلہ بلیا ناہیں زراعت اسن اسانی
ہو فیر زراعت رعد آوازہ گرد غبارے جاوے
جیکر ہوندا ہور کوئی تے جلدی ہوش ونجاوے
حیات بخش ہو ڈریا ناہیں اوس رہیا کہلویا
وچ خرمن بافضل الٰہی دور نہ ہرگز ہویا
صاحب فیض اوجالا نوری واہ واہ ہمت والا
ہادی اہل ہدایت والا تے نور نرالا
اتے ہور لوکاندے خرمن اندر حیلہ رہیا نہ کائی
پہلے حملے نال ہنیری لے گئی واؤ اوڈائی
جاں ویکھیا لوکاں خرمن تیندا زراعت صحیح سلامت
بہت حیران تحیر ہوئے تے آئے پیش ندامت
فر او تدہیئہ لوکاں ادب انہاندا حق تے ظاہر جاتا
چھپیا ہویا ظاہر ہویا تے لوکاں صحیح پچھاتا

☆☆☆

فر اندر راج ستھاں. دے ظاہر ہور کرامت ہوئی
کجھ دل تھیں کرو عقیدہ راوی کہے ہر کوئی

ہک احمق ٹولا گاڈہواناں لگے بکر چراوان
وچ زراعت اس حضرت دے منع کرن تاں ماراں

بے بھتیاں لوکاں آکھ سنایا گاڈہواناں تائیں
ایہ صاحب زادہ تس زراعت ضایاں کرو نائیں

ہے بزرگ زادہ منڈہ قدکی اولاد دیوان حضوری
مت کوئی پوے طوفان تساں تے ہوسو بے منظوری

ہر اہل ایمان ہو قدر پچھانن بے ایمان نہ ہر گز جانن
جاں ویکھو تاں وانگ حیواناں کھانون سوجاں مانن

اوہر منع نہ ہوئے ہرگز سبھ بلد زراعت لایا
بند ہوئی منہ بلد تماماں ہک ذرہ گھٹ نہ کھایا

زراعت حیات بخش صاحب دی اووہس امن امانے
گاڈہوان ایہ ویکھ تماشا ہوئے بہت حیرانے

ہو پشیمان قدماں تے ڈھٹھے او ہو قوم نتاسی
اتے چار چوفیرے لوکاں سنیا ہئی بھتی ہاسی

گاڈہوان ہوئے شرمندہ نکلیں ذہناں پیاں
تقدیر الٰہی اونوس آہے ہر جاہ تھراں گیاں

حضرت حیات بخش کی وفات اور ان کی کرامات بعد از وفات

جس ویلے آن بیماری تسوں پہنچی موتا والی
صاحب زادیاں عرض گذاری ہوکے پیش سوالی

یا حضرت اسیں وطن مالوفہ بھندور اندر لے چلیے
جتھے بزرگ ہور تمامی اوتھے خاکو رلیئے

فر حضرت کہیا انہاں تائیں دے جواب قرارے
میتوں لائق اسی جائے دفن کرو دلدارے

واسطے حفاظت میلو اندر لوکاں کارن رہساں
اس جائی دے خاکو اندر اپنا آپ رلیساں

کھڑیو نہ بھندورے اوتھے ویساں ناہیں
ایہہ گل آکھ حق تسلیماں ہویا شتابی راہیں

ششم ماہ جمادی الاول روز جمعہ دا خاصا
باراں سے چھہتر (۱۲۷۶) ہجری ٹریا شک نہ ماسا

فر صاحب زادیاں دوہاں رل کے کیتی جھٹ تیاری
ٹُن لے چلاں بھندور دے اندر آن ہوئی ہشیاری

تقدیر الٰہی بدل نازل اوسی ویلے ہویا
فر ہر یک آپو آپنی جائی وچہ یقین کہلوایا

موضع میلو تکی مسجد روضہ تسدا چنیاں
سبحان اللہ الحمد للہ شکر کریں توں جنیاں

ایہ کرامت بارش والی مرنے پچھے ہوئی
سمجھو سمجھو کرو عقیدہ اِتھے شک نہ کوئی
صاحب حیات نعش دے پچھے باقی دو فرزند
صاحب عین صفائی والے عالی قدر بلند
حشمت علی پہلے دا ناواں لکھیا ویکھ ضروری
نواب علی دوجیدا اسم وچ درگاہ منظوری
ایہ دونویں دمن نگی دے اندر محکم تقویداری
صحیح سلامت عیشان موجان فضل ہو ایزد باری
انہاں شرک بدعت والی ساری پٹی ہے بنیاد
ہور غصہ شہوت حرص ہوائے کیتا دور فساد
جس جائی تے قدم انہاں دا روشن ہووے دمن
دیر نہ لگدی ہرگز ذرہ صافی اہل یقین
نواب علی وچ دار فنا دے دیوے وانگن بلدا
ثابت خاص شریعت سیتی ذرہ قدم نہ ہلدا
حشمت علی جیون ماہ آسمانی صاحب فیض رسانی
جت ول نظر کرم دی کردا سب مشکل حل ہو جانی
ایہ دونویں عقلوں فکروں زائد وچ توحید الٰہی
تے وریان دا کفر کیتوں سمجھن بنانون راہی
جے ہندو پنڈت اِکے تہاں پل وچ موم ہو جاوے
صیقل اسم ہو ذات الٰہی جلوہ دے چمکاوے

کیا حاجت ہے ہندو پنڈت گیر ہو ماریا جاوے
پیش جناب نواب علی دے تجھو جیں من بھاوے

باب دربیان کرامت نواب علی صاحب
اززبان درفشان خود بخود ظہور کردہ اند

وچ موضع بل کرامت ظاہر نواب علی تھین ہوئی
وساں کھول حقیقت ساری شک نہ ذرہ کوئی
امیر بخش نوکر انگریزاں لانواں موس ہو گیا
اندر جاے بل پیراندے تجھو ایہ سنیہا
نواب علی بعد ہو اوسدے پھردا سیل کریندا
خواہش دلے وچ لکوی کوئی لینے من پرچیندا
آ ہُن حکم نیلامی لکو بابو حکم چلایا
لیکے موس ہوان کیسے لے ہر سر لکوی لایا
جان لگا موس ہک لکو عجایب سوہنی نظری آئی
دونوہیں سر کپوڑ اوہ لکو لیک شگاف نہ کائی
صاحب نواب علی نے کہیا ایہ ہے لکوی میری
اجیراں کولوں بولیا کوئی کیا حاجت ہے تیری
ایہ لکوی میری تیرے تائیں دیساں ہر گو ناہین
توڑی کرسین جتن گھیرے خالی جاوسیں راہین
فیر نواب علی نے کہیا میں سوالی بیٹھی دیساں
تارے موجب تیرے تائیں تے لکوی ضبط کریساں

فیر اوہ نال غضب دے اٹھون بولیا آہا منحوسی
میں عرض نہ تاری لکوی میری بہت نفع میں ہوسی

صاحب نواب علی فر کہیا میں ہک روپیہ دیواں
نال رضاوی تیرے ہتھوں لکوی منگین لیواں

فیر اوس گل نہ منی ہر گو میں لکوی دیواں ناہیں
ہہ منحوساں دی بولی مندی مول نہ پونوں راہیں

آہ ہمن الہی بخش فقیرا جھگڑا گلن موکایے
حق حق تے باطل باطل حقیقت کھول سنایے

نواب علی فر چپ ہو رہیا جھگڑا منکا سارا
ہہ منہجہ قدگی رسم فقیراں کرنا نہیں نکارا

کہوا اوہ منحوسی آہا نام پتا دس کوئی
جس نال اولاد دیوان صاحب دی سخت معارض ہوئی

خود اوس دا نام ہو آہا تے عرفوں دوز تعلیمی
نور اللہ اوس دا باپ پچھانی وچ رہندا ملن بلیٹی

اوہ لکوی وچہ نصیبے دے اسدے ناکس ہوئی
نصیب ہوئی جس اوس دا ناواں کجھ لیوے ہر کوئی

نواب خان ہو کہوڑی والا نمبردار پچھانی
اوہ لکوی تھیسے اوس دے اندر ہوئی اے دلجانی

خودیا اوتوس خالی رہیا ہک شکوا مصنفؒ نہ آیا
ہہ منحوساں دیاں مندیاں چالیں رکھیں شرم خدایا

نواب خانے فر نال قیمت دے لکڑی اوہ ہو دتی
کراڑ پہلے نوں کجھ عزیز پہ اندروں جتی میتی

نوں(۹) روپئے قیمت اوس دی نفع وصولی پایا
نواب خانے ہو کھرڑی والے بجو حجن من بھایا

جان تکیا آرہ بر لکڑی دے ترکھاناں زور چلایا
نال شتابی دو کیتو نے ویکھو کیا کجھ پایا

شکم لکڑی دا نال ریتو دے بھریا ہویا سارا
ویکھ کر اڑ متحیر ہویا فر کردا شور سکارا

کراڑ خالی تے موچی خالی کجھ نفع حصول نہ ہویا
پہ اوس لکڑی دے شکمے اندر بیٹر فقیر کھلویا

وچوں لکڑی ریتو وانگن غیرت نال فقیراں
ہوئے تیں وچ ویکھدیائیں لوک ہوئے دلگیراں

پہ ایہ نواب علی تھیں ظاہر خاص کرامت ہوئی
لوکاں جہلاں خبر نہ ہوئے سمجھن والا کوئی

حضرت شاہ ولی کے باقی صاحبزادگان کا بیان

کریم بخش تے فیض بخش فضل دین ہو نالے
محسن علی بی نال انہاں دے سب اوچے درجے والے

ایہ اندر دین نبی ﷺ دے محکم جانجان حیک حیاتی
عیشاں موجاں خوشیاں سبتی پائی فیر مواتی

ایہ سارے شاہ ولی دے بیٹے عالی بزرگواراں
فضل الٰہی سبحان اوتے بے حد بے شماراں

حضرت فیض بخش دے دونویں بیٹے ظاہر آکھ سنائی
ہک فقیر تے دوجا فضل دل تیرے تے لائی

محسن علی دے دوئے بیٹے سمجھو نال قیاس
قاسم جی تے محمد علی ایہو نکتہ راس

قاسم لا ولد بے بیٹے جان بحق تسلیماں
محمد علی جیوں گل گلہاسی وچ شوکت شان عظیماں

حضرت کلیم اللہ اور حضرت عزیز اللہ کی اولاد کا بیان

ذکراولاد کلیم اللہ دی سُن توں کراں بیان
نور حسن تے رحم علی ایہ دو اِس تھیں جان

انہاں عمر ساری وچہ ذکر الٰہی خرچ کیتی اے یار
فر انہوں طرف بقا دے واصل ہوئے جان شمار

نور حسن لاولد ہی ایہائی چھوڑی دنیا فانی
اتے رحم علی با فضل الٰہی صاحب اولاد پچھانی

رحم علی دا بیٹا ہکا الٰہی بخش ہو خاصا
وچہ زہد ریاضت پکا آہا صاحب عین خلاصا
وفات الٰہی بخش صاحب دی ہوئی ماہ رجب دے
چہار شنبہ دا روز مقرر وچ دفتر ازل دے
باران سے چھہتر(۱۲۷۶) ہجری مقرر جانی
چلیا چھوڑ جہان فانی نوں اندر ملک ابدانی
الٰہی بخش دا بیٹا ہکو محبوب شاہ نوں جانے
صاحب فیض تجربے والا عالی ہمت ہانے
عزیز اللہ دا ہکا بیٹا محمد علی ہو اوسدا نام
صاحب زہد تے ظاہر باطن محمراں لوک عوام

⟡┈┈⟡⟡┈┈⟡⟡┈┈⟡⟡┈┈⟡⟡┈┈⟡

حضرت شیخ محمد کی اولاد کا بیان

اگے بس تمام حقیقت ویکھو فضل ربانی
ذکر اولاد ہن شیخ محمد کرسان با دل جانی
شیخ محمد دے دوکے بیٹے ہر ہک عظمت والا
محمد شفیع تے محمد بقاء عالیشان اوجالا
محمد شفیع مصلے اوتے ہویا جان نشینان
اتے محمد بقا وچ سلک طریقت ہویا محو یقینان

صاحب کشف کرامت والا عالیشان حضوری
بہتے لوک مرید تمہاڈے پان مراداں پوری

فر اوڑک گیا وطن آپنے نوں نال ارادے ہاری
دو بیٹے تس پچھے جائی صاحب عزت کاری

صالح محمد جیوں نور درخشاں نور دیدے چمکارے
اتے دوست محمد اوسّی وانگن جیوکر پھلّن گلزارے

ہر دو سیف زبان پچھانی تے نفس امارہ دوری
محو شریعت محو حقیقت وچ محو طریقت نوری

مئے حُبّ خاص وصالت والا وچ ہر دو کامل اکمل
نظر اکسیر تے عالی رتبہ فی خاص الخاص تجمّل

مارے عشق تمہاڈا ٹھاٹھاں جیوکر ٹھاٹھ سمندر
ظاہر دنیا نال آمیزہ تے باطن چال قلندر

آکھ مُن الٰہی بخش فقیرا کس نوں کہن قلندر
قلندر ٹھہریا نور الٰہی بخشے حال قلندر

قلندر مطلع نور شاہی دا مقام بلندہ قلندر
قلندر ہے ہو بحر آشنائی قلندر موج قلندر

قلندر موج بہین لایزالی کدے نہ دور قلندر
قلندر نور شمع دے وانگن پہ اگّی رمز قلندر

قلندر رمز باذوالجلالی ویکھو حال قلندر
قلندر قطرہ شہ دریائی عشقوں جاں قلندر

قلندر ذرہ عجب صحرائی عشقون عشق قلندر
قلندر بجز بے خولی آیا از بیرون جرس قلندر
قلندر سایہ لایزالی تے ہے زوال قلندر
قلندر محض ھو ذات الٰہی ذات ہا ذات قلندر
قلندر ہا تمثیل کھری جبار ہے عکس قلندر
قلندر نہ ایمان تے کفر واہ ہادی ذات قلندر
قلندر کم روزگار نہ کوئی نہ ابتداء قلندر
قلندر کل بیزاری اندر نہ انتہاء قلندر
قلندر محرن بجز اسرارے وچ دائم ذوق قلندر
قلندر دائم شوق بشوقی قلندر شوق قلندر
قلندر دائم ہے مشتاقی مایہ عشق قلندر
قلندر ربی مکان ونجانے تے ہے زبان قلندر
قلندر ربی نشان ایمانی تے ہے نشان قلندر
قلندر ہے دریاء مروت صحرا فتوت قلندر
قلندر ہے دریاء معانی تے لامکان قلندر
قلندر قلزم جان توحیدی چشمہ تجرید قلندر
قلندر کل مذہب تھیں باہر تے کجھ نہ حال قلندر
قلندر تاکمن وسن نہ کوئی نہ کینہ حرص قلندر
قلندر کل بیزار خودی تھیں خود ہے خود قلندر
قلندر غرق دریا مذکورہ ہے خود غرق قلندر

قلندر جامہ عشقوں سیوے ہور نہ ہوش قلندر
قلندر خرقہ دوہاں جہاناں ساڑیا جان قلندر

قلندر تائیں علم نہ عشقوں پہ قدم از صدق قلندر
قلندر اول آخر آیا ہے مثل تمثیل قلندر

ایہ سب اوصاف تے نعت پچھانے ہر دوہاں دے تائیں
صالح محمد تے دوست محمد جلوہ روپ ستائیں

وہ صالح محمد دے دوکے بیٹے عالی صدق صفاء
عبدالوہاب حبیب اللہ صاحب تمکین تکاء

فر حبیب اللہ دا ہکا بیٹا مصطفیٰ ہو اسدا نام
وچ سلک طریقت پکا محکم صاحب فیض انجام

دوست محمد دے ترائے بیٹے سمجھو اے ولی اللہ
ہدایت اللہ تے حیات اللہ دوویں ترییجا عظمت اللہ

ایہ ترائے صاحب زہد ریاضت جام عرفانی پیتا
وچ خاص تجربہ نور الٰہی روشن جلوہ کیتا

اندر دم آخر دے ترائے محکم دلوں زباناں
شریعت حقیقت تو طریقت ہوئے دلوں پچھاناں۔

فر اوڑک چلناں سبھناں تائیں وجیا کوس رحیل
بجے کوچ نقارہ واصل طرفوں ذوالجلیل

ہدایت اللہ دے دوکے بیٹے کران حقیقت ظاہر
فیض بخش تے بہاول بخش از سلک طریقت ماہر

حیات اللہ دے دو فرزند جیونکر ماہ آسمانی
روشن اندر دار فنا دے صاحب فیض رسانی

حیات بخش ہو اول بیٹا عالی عظمت والا
فقیر محمد دوجا جانی صاحب فیض نرالا

حیات بخش لاولد ہو گیا با تقدیر الہٰی
فقیر محمد تہیں محمد بخش صاحب سِرّ آگاہی

◆┈┈◆◆┈┈◆◆┈┈◆◆┈┈◆◆┈┈◆

حضرت محمد شفیع کی اولاد کا بیان

شیخ محمد تہیں محمد شفیع صاحب خوب خصالاں
مسند نشیں مصلیٰ اوتے سویا کجھ مثالاں

ملکے مال پدر دے اسنوں ملی وراثت کلی
آیا ماہ ویساکھ بہاری واکو رحمت دی جھلی

وڈا مشائخ عالی رتبہ صاحب فیض حضوری
جو بکھوا وڈا درج بدرجہ پان مراداں پوری

صائم الدہر تے قائم اللیل تس ساری عمر گذاری
خاص قلندر عالی جلوہ نہ کجھ حدّ شماری

◆┈┈◆◆┈┈◆◆┈┈◆◆┈┈◆◆┈┈◆

کرامت حضرت محمد شفیع

سلطان دلاور خان دے قاضی ہک مسئلہ مشکل ہویا
راز نہ کھلے سمجھ نہ آوے تحیر حال کھلویا

رل مل عرض جو قاضیاں کیتی سلطان دلاور اگے
اساں نوں سمجھ نہ ہرگز آوے تے مسئلہ ہتھ نہ لگے

اج اِس زمانے اندر فاضل کامل تے مکمل
محمد شفیع ہے ظاہر باطن اسدا خاص تجمل

مت کجھ نظر کشف تہیں اوسنوں معلم ہوسی جائی
کرسی حل ایہ مسئلہ سارا صاحب ذرّہ معانی

اوہ مسند اوتے بیٹھا ہویا بشندور شہر دا والی
گئیں ہزاراں پان مراداں اوسدے پیش سوالی

اوہ خاص اولاد دیوان صاحب دی صاحب فیض رسائی
سُن کے گکھڑ خوش دل ہویا آیا حرمت بچائی

پیش جناب محمد شفیع دے نال محبابی پوہتا
السلام علیکم کہیس اول ہتھ بنھ پیش کھلوتا

بہ عرض گذاری کہیس باتیں تکی حضرت سخن کریندا
آپنے آپون کشف دلے تہیں اونہاں نوں سمجھیندا

ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ بذل دل اونہاں دے لاندا
صاحب دل صفائی والا مسئلہ وہ سمجھاندا

مشکل مسئلہ پل وچ حاصل ذرہ دیر نہ ہوئی
باجھوں پچھن مسئلہ حل پچھن ہار نہ کوئی

ایسی اوس تشریح مسئلہ دی کیتی خوب بیان
قاضی مُلاں سننے والے حیران اتے پریشان

جے کر کدے دلاور خانے پیش مہم کوئی آوے
فی الحال شتابی پیش حضرت دے آوے مقصد پاوے

بیٹے چار محمد شفیع دے عالی بزرگ نامی
محمد سعی محمد رفیع محمد ضیاء شاہ نواز گرامی

ایہ چارے صاحب فیض ایمانی پر ہک سبھناں اعلا
محمد ضیاء ہو علم تصوف عالیشان اوجالا

ہور شفقت پدری بہت زیادہ اسدے اوتے آہے
اتے پند نصیحت باپ دی کولوں سُنیا عاشق راہے

اوّل نصیحت بدی نہ کرنی تے دوجا طمع ریائی
اٹھیں پہر عبادت اندر رہناں خوش دل لائی

بدی کسیدی نیکی عوض ظاہر کرنی جائی
ہور غصہ کینہ بخل کرناں دور ہٹائی

علم عمل وچ پکا رہنا غفلت کرنی دوری
گوشہ نشین عبادۃ کارن تے کرنا صبر صبوری

ہور ضمیر وجودی محکم رکھیں کہڑی چیز پسندی
اتے کہڑی چیز وجودے اندر پاوے ہتی گندی

پتنڈ مراد نیکی دے جانے تے گنڈی ہے بریائی
جان جانان جیویں قابو ہووے کریو نیک کمائی
چھوڑ نہ کہناں ہر گز ذرہ کیونجے وچ قرآن
منع کیتا خود رب تعالیٰ رہویں امن امان
ہور روزی طرف اللہ تھیں جانی روزی دیون ہارا
اتے دنیاں ترک دلے وچ ہکویں کر کے ہمت سارا
دوست دشمن ہکو جیہا سبھناں دوست رکھیں
مال بیزاری ہور کسے نوں غصیوں غضب نہ چکھیں
محمد شفیع دی ہوئی تیاری وتیں جان پیاری
یاران سے چھتالیہ(۱۱۴۶) ہجری سنہ میلا آخر واری
محمد ضیاء ہو مسند اوتے آپا بیٹھا جانی
صاحب فیض بلندی والا صاحب دین ایمانی

ذکر اولاد حضرات محمد سعی، محمد رفیع، شاھنواز

محمد سعی تے محمد رفیع دووین ہو طریقت
صاحب علم تواضع سخی ہور شیر زبان حقیقت
پر ہو اولاد دیوان صاحب دی سبھا اہل حلیمی
راسخ دم تے ثابت قدم اندر مہر کریمی

محمد سعی تے محمد رفیع دا بچہ رہیا نہ کوئی
کیونجے ایہ لاولدی دونویں اولاد نہ ہرگز ہوئی

شاہ نواز اولاد معین فضل ہویا یزدانی
نور احمد صاحب ہو پیا ظاہر گوہر اسدے وچ جانی

وانگ آفتاب دے جلوہ تسدا لڈھا بھید نہانی
بے طمع تے بے ریا تے حارص ذرہ نہ جانی

جیکر کجھ شکرانہ کوئی پیش انہاندے رکھے
دیندا وڈ غریباں تائیں اوتھیں ذرہ نہ چکھے

اوڑک فیر نور احمد صاحب گیا چھوڑ جہان
صاحب عالی ہمت والا جلوہ نور عیان

دو بیٹے تس پچھے جانی وڈے عالی شان
اکبر علی تے قاسم علی صاحب فیض رسان

اکبر علی وچ سلک طریقت کامل زہد آہا
ہور بہت کرامت اتھیں ظاہر ہویا فضل الٰہا

کرامات حضرت اکبر علی

وزیر چند برہمن عرفوں شنڈہن بیا والا ملی
رہندا وچ بشندور شہر دے نوکر سکھاں آجل

اوس کول گراوس مشرق طرف کھوہ کھٹایا جانی
بہت عمیق تے پانی ناہیں قطرہ آب وہچانی
ڈک ہویا فر آیا جلدی اکبر علی دے پاس
کہندا حضرت پانی ناہیں صبر کرو تاں راس
فقیراں دل رنجی والا مہر دلے وچ آئی
ہتھ اوٹھا دعا ہو کیتیس نال دلے دے رائی
اوہ مستجاب الدعوات ہو آہا ہوئی قبول دعا
دوجے دن اوس کھوہ دے اندر آب ہویا بھرپاء
قدم بوسی اوس حضرت والی کیتی دلوں بجاتو
نذراں تے نذرانے دتیس دل تھیں خوب سیاتو
ہُن تورِیس اوہ اونویں ایہ قائم کھوہ وہچانی
سیہاں لوکاں عمر ہو اوسدے کل حقیقت جانی

☆☆☆

اتفاق یک وار میں موضع بال اکبر علی صاحب ہو گیا
اتے بیٹا تکوڑا ناؤ تاکے ﷺ دیندا بیا
کیا ویکھن خربوزہ سوہنی نظری اندر آگے
فر بیٹا ویکھ پیو دے اگے عرض احوال سناکے
خربوزیاں والا مالک حاضر اوتھے آہا جانی
وڈا دوس مریدا جٹ صورۃ وانگ حیوانی

اکبر علی فر اوسدے تائیں کہیا جلدی حال
خربوزہ ہک اس بیٹے میرے دیہہ مجاہی نال

کہندا جٹ مریلا اگوں خربوزہ دیواں نائیں
باجھ مزہ ری کیکن دیواں فیر نہ سخن نائیں

ہک خادم نال انہاندے آہا فیر اوہنے آکھ سنایا
ایہہ خاص اولاد دیوان صاحب دی کیوں توں پاس فیر آیا

ویش فقیراں منکر ہوواں جاتو نائیں آیا
لائق تینوں دیہہ خربوزہ پاؤس قرب سوایا

فر سن کے ایہہ گل جٹ مریلا کہندا نعرے مار
میں انہاں جے فقیر ہزاراں ڈٹھے بے شمار

اساڈا مرشد کامل اکمل میں بھی مرشد والا
خربوزہ ہر گز دیواں نائیں کرو زبان سنبھالا

اکبر علی فر نال غضب دے سرنگ وٹایا
فر اوسے جائی وچ مسیتی قدم مبارک پایا

کر کے وضو کرے دعائیں یا رب جبار قہارا
میں بندہ تیرا وچ رسوائی ہویا بہت لاچارا

ہک جٹ مریلا جھگڑے کردا میں عاجز دے نال
فضل کرم کجھ اِسدے اوتے یا قادر ذوالجلال

کیا ویکھن ہو وچ آسمانے ہویا ابر ظہور
دعاہ ولی دی اوسی ویلے ہو گئی منظور

بارش بدل پیچھے نازل تے گولی پون ہوائیں
یعنی ژالہ نازل ہویا پیا شور کہائیں
قہر غضب الٰہی برق آسمانی بجلی نال ہوئی
مع فرزنداں رن ہو اسدی نال بجلی دی موئی
ہور کھکھویاں ٹرھوڑے اوس دے وٹن کدھے نائیں
نال مٹی دے مٹی ہوئے پنچھو یار سنائیں
دعا فقیراں مہر خدا دی تے بددعا تھیں ڈرناں
پر رہناں اندر حکم تہاڈے گھر در صدقہ کرناں

☆☆☆

حکم چند پیا رام کشن دا دروغہ پدر خطاب
رہندا موضع جنڈ تے مہلو گجھو اے احباب
خالی روٹھہ حیاتی والا میوہون خالی رہیا
پر جسدے گھر اولاد نہ ہووے جیون اوسدا کہیا
ایہہ ہر ہر جائی پاس فقیراں پھردا رہیا ہمیش
آرزو دلے دی پوری نائیں ہوئی حاجت خویش
اوڑک پاس ہو اکبر علی دے آیا وچ دربار
نال بیزاری زاری کیتیس تے کہندا نعرہ مار
یا حضرت میں فرزند نہ کوئی ہویا بہت لاچاری
فضل کرو یا حضرت میتوں ہووے دور خواری

فر نال جلالت اکبر علی نے کہیا اوسدے تائیں
گھر تیرے وچ بچا ہوسی فضل کریسی آ سائیں

ہور نام پسر دا کرم چندر کہناں تدہ ضروری
مدت بعد ہو نوں(۹) مہینے آس تیری گل پوری

فر چلیاء ہندو نال خوشی دے گھر دے اندر پوہتا
دے مبارک رن آپنی نوں اونوں کہلا کہلوتا

پھنڈی رن مبارک سُن کے وانگ خمیریاں ناناں
میوے ناگن کپڑیاں اندر واہ واہ بھاگ سوہاناں

ہر دن دن خوشی زیادہ پاوے جیوں جیوں شکم وڈیرا
واہ واہ دعا فقیر صاحب دی کھلا فضل گھیرا

جاں پورے نوں(۹) مہینے ہوگے تے بچا جمیا جانی
کرم چند ہو ناواں تسدا رکھیا دلوں بجانی

جاں اوتھے رن اوس حد معتین سمیت خصم دے آئی
تے بچا گھگھو اندر چاپا ہور نالے نذر لیائی

پیش جناب اکبر علی دے رکھیس ہو کچھ آندا
فر اندر حق اوس بچے آپنے مجاب دعا کراندا

بعد دعا دے رن تے خصم دونوں وداع ہوگے
لیکے بچہ نال خوشی دے گھر وچ ونج کھلوگے

در بیان دیگر کرامت و اوصاف جناب اکبر علی صاحب

اک دن فوت ہویا ایہ حضرت با تقدیر ربانی
ہک پہر دی قدر مویا رہیا عاشق دل تھیں جانی

فر حکم الٰہی زندہ ہویا تے لگا کرن جواب
اٹھ دیہاڑے ہور حیاتی دتی پاک جناب

خلقت ایہ زیارت کارن کیا نیڑیوں کیا دور
اکبر علی جیوں بدر ہلالی چمکے چہرا نور

جد اٹھواں روز آ پورا ہویا ہوئی فیر تیاری
باران سو تے سٹھ تریسٹھ(۱۲۶۳) ہن میلا آخر واری

ہک پچھے اِس دا بیٹا رہیا فتح علی جو اس دا نام
صاحب عین صفائی والا صاحب فیض انجام

اوہ ایہ لاولدی گیا اولاد نہ ہوئی ظاہر
ایہ پک روایت شک نہ ذرہ سبہ کوئی آکھیں باہر

قاسم دا ہک بیٹا صاحب اہل حقیقت
فقیر بخش جو ناواں جسدا اندر محو طریقت

سجادہ نشین حضرت محمد ضیاءؒ کی اولاد کا بیان

محمد ضیاء جو مسند اوتے بیٹھا صاحب راز
موجب حکم محمد شفیع دے صاحب فیض دراز

محمد ضیاء وچ حکم طاعت صابر اہل قناعت
کئیں ہزاران طالب اوتھیں پایا شوق ہدایت

وچ شریعت محو طریقت صاحب فیض حضوری
ہر قلب عزیز تے صیقل نظر چمکے چہرہ نوری

ست زمیناں روشن اوتھیں تے روشن ست آسمان
یعنی غوثی رتبہ اوسدا اندر دوجہان

محمد ضیاء زبدۃ الاولیا کامل آہا جانی
قدوۃ الاصفیاء محمد ضیاء مکمل خاص پچھانی

ہُن ہوئی تیاری کوچ نقارہ تے پیا گئی آواز
یاران سو بونجھ (۱۱۵۲) ہجری رحلت تس پرواز

محمد ضیاء دے بیٹے ترائے عالی بزرگوارے
محمد فضل تے محمد ناصر صاحب تقویدارے

تریجا جناب محمد خالق وچ حکم خاص شریعت
صاحب خلق حلیمی والا اندر محو طریقت

پر خالی روگئی حیاتی والا ثمرہ ناکس پایا
پر اوڑک یاد خداوندے تسوں عشق ساتھ رلایا

پنجوں شہروں طرف چہ دے نکا اوہا جانی
زیارت گاہ اوہ عالمیان دی صاحب فیض رسانی

محمد فضل مد دے پنجشنبہ روز پہچانی
از کشفوں راز معلم ہو وچہ پسندیدہ جانی

محمد فضل با فضل الٰہی عالی مسند پاک
تے بیٹھا یاد الٰہی اندر اوہ صاحب ادراک

کتیں ہزاران طالب اسدے صاحب جب عیان
کرے نصیحت سبھناں تائیں دل دے نال تران

ہو کجھ امر شریعت ظاہر تس سبھناں آکھ سنایا
بھی ذاتی اسم جناب الٰہی قلب تمہاندے لایا

ایہ اندر زہد ریاضت پکا خاصجان حیک حیاتی
دم پورے جد ہو گئے پائی فیر مواتی

یاران سو تے نوے (۱۱۹۰) ہجری پائی تس وفات
روز جمعہ دے بجھ توں فرمایا عالی ذات

دو بیٹے تس پچھے باقی صاحب صدق صفا
علی محمد نور محمد ہادی اہل اتقا

نور محمد اولاد مد. کوئی خالی رحلت پائی
اتے علی محمد بجو بچا کرم بخش نام ہو ایہائی

محمد علی دا خورد برادر مسند بیٹھا جان
صاحب فیض ہدایت والا موجاں خوشیاں مان

حضرت پاک محمد ناصر اسم گرامی جانی
صاحب تجمل والا عالی ہمت عالی
تس باجھوں ذاتی اسم الٰہی خالی دم نہ گیا
ہور نفس محاسب فکر تجربہ ہیبت شوقی رہیا
آہ ہمن ویلا نیڑے آیا یعنی موت قریبی
باراں سو تے چوہتر (۱۲۷۴) سنہ گیا جا ہک تھیں
دو بیٹے تس پچھے باقی صاحب اہل ہدایت
احمد علی الٰہی بخش وچ ثابت حال قناعت
فرمان وصیت پدری جانے الٰہی بخش دے تائیں
احمد علی نوں حکم نہ ہویا مسند بیٹھا نائیں
الٰہی بخش مصلے اوتے بیٹھا کرے عبادت
صاحب حسن صفائی والا اندر زہد ریاضت
وچہ راز حقیقت اندر محکم عالی جلوے والا
وچ شوکت جان طریقت قائم عالی نور نرالا
لاولد رہیا کوئی چیلا نائیں اِس نوں دتا اللہ
فر عہد معتین نیڑے ڈھکا لگے نال الا اللہ
باراں سو انتالی (۱۲۳۹) ہجری پائی تس وفات
لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ مہر کریا نیک صفات
فر وڈا برادر اسدا جہڑا مسند بیٹھا جانی
احمد علی جو ناتوان اوسدا وتعین خوب پچھانی

وڈا عالی رتبہ اسدا کجھ صفت نہ کیتی جاوے
مستغرق اندر ذکر الٰہی دم دم خوشیاں پاوے

حکایت احمد علی

ہک واری حضرت احمد علی ٹریا کسے گرانوں
ایہ گل حقیقت قصہ سارا تینوں کھول سناواں

روشن زرد ڈولی وچ پا کے ٹریا دیندا راہی
نیت آون شہر منور بشدور ولے دی خواہی

کیا ویکھے ہک کھوہ دے وچوں کڈھن لوک ہو پانی
ایہ پانی پیون اوس کھوہے تے حاضر ہویا جانی

ڈولی ہک درخت ستی اسنے چا لٹکائی
لگا پانی پیون اوتھوں نال ولے دی رائی

کیا ویکھن ہک گرد غبارے اچن چیت ہو آئی
ڈولی لیکے رخصت ہوئی بے ہک بات آلائی

جے توں ڈولی لوڑ منورہ تاں جاہ اندر گرمہالہ
پچھیں لبھسی اوتھوں تینوں کہیں حال احوالہ

فر پانی پیکے ٹریا اوتھوں عالی ہمت والا
نال صحابی ٹروا ٹروا پوہتا آ گرمہالا

کیا ویکھے ہک نال درختے ڈولی لکی ہوئی
چک لئی اس نال ہمائی تے نظر نہ آیا کوئی
صحیح سلامت روشن زرد جھتیا ہویا جانی
پر ہک انگلی اندر روشن تکی خوب پچھانی

کون آہا جس روشن زرد اوتھوں چک لے آیا
جن خبیث وچ گروہ ہمارے جس ایہ شور بنایا
پر اصلی اوس ہمراہی کیتی احمد علی دے تائیں
چک کے پہاڑ لے آیا آگیرے پُچھو یار سنائیں

پر اجے نہ بیٹھا مسند اوتے احمد علی پچھانو
ایہ پیش کرامت اوسدے ظاہر ہوئی دلوں سیانو
اک دن اس حضرت دے کولوں پچھیا کسے یار
کہڑا سخن ہو دنیاداراں کردا ضبط قرار

کہیا حضرت دنیاداراں کرنا ایہ فرمان
کیونجے عارف کامل پاسوں روایت ایہ بیان
دنیاداراں لائق اہکی کرن زبانان بندی
دروغ کوئی نہیں کجھ عزیزا بچ حضور پسندی

سلیم طبع تے رحم دلی ہوون ہر دم حال
ہور موافق قدر کشادہ پیشانی مسکیناں کرن سنبھال
اتے بندگی وچ جناب الٰہی ہوون قدم ثبوتی
تاں روز قیامت عیشاں موجاں پاون ہیرے موتی

حضرت احمد علی کی وفات کا بیان

ہن ہوئی تیاری احمد علی دی پوہتا وقت موافق
اس دارِ فانی تھیں کجھ عرصہ ہوئی ختم حیاتی
اُہپر صلبی اولاد نہ ہوئی کجھ اس دے وچ جانی
نال لاچاری مسند اوتے کیتس فکر پچھانی

باہوں پکڑ غلام شاہ نوں مسند خاص بہایا
ایہ بیٹا قطب الدین دا ایہے عالی ہمت پایا
اتے قطب الدین از نسل پچھانی صاحب محمد امین
محمد امین ہو شاہ رحمت اللہ بیٹا حق یقین

اتے شاہ رحمت اللہ بیٹا جانی پاک دیوان حضوری
جناب حاجی عبداللہ ناواں آس کریندا پوری
باران سے پنجہتر (۱۲۷۵) ہجری رحلت خاص ہو ہوئی
حضرت احمد علی صاحب دی شک نہ ہرگز کوئی

تری(۳۰) ماہ شعبان دی روز بدھوار پچھانی
عرس اٹھاندا اسدن ہوندا شک شک نہ آنی جانی
شاہ غلام ہن مسند اوتے صاحب صدق صفاء
کردا یاد اللہ دے تائیں عالی اعلیٰ بداء

غلام شاہ نوں ہک نصیحت کرساں با دل جانی
جس تھیں پاوے فیض حقانی صاحب ذرہ معانی

اوّل وچ شریعت قائم رہناں ثبت ثبوتی
ہور رمز حقیقت وچلیاں سیتی رہناں توں مضبوطی

کوئی ایسی کار نہ کرنی تساں جس تھیں توبہ آوے
ہور حب لطافت گل دے اوتے کرنی جیوں دل بھاوے

عاقل نوں ہک نکتہ بس ہے کون قصہ گالے
پر جیکو اس مسند تے بیسی آپناں آپ سنبھالے

میں قربان سبھناں دے اوتوں جان فدائی کردا
کجھ نام خدا دے مدد کرو میں مت مداحی پڑھدا

نواب علی صاحب مہلو والہ کا بیان اس کتاب کی تصنیف کے بارے مین

ہک واری نواب علی نے آکہیا میرے تائیں
ہک نسخہ نعت دیوان حضوری تیری تھوں بنوائیں

میں اگوں کہیا سند جی ہیگی حاضر کرو موجودی
تاں میں نعت کریساں جلدی مدد نال معبودی

دیساں سند جیں ہیگی تھوں نواب علی فرمایا
میں فر کہیا انشاء اللہ کراں بیان ہو لایا

کوئی تھوڑی مدت گذرن پچھے سند میرے ہتھ پائی
فر لے کے قلم دوات سیاہی میں دل تھیں قلم چلائی

اپھر سندا اوہ فارسی اندر ہندی آسان بنائی
سمجھن کارن عوامان تائیں مشکل رہیا نہ کوئی

نواب علی بفضل الٰہی صاحب عین صفائی
خاص الخاص شریعت سیتی تار توحید ہجائی

نواب علی دا عالی رتبہ کجھ سمجھ وچ نہ آوے
صاحب شرم تے تقویٰ اندر صاحب اہل سخائی

ہور علم تصوف سنی اندر روشن تسدا سینہاں
خاص اولاد دیوان حضوری صاحب اہل ہتھیاں

نواب علی دا دوم برادر عالی عظمت والا
حشمت علی ہے نام تسدا عالی جلوے والا

میں ہکا واری ویکھیا اوسنوں سمجھا اندر پایا
فر دوجی(۲) واری شجرے اندر اوسدا نام ہو آیا

واہ واہ عالی رتبہ اوس دا صاحب اہل سخائی
وانگن ماہ بدر جیہوں روشن دنیاں اندر سائی

صاحب فیض حضوری رتبہ اوس دا خوب پچھاناں
وچ سلک طریقت محو طریقت عالی قرب سیاناں

یا حضرت ہک مرض اساں نوں سخت ہو طاری ہوئی
کوئی دارو و رمل راس نہ آوے دیکھ رہیا سب کوئی

تسیں دوئے برادر کرو حیلہ حق اساڈے اندر
ہووے شیر تے کراں دعائیں تھکے نہ سمندر

دیوان حاجی عبداللہ صاحب پوریاں پانون والا
دیوے آس بے آسان تائیں صاحب فیض نرالا

حضرت عبدالعزیز صاحب ہو فضل کندہ والی
حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کردا مہر سنبھالی

عنایت اللہ تے عبدالسلام کرسن مہر گھنیری
محمد امین تے شیخ محمد خیر کریسن میری

عارف صاحب تے قائم صاحب عالیشان بلندی
معصوم مراد خیر محمد عالی ذات پسندی

محمد جعفر تے محمد بقا محمد شفیع ہو نال
فتح محمد اتے دل محمد کرسن مہر سنبھالی

عبید نبی فقیر محمد روشن جلوہ عالی
محمد فقیر محمد روشن صاحب خوب خصالی

شرف الدین محمد غلام جان محمد جاناں
دین محمد محمد عظیم کرسن فضل سیاناں

کلیم اللہ سلطان محمد کرموں نظر کریسی
عزیز اللہ تے صالح محمد درداں دُکھ چلیسی

دوست محمد عالی رتبہ صاحب فیض حضوری
ولی اللہ حفیظ اللہ صاحب آس کریسی پوری

غلام علی تے محمد وارث محمد لطف کمال
سلطان علی قاسم علی ہو وحدت درج خیال

فیض بخش تے کرم بخش غلام محی الدین
ناصر دین تے فضل الدین ہور چراغ الدین
شاکر دین بہاؤ الدین محمد علی آمین
صاحب عین صفائی سہاتے جلوہ حق یقین

شرف شاہ اتے جان محمد محمد حیات سعید
محمد علی تے شاہ ولی ہو عالی قدر مجید
نور حسن رحم علی صاحب ہو محمد علی نوں جانان
عبدالوہاب حبیب اللہ نوں دل تھیں خوب پچھانان

ہدایت حیات اللہ صاحب والے عظمت اللہ
طفیل انہاندے میں عاجز تے کرسی فضل ہو اللہ
غلام محمد شیر صاحب ہو قادر بخش سہالاں
پیر بخش تے ہاشم علی ہو صاحب نیک خصالاں

حسین علی مدد علی مکی حضرت شیر قبولاں
خدا بخش بفضل الٰہی وچ درگاہ مقبولاں
محمد شاہ اتے احمد شاہ رستم علی دلیر
پیر بخش اتے الٰہی بخش فضل جناب ہو لیر

محمد علی مردان علی ہو سید علی ہمراہی
الٰہی بخش اتے قطب الدین کرسی دو مباہی
چراغ الدین تے قادر بخش یا رب انہاں طفیل
حیات بخش اتے کرم بخش ہو کڈھو دل دے میل

فیض بخش تے فضل الدین محسن علی جناب
الٰہی بخش اتے مصطفٰی صاحب وانگ درخش آفتاب

فیض بخش تے بہاول بخش عالی صدق صفائی
حیات بخش اتے فقیر محمد کامل اکمل ایمانی

حسین علی بافضل الٰہی مہر کیندہ والی
ایہ پتا خاص غلام محمد پہنچے دیکھ سجالی

کرم شاہ محبوب شاہ نالے بہادر شاہ امیر
جیوں شاہ امیر علی ہو عباس علی باکثیر

فیض علی تے شرف علی نبی محمد شاہ دلدار
محمود شاہ اتے حشمت علی ہو صاحب فیض قرار

نواب علی تے فقیر صاحب نوں دل دے وچ پچھانان
فضل صاحب اتے قاسم علی نوں نال عقیدت جانان

محمد علی محبوب شاہ نالے صاحب قطب زمان
محمد ضیاء تے محمد سعی ہو عالی ہمت شان

محمد رفیع تے شاہ نواز روشن بدر جلال
محمد فضیل تے ناصر محمد صاحب عین کمال

خالق محمد نور احمد نبی علی محمد جانان
نور محمد احمد علی نوں دلبر خوب پچھانان

الٰہی بخش اتے اکبر علی ہو صاحب فیض ہدایت
فتح علی اتے قاسم علی بھین صاحب اہل کفایت

فقیر بخش ہا فضل الٰہی صاحب عین تے عین
صاحب عین بعین معتین مار لئے رتس ثمین

طفیل اِنہاں دے یا ربّ صاحب کرنی مہر گھیری
درداں ڈکھاں اکایا میتوں رحمت پانواں تیری

ایہہ درد اَوَلّا لگا میتوں یا ربّ بارِ خدایا
تیرے باجھوں کوئی نہ میرا تیں دروازے آیا

ایہہ جتی اوتے بیان میں کیتی یا ربّ بے پرواہ
طفیل انہاندے فضل کرم تھیں کر توں ہک نگاہ

اوّل کتاب تاں آخر توڑیں جتے اسم ایہہ پائے
نال یقین دلے دے کر کے وچہ کتاب لگائے

طفیل انہاندے بارِ خدایا کر توں فضل عنایت
میں عاجز مند غریب وچارا یا ربّ دیہہ ہدایت

جے توں بکویسیں یا سڑیسیں میں عاصی بندہ تیرا
ڈھٹھا آہ دروازے تیرے کر رحمت فضل میرا

کتاب مذکورہ کا نام اور سال تکمیل

میں نام کتاب دیوان عرفانی سمجھا اندر آیا
ہور دوجا صیقل عرفانی بجو جتیں دل پایا

تریجا دیوان العارفین اسدا سمجھو بھائی
اتے چوتھا صیقل العارفین رکھیا محب لگائی

اِنہاں چوہان(۴) ناواں وچوں بڑا نام بولاسو
تا انشاء اللہ نال محمد ﷺ میرے کھاسو

ایہ اصل کتاب ہے سلک طریقت نور ہو بحر توحیدے
نور علی نور جانی اِس نوں نال تاکیدے

جیکو پڑھسی اسدے تائیں کجھ فاتحہ خیر دعائیں
آکھو میں عاصی دے حق دل دے نال رضائیں

پچھے ہجرت مصطفےٰ ﷺ باران سو(۱۲۰۰) سال
سنہ چورانوے(۹۴) کجھ عرصہ تھی کتاب سنبھال

کتاب مذکورہ کے مصنف کا نام اور تصنیف کا وقت دن اور مہینہ

مصنف اس کتاب دا الٰہی بخش فقیر
رہندا وچ نگہام دے عاجز مند حقیر

وقت عصر دے جان توں روز ہو منگل وار
ذوالحجہ ہُنا لا دوجی گذری ہوئی ختم شمار

میں ناچیز آپے تے عاصی بد کردار
اٹکل ناہیں شعر دی نہ کج عقل نہ سار

نالے مرض بدن دے اندر ڈاہڈی سخت ہو دہائی
پر وچ بیماری ایہ کتاب دل تھیں آسان بنائی

یا رب اس کتاب نوں کریں حمدہ مشہور
اندر فرقے عارفاں کیا نیڑے کیا دور

یا رب الہ خالقا گل میرے بخش گناہ
ہور والدین استاد تے کرتوں فضل الہ

ہور ہادی راہنما ہو صاحب فیض حضوری
یا رب الہ خالق کر توں اوس مغفوری

پیر اساڈا خاص ہے روہڑی شہر وچ واسا
احمد صاحب نام تس خضر جانو پاسا

پچھے تس فرزند ہے فقیر محمد نام
صاحب عین صفائی والا عالی ہمت کام

نقشبند طریق اے زبدۃ الاولیاء
کئی ہزاران طالب اس دے عاشق دل تے لا

صاحب عین صفائی والا ہادی نیڑے دور
جو کجھ وچہ آسماناں زمیناں اس دے وچ حضور

ہوئی ختم کتاب فضل الٰہی نال
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ رکھ یقین سنبھال
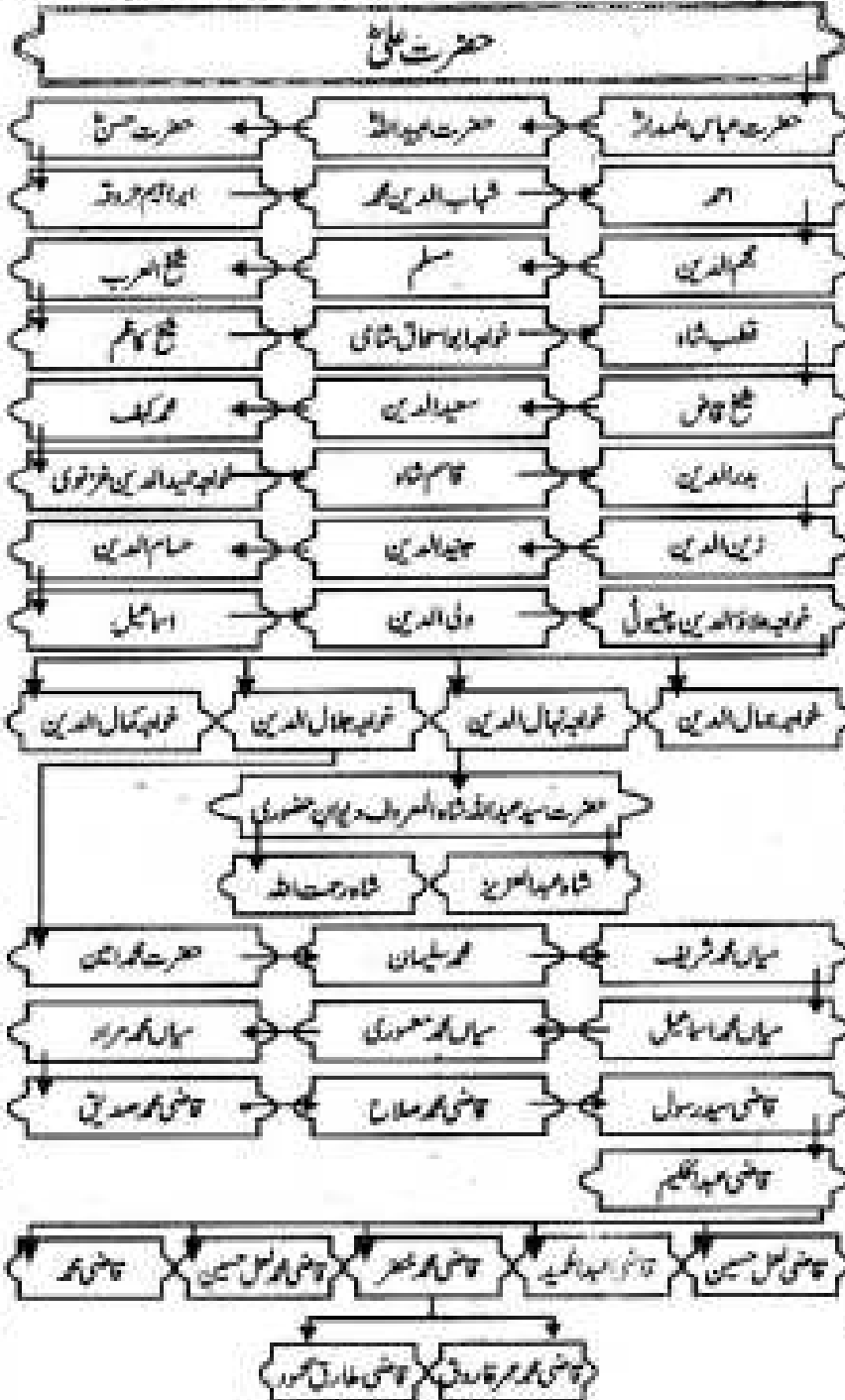
☆☆☆
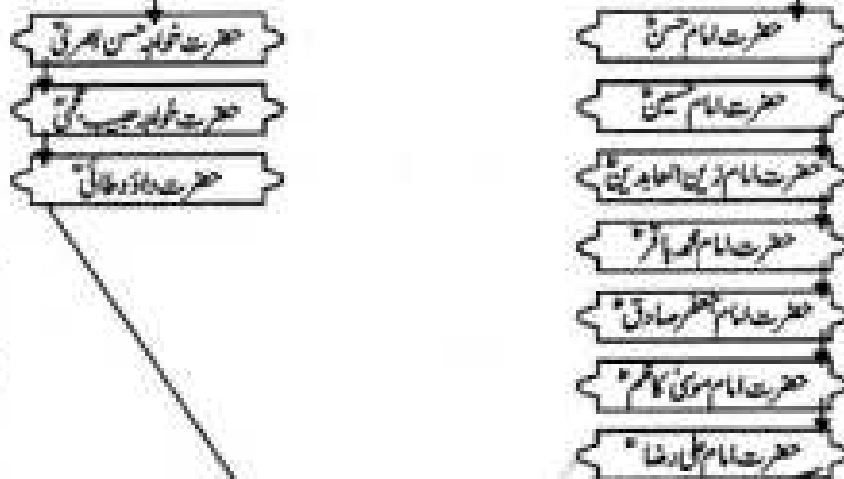
اہم پیغام

ایک بلند اور طویل چبوترے پر یہ مقام حضرت مولانا جلال الدین رومی کا مزار مبارک ہے جو ترکی کے ایک خوبصورت شہر "قونیہ شریف" میں واقع ہے۔ تصویر میں آپ" کی پائنتی آپ کے والد محترم کی قبر مبارک اور فانوسوں کے نیچے تین اور قبور کے بھی کچھ حصے نظر آ رہے ہیں۔

الحمدللہ اس بندۂ ناچیز کو نومبر 95 میں اس عظیم مقام پر حاضری کا شرف اور مثنوی پڑھنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ بغیر تحقیق کے آج کل اوپر والی اور نیچے والی تصویر کو

نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک سے منسوب کر کے مختلف انداز میں استعمال کیا جا رہا ہے جو کسی طور پر بھی ایک گناہ سے کم نہیں کیونکہ 881 ہجری کے بعد حجرۂ مبارک کے اصل مقام تک کسی ظاہری آنکھ کی بھی رسائی ممکن نہیں ہوئی تو اتنی جدید تصاویر کا حصول کس طرح ہوا؟ خدارا اس بات کی تصحیح کر لیں اور باقی لوگوں تک بھی یہ اہم پیغام ضرور پہنچائیں یہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔

افتخار احمد حافظ قادری

پیکرِ فقر و تسلیم و رضا
حضرت قاضی محمد حسن قادری
(سالِ وصال) 1983ء
مردِ حق، جس کی ہے بیحد ذوق بخش
داستانِ فقر و تسلیم و رضا
نجمِ حق، جس سے منیر و مفتخر
کہکشانِ فقر و تسلیم و رضا
آفتابِ فیض، جس سے مستنیر
اک جہانِ فقر و تسلیم و رضا
گوہرِ دریائے صدق و راستی
دُرِّ کانِ فقر و تسلیم و رضا
آشکارا اس کے روئے خوب سے
ہر نشانِ فقر و تسلیم و رضا
اس کی شانِ معرفت کے معترف
کاملانِ فقر و تسلیم و رضا
وہ کلامِ پاک کا اسرار فہم
نکتہ دانِ فقر و تسلیم و رضا
جس قدر اس پر کرے ناز، ہے بجا
کاروانِ فقر و تسلیم و رضا
طارق سلطانپوری